BROWN
BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222648

UNIVERSAL
LIBRARY

کنوز تحت العرش مفاتیحها السنة الشعراء

الحمد للہ والمنہ کہ درین زمن بتفضل رب ذو المنن مجموعۂ کلام مصداق الشعر حسنہ حسن

است

دیوان میر حسن

نتیجۂ فکر

استاد فن شاعر یکتاے زمن بدر منیر سپہر سخن جناب میر غلام حسن صاحب حسن مرحوم

بمطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مرتبہ [illegible] زیور طبع شد

(باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ)

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ وملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنین بعض کتب کلیات ودواوین اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب کلیات ودواوین اُردو		کلیات میر تقی۔ استاد مسلم الثبوت سخنوری	عہ؍
کلیات ظفر۔ از حضرت سراج الدین ظفر		کلیات سودا۔ اُستاد مسلم معروف	عہ؍
بادشاہ ہر چہار جلد کامل دو جلد مین۔	عہ؍	کلیات۔ انشاء اللہ خان شاعر نامی۔	عہ
انتخاب کلیات ظفر	۶؍	کلیات نساخ۔ عمدہ کلیات مولفہ ومصنفہ	
کلیات مومن۔ از استاد سخن مومن خان دہلوی	۹؍۳	مولوی عبد الغفور خان بہادر۔	۳؍۳
دیوان ناسخ۔ از استاد شیخ امام بخش		اس کلیات مین دس رسالہ ہین از انجملہ بعضے	
ناسخ لکھنوی۔	۱۲؍۹	حسب ذیل علیحدہ بھی فروخت ہوتے ہین	
کلیات آتش۔ از استاد خواجہ حیدر علی		(۱) شاہد عشرت۔	۶ پائی
آتش لکھنوی۔	۸؍	(۲) سخن شعرا۔	۱۵؍
ذو لسانین مجمع البحرین۔ فارسی و اُردو		(۳) زبان ریختہ۔	۶ پائی
قصائد کا کلیات از تدبیر الدولہ منشی سید		(۴) قطعہ منتخب۔	۳؍۳
مظفر علی اسیر مرحوم لکھنوی استاد مشہور جدید الطبع	عہ؍	کلیات صنعت۔ عجیب صنعت۔	۹؍۹
کلیات نعتیہ مجید۔ از مولوی عبد المجید خان۔	عہ	دیوان مہر مصنفہ مرزا حاتم علی بیگ	
کلیات امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی	۱۲؍	صاحب مہر مطبوعہ غیر	عہ؍

کنز تحت العرش مفاتیحہا السنۃ الشعراء

الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمن بفضل رب ذو المنن مجموعۂ کلام مصداق الشعر حسنہ حسن

است یعنی

دیوان حسن

نتیجۂ فکر

استاد فن شاعر یکتائے زمن بدر منیر سپہر سخن جناب میر غلام حسن صاحب حسن مرحوم

بمطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مرتبہ [illegible] زیور طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گر کیجے رقم کچھ تری وحدت کے بیان کا
تو چاہیے خامہ بھی ہی ایک زبان کا

تو ہے تو ہری جان و دل و جسم ہے ورنہ
کیسا یہ دل اور کیسا یہ جی اور ہین کہان کا

رکھتے ہین کچھ نام ہی اپنا نہ نشان ہم
کیا نام و نشان پوچھو ہو بے نام و نشان کا

اس بات کو ٹک سن کہ جہان نکا ہوا اثبات
کیا دل مین بھروسا کرے پھر کوئی دہان کا

مستہ و ست ہوس کو تو جھکا لینے کو اسکے
ماٹی سے سب آلودہ ہوا اسباب جہان کا

سربستہ رہا یونہین یہ راز حرم و دیر
معلوم ہوا کچھ بھید نہ یان کا نہ وہان کا

بیگانہ ہے یان کون اور اپنا ہے یہان کون
ہے سب یہ بکھیڑا امر سے ہی وہم و گمان کا

جس عالم ہستی کو سمجھتے تھے بہار آہ
آخر کو جو دیکھا تو وہ موسم تھا خزان کا

سچ کیون نہ کہین ہم تو مسلمان ہین اے شیخ
رہتا ہے یہان نام خدا ذکر بتان کا

مرضی ہو جہان اسکی وہی جا ہمین بہتر
مشتاق دل اپنا نہین کچھ باغ جنان کا

سر دیویگا جس دم تو حسن تیغ کو اسکی
اسرار کھلے گا تبھی اس سرّ نہان کا

کیونکر خدا نہ بخشے گنہ اس غلام کا
بندہ ہون دل سے مین تو محمدؐ کے نام کا

بھیجون ہون زلف و رخ پہ محمدؐ کی نت درود
مین نے کیا ہی ورد یہی صبح و شام کا

جلوے سے ہی نبی ہی کے ساری یہ کائنات
مخلص وہی ہی دونون جہان مین تمام کا

جسجا پہ ایک مرتبہ اُسنے رکھا قدم
رتبہ ہی عرش سے بھی پرے اُس مقام کا

ہو مہر جسپر اُسکی تو ذرہ ہو آفتاب
ہی نور اُسکا رتبہ رسان خاص و عام کا

برحق ہی بعد اُسکے وصی اُسکا مرتضیٰؑ
حق کو نہ مانے جو کوئی ہی وہ حرام کا

شیر خدا کا بسکہ تولد ہوا ہے وان
واجب ہی سجدہ اسلیئے بیت الحرام کا

مین دوستدار پنجتن و اہلبیت ہون
بندہ ہون جان نثار ہون بارہ امام کا

ہوتی ہی جنکو بندگی انکی جناب مین
اُنکو مقام ملتا ہی دار السلام کا

سیراب مجکو کیجیے محشر مین یا علیؑ
امیدوار رہتا ہون کوثر کے جام کا

گر ہو قبول یہ غزل نعت و منقبت
شہرا جہان مین تب ہو حسن کے کلام کا

گر عشق سے کچھ مجکو سروکار نہوتا
تو خواب عدم سے کبھی بیدار نہوتا

یارب مین کہان رکھتا ترا داغ محبت
پہلو مین اگر میرے دل زار نہوتا

دنیا مین تو دیکھا نہ سوائے غم و اندوہ
مین کاشکے اس بزم مین ہشیار نہوتا

واللہ کہ مین بھر کے نظر دیکھ نہ سکتا
تو ہی اگر آنکھون مین مری یار نہوتا

یون نالہ پریشان نہ نکلتا یہ کبھی آہ
سینے مین جو میرا یہ دل افگار نہوتا

خمیازے بہت کھینچتا پھرتا مین جہان مین
گر تیری مے عشق سے سرشار نہوتا

کرتا مین حسن قدس کے عالم ہی مین پرواز
ہستی کا اگر اپنی گرفتار نہوتا

چھوٹا نہ وان تغافل اُس اپنے مہربان کا
اور کام کر چکا یان یہ اضطراب جان کا

اُٹھتے ہی دل جگر مین کیا آگ سے لگادی
خانہ خراب ہوئے اس نالۂ و فغان کا

وے دن گئے جو گلشن تھا بود و باش اپنا
اب تو قفس مین بھولے نقشہ بھی گلستانکا

سامان پیچلا ہے اندوہ کا یہین سے
کیا جانیے ارادہ دل نے کیا کہانکا

جانا تو ہمنے چھوڑا پر کیا کرین حسن ہاے
چھٹتا نہین ہے دل سے ہرگز خیال وانکا

تیرا حسن یہ رونا یونہی اگر رہیگا
ظالم تو پھر کسیکا کاہیکو گھر رہیگا

تیرے ہی غم کا گھر ہے یہ دل جلا نہ اسکو
گر یہ جلا تو تیرا پھر غم کدھر رہیگا

تربت پہ بیکسونکی رکھیو نہ پھول کوئی
گل کی جگہ اُنھونکا داغ جگر رہیگا

آنا ہی گر تو آجا جلدی وگرنہ یہ دل
یونہین تڑپ تڑپ کر کوئی دم مین مر رہیگا

بتخانہ ہی مین چل بیٹھ یا کعبہ مین حسن اب
یون کب تلک دوانے تو دربدر رہیگا

کرون شکوہ تو بے وسواس ہی اُس سے نہ آنیکا
نہ دھڑکا مرے دلمین گر اُسکے روٹھ جانیکا

وساطت سے کسیکی چھپکے بھی چاہا کچھ ورنہ
کیا تھا ڈھب تو یارون نے بہت اُس سے ملانیکا

ترے پہلو سے اُٹھ جانیکا جتنا ہے الم ہمکو
نہین اتنا تو غم اپنے تئین دل کے بھی جانیکا

مجھے آتا ہی رونا دیکھکر زانو کو اب اپنے
کہ تھا اک وقت مین تکیہ کسیکے یہ سرہانیکا

رقیب روسیہ کی بات پر مت گوش کھیو تو
کیا ہی فکر لسنے میرے اور تیرے لڑانیکا

ق
حسن تو ہر کسی سے حال دل کہتا پھرے ہی کیون
عبث بدنام ہوگا اور نہین کچھ اسمین پانیکا

ملامت ہی کرینگے اور اُلٹی تجکو ہنس ہنس کر
کوئی احوال پر تیرے نہین افسوس کھانیکا

عشق کبتک آگ سینہ مین مرے بھڑکائیگا
راکھ تو مین ہو چکا کیا خاک اب سُلگائیگا

بیجلی ہی اب تو قسمت تیرے کوچہ کی طرف
دیکھیے پھر بھی خدا اس طرف ہمکو لائیگا

کر چکے صحرا مین وحشت پھر چکے گلیون مین ہم
دیکھیے اب کام ہمسے عشق کیا فرمائیگا

نو گرفتار کے باعث مضطرب صیاد ہون
لگتے لگتے جی قفس مین بھی مرا لگ جائیگا

دم کی آمد شد تجھی تک تو ہی دلمین میری جان
تو اگر یان سے گیا تو کون پھر یان آئیگا

ابتو کرتا ہی **حسن** کو قتل تو یون بیگناہ
دیکھیو پر کوئی دم ہی مین بہت پچتائیگا

زنگ الم کا صیقل ہو کیون نہ یار رونا
روشندلی کا باعث ہی شمع وار رونا

جسجا پہ تمنے باتین کی تھین کھڑے ہوا کدن
جب دیکھنا وہ جاگہ بے اختیار رونا

آلینے دے یہان تک اُس گل کو ٹک تو رہجا
پھر ساتھ میرے ملکر ابر بہار رونا

تو آکے آستین رکھ اس چشم تر پہ میری
پاوے جہان مین میرا تا اشتہار رونا

محو خیال ہین جو اُس شوخ کم نما کے
درد و الم مین انکا ہی ننگ و عار رونا

جبسے جدا ہوا ہی وہ شوخ تبسے مجکو
نت آہ آہ کرنا اور زار زار رونا

دم ہی نہین ٹھہرتا آنسو کی کیا کہون مین
جی سے **حسن** پڑی ہی اب درکنار رونا

ہواے زلف و رخ مین ہی سمان ای یار رونیکا
بندھا ہی شام سے لے تا سحر اک تار رونیکا

خدا جانے کہ آخر رفتہ رفتہ حال کیا ہووے
ہوا ہی بیطرح آنکھون کو کچھ آزار رونیکا

ابھی گر لہر آویگی مجھے تو ننگ ہوئیگا
نکر ای ابر تو آگے مرے اظہار رونیکا

اثر ہووے نہووے پر بلا سے جی تو بہلے گا
نکالا شغل تنہائی مین مین نا چار رونیکا

اسی مین ناخوشی گر ہی تو لے آ بیٹھ مت غم کھا
ترے کہنے سے بس اب مین نہین دلدار رونیکا

ابھی رو رو کے ٹک آنسو تھنبے ہین میرے ای ہمدم
نہ لا پھر پھیر کے تو کچھ ذکر اور اذکار رونیکا

حسن کچھ تو کہا ہی اُسنے تجکو مین سمجھتا ہون
تری آنکھین تو نم ہین تو نہ کر انکار رونیکا

نے ہون چمن کا مائل نے گل کے رنگ و بو کا
رنگ وفا ہو جسمین بندہ ہون اُسکی بو کا

وہ ملک دل کہ اپنا آباد تھا کبھو کا
سو ہو گیا ہی تجھ بن اب وہ مقام ہو کا

مت سہم دل مبادا یہ خون سوکھو جاوے
آتا ہی تیرا اُسکا پیاسا ترے لہو کا

غنچہ ہون مین نہ گل کا ڈی گل ہو نمین چمن کا
حسرتکا زخم ہون مین اور داغ آرزو کا

لایا غرور پر یہ عجز و نیاز تجکو
تیر اگنہ نہین کچھ ادل سے مین ہین چوکا

دامان و جیب ہی کچھ ٹکڑے نہین ہی ناصح
ہی چاک میرے ہاتھون سینہ تو اب رفو کا

خاموش ہی رہا وہ ہرگز حسن نہ بولا
جسکو مزا پڑا کچھ اُس لب کی گفتگو کا

قیامت مجپہ سب اُسکا ترحم اور تظلم تھا
کبھی تھین گالیان مُنھ پر کبھی لب پر تبسم تھا

یہ سب اپنے خیال خام تھے تم تھے پرے سب سے
جو کچھ سمجھے تھے ہم تمکو یہ سب اپنا توہم تھا

ابا اُسکے لیے ہم ہی اِسکے حکم مین رہنے لگے ناصح
وہ دفتر ہی گیا جو اپنا اِس دلپر تحکم تھا

تمھین بھی یاد آتے ہین کبھی وی دن کہ کوئی دن
ہمارے حال پر کیا کیا تفضل اور ترحم تھا

شب اُس مطرب پسر کے یان حسن تھی نور ہی صحبت
اِدھر تو نالۂ دل تھا اُدھر اُسکا ترنم تھا

دیکھ آئینہ مین عکسِ رخ جانا نہ جدا
مین جدا محو ہوا اور دلِ دیوانہ جدا

سرسری قصہ مین غیرونکے نہ سن میرا حال
گوش دلسے کبھی سنیو مرا افسانہ جدا

آہ کیا جانیئے محفل مین یہ کسکی خاطر
شمع روتی ہی جدی جلتا ہی پروانہ جدا

شرکت شیخ و برہمن سے مین نکلا جبسے
کعبہ سونا ہی جدا خالی ہی بتخانہ جُدا

دور مین اپنے الٰہی رہیگا کبتین یون
بادہ شیشے سے جدا شیشے سے پیمانہ جدا

درد کرتا ہی تپ عشق کی شدت سے مرا
سر جدا سینہ جدا قلب جدا شانہ جدا

جب ہوے ہم ہین جدا اُس سے تو کچھ کام نہین
غیر اُس شوخ سے اب ہوئے جدا یا نہ جدا

ق

اسکو امید نہین ہی کبھی پھر بسنے کے
اور ویرا نونسے اس دلکا ہی ویرانہ جدا

کیا کہون اپنی مصیبت کا بیان تجھسے غرض
جیسے وہ مجھسے ہوا ہی مرا جانانہ جدا

کار م از عشق رسیدست بجائے مخلص
کہ بمن خویشں جدا گردیدہ بیگانہ جدا

گوشۂ چشم مین بھی مردم بد بین ہین حسن
واسطے اسکے بنا دل مین نہانخانہ جدا

رو رو کے کیا اتر سب کام مرے دلکا
کھویا مری آنکھون نے آرام مرے دلکا

آغازِ محبت مین دیکھا تو یہ کچھ دیکھا
کیا جانیئے کیا ہوگا انجام مرے دلکا

جسدن سے ہوا پیدا اُسدن سے ہوا شیدا
دیوانہ و سودائی ہے نام مرے دلکا

طوفان ہی زلفون پہ بہتان ہی کاکل پر
ہی رشتۂ اُلفت ہی پر دام مرے دلکا

جبتک مین جیا مجکو قاصد نہ ملا آخر
اب جی ہی چلا لیکر پیغام مرے دلکا

بتخانۂ دل میرا کعبے کے برابر ہی
واجب ہی تجھے جانان اکرام مرے دلکا

معشوق کی اُلفت سے مت جان حسن خالی
لبریز محبت ہی یہ جام مرے دلکا

کب مین گلشن مین باغ باغ رہا
مین تو جون لالہ وان بھی داغ رہا

جو کہ ہستی کو نیستی سمجھا
اُسکو سب طرف سے فراغ رہا

ہی یہ کس عندلیب کی تربت
جسکا گل ہی سدا چراغ رہا

سیر گلشن کرین ہم اُس بن کیا
اب نہ وہ دل نہ وہ دماغ رہا

طبع نازک کے ہاتھ سے اپنے
عمر بھر مین تو بیدماغ رہا

دور مین تیرے تشنہ لب ساقی
میرے ہی دل کا یہ ایاغ رہا

دل حسن ایسے گم ہوئے کہ سدا
ایک کو ایک کا سُراغ رہا

دل خدا جانے کسکے پاس رہا
اندنون جی بہت اُداس رہا

کیا مزا مجکو وصل مین اُسکے
مین رہا بھی تو بیحواس رہا

یون کھلا - اپنا یہ گلِ اُمید
کہ سدا دلپہ داغ یاس رہا

شاد ہون مین کہ دیکھ میرا حال
غیر کرنے سے التماس رہا

جب تلک مین جیا حسن تب تک
غم مرے دلپہ بے قیاس رہا

اک وقت مین کہ عشق کا ہمکو خیال تھا
جو شعر ورد کا تھا سو وہ حسب حال تھا

مانند عکس دیکھا اُسے اور نہ مل سکے
کس روسے پھر کہین گے کہ روز وصال تھا

اب رفتہ رفتہ باتین وہ ہموار ہوگئین
آگے جنھون کے نام سے جی کو ملال تھا

کیا جانین آہ کیونکہ ہوا ہمسے دل جدا
اپنے تو جی سے چھوٹنا اُسکا محال تھا

بارے ترے قدم تئین پہونچے ہزار شکر
مدت سے اشتیاق یہ ہمکو کمال تھا

دل اُسکی زلف سے جو چھٹا تو بھلا ہوا
ناحق یہ اپنے جی کے لیئے اک وبال تھا

اس بزم سے کہان گئے وہ شعلہ رو حسن
روشن زیادہ شمع سے جنکا جمال تھا

کہا مین کہ بھرتا ہون دم آپکا
لگا کہنے صاحب کرم آپکا

نہون غیر گر ساتھ تو آئیے
سر آنکھون پہ میرے قدم آپکا

سوا میرے اتنا تو بندہ نواز
اوٹھاوے نہ کوئی ستم آپکا

مجھے اپنے مرنے سے تو ہی یہ غم
کہ تنہا رہیگا یہ غم آپکا

ق

اُنھون کے تو لینے مین اتنا عبث
یہ انکار ہے دمبدم آپکا

دل وجان جو ہین یہ سواپنے نہین
سمجھتے ہین انکو تو ہم آپکا

مجھے بھی حسن سوجھتا ہے غرض
ڈبو دیگا یہ چشم نم آپکا

زمین شمع سان سر بسر جل گیا
سراپا محبت کا گھر جل گیا

محبت کا رستہ عجب گرم تھا
قدم جب دھرا خاک پر جل گیا

فلک تک گیا نالہ پر آہ آہ
رہا کام ابتر اثر جل گیا

لگایا محبت کا جب یان شجر
شجر لگ گیا اور ثمر جل گیا

اگر غم ہی تو ہی فقط جان کا
نہین مال کا غم اگر جل گیا

غضب تھا شرارہ غضب آہ کی
گیا خط بھڑک نامہ بر جل گیا

گل شمع کا نخل تھا مین حسن
لگا شام یان اور سحر جل گیا

غیرون مین جو ہمسے وہ غضب تھا
کیا جانیئے اسکا کیا سبب تھا

وہ تاب و توان کہان ہی یارب
جو اس دل ناتوان مین تب تھا

اب رونے سے آپڑا ہے جسکو
ہلنے ہی سے کام روز و شب تھا

تجھے محو خیال رات اس سے
باتونکا ہمین دماغ کب تھا

کیا جانے کی اسکے پوچھین تجھسے
جینا ہی ترا حسن عجب تھا

جہان ثابت قدم رکھنا وہان سر سے گذر جانا
مزا ہی استقامت سے مثال شمع مر جانا

نکل ہی جان اب دلسے کہ صاحب خانہ آتا ہی
ترا تو جی ہی اوٹھنے کو نہین کیا یہی گھر جانا

مزا رکھتا ہی مستی مین بہکنا شوخ کا ہر دم
ادھر کچھ بات کرنا دہین پھر ادھر مکر جانا

کوئی دم کے ہین مہمان اس چمن مین ایکدم آخر
مثال نکہت گل شام جانا یا سحر جانا

نہین مجلس مین بار اسکی خبر کرنے سے بھی ہوتی
گئے وے دن جو ملتا تھا ہمین وان بیخبر جانا

تجھے تو ضد ہی کہنے سے مرے مین تو نہین کہتا
یہ دل کہتا ہی یون جانا کہ اکدم بیٹھ کر جانا

یہی گر خوف ہی تو زندگی کیونکر حسن ہوگی
کہ جب کچھ بات کہنا دو بر اسکے تو ڈر جانا

شب چاندنی مین مکھڑا اسکا دمک رہا تھا
مہتاب کل بھی دیدہ اُس ہی کو تک رہا تھا

منہ دیکھتے ہی اُسکا کچھ پھوٹ ہی بہا اب
پھوڑا یہ میرے دل کا کیا آہ پک رہا تھا

مت کر تو خوشدماغی یوسف کی بو پرای مصر
کئی روز اس سے آگے کنعان مہک رہا تھا

کس مست ناز نے کل میخانہ پر نگہہ کی
دیوار و در تلک بھی جو انکا چھلک رہا تھا

کیا جانے آہ نے کی کیا دل جلے جلے سے
ورنہ یہ کویلا تو کیسے دہک رہا تھا

خورشید ہی پر اپنے منکر ہوا فلک تو
یان داغ دل بھی اپنا اکدن چمک رہا تھا

دل تو جدا کیا تھا دلبر کو بھی چھڑایا
باقی یہ ایک صدمہ دینا فلک رہا تھا

کیا جانیے حسن تھا یا کون تھا اُس آگے
احوال کوئی اپنا رو رو کے بک رہا تھا ق

تسپر جواب اُسکو ملتا نہ تھا اُدھر سے
بیچارہ اپنے سر کو ناحق پٹک رہا تھا

اپنی طرف سے ہمنے تمسے بہت نباہا
پر آہ تمنے کیا سمجھے کیا تمنے ہمین نہ چاہا

گذری ہی رات تجھبن دلمین طرفہ صحبت
ایدھر تو مین نے کی آہ ادھر سے وہ کراہا

انہی بتون نے یہ جو کافر ہین اہل دہوکے
کعبہ سمجھ کے میرے اس دل کے گھر کو ڈھاہا

کیون گھورتا ہی مجکو برا تو کچھ نہین ذکر
ہے اور ہی وہ کوئی مین نے جسے سراہا

بہنے لگا لہو پھر آنکھون سے کچھ حسن کی
زخم جگر کا شاید سر کا ہوا اُسکے پھاہا

طوفان کرینگے دیدۂ پر آب دیکھنا
اُبلے ہین سطرح سے یہ تالاب دیکھنا

مت بخت خفتہ پر مرے ہنس ای رقیب تو
ہوگا ترے نصیب بھی یہ خواب دیکھنا

ای چشم تمسے یونہین جو بہتا رہیگا خون
تو شہر شہر غرقۂ خوناب دیکھنا

تو بیقراری اپنی یہ کرتا تو ہے غرور
گر ہمکو لہر آئی تو سیماب دیکھنا

کس منہ سے میرے یار کے ہوتا ہی روبرو
چہرے کے داغ اپنے تو مہتاب دیکھنا

بسمل کی طرح جان ہی دیگا تڑپ تڑپ
آخر کو یہ مرا دل بیتاب دیکھنا

دامن میں اشک چشم میں خون اور جان لب
احوال کو حسن کے ٹک احباب دیکھنا

بزم میں تو دیکھ مجکو تنگ کیوں ہونے لگا
میں ترا لیتا ہوں کیا بیٹھا ہوں اک کونے لگا

مجکو باتوں میں لیا ہی تھا لگا یاروں نے اب
پر میں آیا آپ میں بارے جو پھر رونے لگا

آہ کیا شکوہ کروں میں ہاتھ سے اسکے حنا
جب ہوئی میرے لہو کی رنگ تب دھونے لگا

چھوڑ بیخوابی میں مجکو بستر راحت پہ شوخ
کیونکہ تجکو کل پڑی کس نیند تو سونے لگا

بیخ بنیاد نہال عشق کو برباد دے
آہ میں تخم محبت دلمیں کیوں بونے لگا

ایک دو آنسو سے ہم چشموں میں تھی ٹک آبرو
جذبۂ محو خیال اسکو بھی اب کھونے لگا

اسکے کوچہ میں بھی رقت کم نہوئی تیری حسن
روتے روتے واں سے آیا پھر یہاں رونے لگا

عشق کا راز گر نہ کھل جاتا
اسقدر تو نہ ہمسے شرماتا

آکے تب بیٹھتا ہی وہ ہم پاس
آپ میں جب ہمیں نہیں پاتا

زندگی نے وفا نکی ورنہ
میں تماشا وفا کا دکھلاتا

مرگئے ہمتو کہتے کہتے حال
کچھ تو تو بھی زبان سے فرماتا

میں تو جاتا ہی آپ سے لیکن
تیرے کہنے سے اب نہیں جاتا

سب یہ باتیں ہیں چاہ کی ورنہ
اسقدر تو نہ ہمسے جھنجھلاتا

ہی عجب ماجرا کہ اپنا تو
تجکو مطلق کہا نہیں بھاتا

اور ترا اختلاط ہر اک سے
کیا کریں ہمکو خوش نہیں آتا

جیسے یہ میر کا سنا ہی شعر
گریہ بے اختیار ہی آتا

خواب میں بھی رہا تو آنے سے
دیکھنے ہی کا تھا یہ سب ناتا

مین نہ سنتا کسیکی بات حسن
دل جو باتین نہ مجکو سنواتا

دلکو صنم لیکے جدا ہوگیا
ای مرے اللہ یہ کیا ہوگیا

قتل کیا تونے جو میرے تئین
اسمین مگر تیرا بھلا ہوگیا

غیر پہ وہ مہر یہ ہم پر غضب
دل انھین باتون سے خفا ہوگیا

خبطی و سودائی و مجنون غرض
تونے جو کچھ مجکو کہا ہوگیا

دوست جیسے ویسے مین اپنے کیا
جا لگے دشمن وہ میرا ہوگیا

جھڑکی مگر کم تھی جو گالی بھی دی
کام تو اسمین بھی ادا ہوگیا

کل جو حسن یار رہا ہم سخن
باتون ہین باتون مین مزا ہوگیا

اُس کمان ابرو پہ جو قربان ہوا
وہ شہید ناوک مژگان ہوا

خار سے پھوٹے پھپھولے پاؤن کے
ورد ہی آخر مرا درمان ہوا

آرسی مین دیکھکر اپنے تئین
خود مثال آئنہ حیران ہوا

یان تلک گھر کر گیا دلمین کہ بس
رفتہ رفتہ جان سے جانان ہوا

جسنے اُس قاتل کو اپنا دل دیا
پھر حسن وہ صورت بیجان ہوا

دل جلا یا بھڑک جگر اُٹھا
دیکھیو شعلہ یہ کدھر اُٹھا

یک بیک دلپہ کیا غضب ٹوٹا
پھر یہ کچھ آہ سرد بھر اُٹھا

کیا بلا دن بہار کے آئے
پھر دوانونکا شور و شر اُٹھا

رو ہی بیٹھے دل اپنے کو آخر
ڈھے گیا جیسے یہ نہ گھر اُٹھا

ق
نکل جو کوچے سے اُسکے مین اپنے
دل غمگین کا نوحہ گر اُٹھا

روتے ہی روتے راہ مین آخر / کام اپنا تمام کر اُٹھا

اشک کے شست و شو سے داغ جگر / ق / اے حسن کیا ہوا اگر اُٹھا

اُٹھتے اُٹھتے ہی جیب و دامن سے / زور ہی کچھ بہار کر اُٹھا

کیا پوچھتے ہو یارو حالِ تباہ میرا / بے مہر ہو گیا ہے وہ رشکِ ماہ میرا

تیری یہ کم نگاہی اور میرا یہ تڑپنا / تو ہی بتا کہ کیونکر ہوگا نباہ میرا

سودا ہوا ہی مجکو زلفون کا تیری یانتک / نشتر لگے تو نکلے لوہو سیاہ میرا

گر راست مجھسے پوچھو قبلہ بھی اُسکو بھولے / دیکھے کبھی جو زاہد وہ کجکلاہ میرا

قسمت مین ہجر ہی تھا اے حسن ورنہ / کیا جرم اسمین اُسکا اور کیا گناہ میرا

اس عشق مین جو قدم دھریگا / جیتا نہ بچیگا وہ مریگا

اول سے یہی ہی مجکو رونا / آخر کو یہ درد کیا کریگا

گر ہجر کی شب یہ ہی حسن تو / رو رو تو اپنے دن بھریگا

خط نے بہارِ حسن کو تیرے چھپا دیا / افراط نے دھوئین کی یہ شعلہ بجھا دیا

ٹک جا نہ گرم بزم مین کی اُسکی چون شمع / نالے نے جو ہمارے ہمین کو اُٹھا دیا

فرقت کی شب مین آجکی پھر کیا جلاونگے / دل کا دیا تھا ایک سو کل ہی جلا دیا

آنسو گرا کے باد لگی اسیر آہ کی / دل کا چراغ میرے یہ کسنے بجھا دیا

اے چرخ دشمنی تھی تجھے کیا حسن کے ساتھ / جو سر تون کو خاک مین اُسکی ملا دیا

یہ نہ گل مین نہ باغ مین دیکھا / جو مزا اپنے داغ مین دیکھا

آتش دلکا ترے ہمنے پتنگ — رات شعلہ چراغ مین دیکھا

عکس اسکا ہی پایا ہمنے حسن
بھر نظر جس چراغ مین دیکھا

تڑپے ہی بہت یہ دل افگار ہمارا — آجائے شتابی کہین دلدار ہمارا
بیرنگ ہی کچھ آئینہ دلکا یہان عکس — ہے بوقلمون جلوہ مگر یار ہمارا
جذبہ ہی ستم کا کشش جھڑکی ہی نہ ان — جاتا ہی جو دل ہوکے یہ ناچار ہمارا
گذری ہی جو کچھ غم مین ترے ہمپہ تعب ہائے — کس سے کہین اب کون ہی غمخوار ہمارا
آخر تو ہمین قتل کریگا کوئی دم مین — ٹک سن تو لے احوال تو اکبار ہمارا
ہی زیست کا حظ تجھسے اگر تو ہی نہوئے — کیا جینا ہی دنیا مین پھر اے یار ہمارا

تو نام حسن لیتا ہی کیا زلف کا اسکی
آگے ہی پریشان ہے دل زار ہمارا

ہر شب یوہین دیا سا جلتا اگر رہونگا — تو رفتہ رفتہ آخر ایکدن کو مر رہونگا
خالی نجائیگا یہ ہر شب لہو کا رونا — اکروز دلکے ٹکڑے دامن مین بھر رہونگا
کوچے سے اپنے مجکو مت ہر گھڑی تو اٹھوا — مین خود بخود یہانسے ایکدن گذر رہونگا
ناصح عبث نصیحت بیفائدہ نکر تو — دل مین جو کچھ مرے ہی آخر مین کر رہونگا
کہتا ہے تو کہ تجکو پاتا نہین کبھی گھر — یہ جھوٹ سچ ہی دیکھون آج اپنے گھر رہونگا

تجھسے حسن جدا ہو جا بیٹھونگا کہین اب
یون ساتھ تیرے کب تک مین دربدر رہونگا

ہوے ہم خاک تسپر بھی نہین ہوتا گذر تیرا — ستم جاتا نہین اب تک بھی اے بیداد گر تیرا
نہ پہونچی وانتک گرمی بھی دریان آگ لگ اٹھی — کہین کیا آہ دیکھا ہمنے یہ الٹا اثر تیرا
لب شمشیر کا بوسہ لیا ہی کسکے منہ لگ کر — ہنسے ہی دے ہی ایدل آج کچھ زخم جگر تیرا

نرکھتا مین تو ایسے دلکو پہلو مین کبھی ہرگز
نہوتا پاس خاطر جان کچھ مجھکو اگر تیرا

دل صدچاک جبتک ہی ہمارا وقت تزئین کے
نہ لگنے دینگے ہاتھ اے شانے اُسکی زلف پر تیرا

لگا ہے تیر بے پایان تیرہی غربال ہی سارا
نشانہ ہی حسن کسکا یہ پہلو مین جگر تیرا

خط کا قاصد نہ جواب اُسکے اگر لاویگا
پھر بھلا اُسکی تو کچھ خیر و خبر لاویگا

غم کے داغون سے تو پھولا ہی جگر کا تختہ
دیکھیئے دلکا شجر کیا یہ ثمر لاویگا

اشک ہی دل نہین لانیکا فقط تیرے نثار
ساتھ اشکونکے بہت لخت جگر لاویگا

کوچۂ یار ہے اور دیر ہے اور کعبہ ہے
دیکھیے عشق ہمین آہ کدھر لاویگا

بحر اشکون کی تو اے ابر حسن کی سوکھی
پانی اب کونسے چشمون سے تو بھر لاویگا

مین ہی نہ غم کو ہستی کا سامان دیچکا
دل ہی غریب اپنی اُسے جان دیچکا

کر پرزے پرزے اسکو جنون یا کہ تار تار
مین تیرے ہاتھ اپنا گریبان دیچکا

جانا نہ تھا تجھی کو تو ایسا ہے بیوفا
پیرا ہتو جان تجھکو مین ایجان دیچکا

اب تجھکو کیا دون ایک جو دل تھا سو پہلے ہی
روز فراق کو شب ہجران دیچکا

کیا چاہتی ہی اور تو اب مجھسے مین تجھے
جمعیت اپنی زلف پریشان دیچکا

وحشت کو سر پٹکنے کو کیا مانگین اس سے اور
ہمکو تو عشق کوہ و بیابان دیچکا

درد فراق زخم جگر داغ دل حسن
کیا کیا نہ وہ ہمین گل خندان دیچکا

لاشے کے ساتھ میرے کاہیکو کوئی چلیگا
مردے پہ بیکسو نکے اب کسکا دل جلے گا

اشجار دوستی کے پھل سبکے لائے یارب
میرا ابھی نخل امید اس سے کبھی پھلے گا

کہتے ہین دلکو لیلے بوسے کے بدلے ہمسے
لے لیگا اور کوئی جو تو اسے نہ لے گا

دل شک و آہ و نالہ نکلے ہین سب اکٹھے
اب دیکھیئے کدھر کو یہ قافلہ چلے گا

مرنیکا غم نہین ہی مجکو حسن کے پیارے
پر ساتھ اُسکے تیرا غم خاک مین رُلے گا

گر عشق یوہین دلبر جور و جفا کریگا
تو اس نگر مین کوئی کیونکر بسا کریگا

آسان نجانیو تو غافل یہ قتل میرا
اسکا بہت جہان مین غوغا رہا کریگا

باتو نپہ تیری اب تو دلکو دیا ہے مین نے
دیکھین تو اسکے حق مین تو کیا بلا کریگا

دل ہی کہین نکلجا ہے ہو ٹکڑے ٹکڑے یا رب
آنکھون سے خون میری کبتک بہا کریگا

اکدن کا ہوئے غصہ تو ہو سکے یہ نت اُٹھ
کسکو دماغ ہے جو باتین سُنا کریگا

فرقت کی شب مین اُسکی کیا جانیئے الٰہی
مانند شمع کبتک یہ دل جلا کریگا

دل دیکے اسلیے مین ملتا نہین کسی سے
یعنی کہ چرخ ایکدن آخر جدا کریگا

جس سے یہی ہے بہتر گوشے مین بیٹھ رہنا
دیکھین گے نہ کسیکو نہ کوئی ملا کریگا

بیطرح سوجھتا ہی کچھ مجکو اے حسن تو
کیا جانون اپنے دلبر روکے کیا کریگا

یہ سینہ بھی جائے قدم تھا کسیکا
کبھی اس طرف بھی کرم تھا کسیکا

جنون لیگیا ہمکو طرف غزالان
کہ اُن خوش خرامو مین رم تھا کسیکا

دم مرگ تک روتے ہی روئے گذری
ہمین بھی قیامت الم تھا کسیکا

نہ تھمتی تھین آہین نہ رہتے تھے آنسو
حسن تجکو کیا رات غم تھا کسیکا

گر اسکا یہی آہ و افغان رہیگا
تو اک عالم اس دلسے نالان رہیگا

دکھا دینگے چالاکی ہاتھون کی ناصح
جو ثابت جنون سے گریبان رہیگا

وہ آشفتہ بلبل مین جاتا ہون یانسے
کہ جس بن چمن سب پریشان رہیگا

کسی رنگ مین تو تجھے دیکھ لین گے
تو کبتک بھلا ہمسے پنہان رہیگا

یہی نوحہ گر دل ہی گر ساتھ تیرے
حسن گور مین بھی تو نالان رہیگا

آتش غم نے ملکِ دل پھونک دیا چلا دیا
باقی جو کچھ کہ رہگیا اشک نے لے بہا دیا

کہتے تھے ہم کہ روزِ ہجر کہتے ہین کسکو کیا ہی چیز
ہائے فلک نے سو وہ دن آج ہمین دکھا دیا

ایک یہی چراغِ دل جلتا تھا میرے حال پر
آہِ سحر نے میری آہ اُسکو بھی اب بجھا دیا

جان و دل و قرار و ہوش جو جو متاعِ خاص تھے
رہزنِ چشم نے تری پل مین اُسے لُٹا دیا

اور جو کچھ تھا سو تو تھا لیک یہ عینِ ظلم ہی
آنکھون نے تیری جو مجھے نظرون سے اب گرا دیا

میکشون مین تو شیخ آج آہی پھنسا تھا شکر کر
داڑھی یہ تیری رحم کر ہمنے تجھے بچا دیا

ٹکڑے جگر ہی کیون ترا غنچے کی طرح ای حسن
زہرِ غمِ فراق کا کسنے تجھے پلا دیا

کیا جانے اُسکے جی پہ کیا کچھ خیال گذرا
کچھ آپ ہی آپ اپنے دلپر ملال گذرا

خرمن پہ صبر کے یان بجلی سی گر گئی تب
ملکِ خیال مین جب تیرا جمال گذرا

مجنون سے پیشقدمی ہرگز نہ کی کسی نے
اُسکا بھی عاشقی مین حد سے کمال گذرا

ایسی ہی آہ باتین اُس بیوفا نے چھیڑین
روتے ہی روتے جسمین روزِ وصال گذرا

ق

غیرون مین دیکھ تمکو بیٹھے ہوئے کہین کیا
جو کچھ کہ اپنے دلپر گذرا سو حال گذرا

بیمنصفی سے اتنا فرمائیے کہ بارے
خدمت مین آپکی بھی کچھ انفعال گذرا

کس تلخ کامیون سے راتین حسن نے کاٹین
پہ تو نہ اُس تک اکدن شیرین مقال گذرا

جسنے کہ مئے عشق سے اک جام نپایا
اُس دور مین اُسنے تو کبھی نام نپایا

ہر ایک بدایت کی نہایت ہی و لیکن
اِس عشق کے آغاز کا انجام نپایا

کیا شکوہ کرین کنج قفس کا دلِ مضطر
ہمنے تو چمن مین بھی ٹک آرام نپایا

نہ رُخ پہ نظر کی نہ کسی زلف کو دیکھا
کچھ ہمنے تو لطفِ سحر و شام نپایا

اُس لب سے کسی بات کی کیا رکھیئے توقع
جس لب سے کہ اِکدن کبھی دشنام نپایا

جون چرخ مسافر ہی رہے ہمنے تو ٹک چین
تجھسے کبھی اے گردشِ ایّام نپایا

جز بے سر و سامانی حسن ہمنے جہان مین
افسوس کہ کچھ اور سرانجام نپایا

حجابِ عشق گر حائل نہوتا
تو ملنا یار کا مشکل نہوتا

یہی آتا ہے اپنے دل مین پھر پھر
کہ کیا ہوتا جو اپنا دل نہوتا

ندیتے جان دشواری سے اتنی
ہمارے سر پہ گر قاتل نہوتا

نکرتا عشق سے گر علم تحصیل
تو کچھ تحصیل کا حاصل نہوتا

رہا مین بیدماغی سے تری چپ
نہین باتون مین تو قائل نہوتا

نہوتی یہ خبر بھی اپنی ہرگز
اگر تجھپر یہ دل مائل نہوتا

امنگین تھین حسن کے دل مین کیا کیا
ابھی تو کوئی دن بسمل نہوتا

اور تو کون مری بات کو پہچانیگا
بات عاشق کی تو عاشق ہی کوئی جانیگا

مجھ سوا کون مرے حال کو پہچانیگا
مین اگر سچ بھی کہونگا تو کوئی مانیگا

بولنے کے نہین ہم آج سے بس تجھسے کبھی
ہمسے اب جو کوئی بولیگا تو وہ جانیگا

جتنا نازک ہو مزاج اُتنی کدورت ہو زیادہ
گر کرا کھا ویگا وہی جو بہت چھانیگا

اپنے ہی تارِ نفس مین وہ رہیگا پابند
مکڑی کی طرح یہ جالا جو کوئی تانیگا

اُس تلک مجھکو تو لیجائیگا وہ شخص حسن
پہلے جو اپنے بھی مرنے کے تئین ٹھانیگا

افتادگی جو چاہے تو رکھ ہوشِ نقشِ پا — آئینہ خاکسارونکا ہی دوشِ نقشِ پا
بولین نہ خاک چاٹ کے بھی مُنہ سے بات کچھ — ہم خاکسار جون لبِ خاموشِ نقشِ پا
کیا جانئے انتظار مین کسکے پڑا ہی یہ — مانند چشم حلقۂ آغوشِ نقشِ پا
ازبسکہ گرم رو گئے ہین رہروِ عدم — شاہد ہی اُنکے حال کا یان جوشِ نقشِ پا
کچھ نقش پا ہی یاد سے اُنکے نہین گئے — ہو گئے ہین رفتگان بھی فراموشِ نقشِ پا
وے مست جو گئے ہین اِدھر سے چھوڑ راہ مین — اٹکا ہی اُنکو دیدۂ مدہوشِ نقشِ پا

کچھ تو صدا ہی آہ نہ خاک بھی کہ جو
اودھر کو لگ رہا ہی حسن گوشِ نقشِ پا

آسان نہ سمجھیو تم نخوت سے پاک ہونا — اِک عمر کھو کے ہمنے سیکھا ہی خاک ہونا
کھلتا برنگِ گل یہ کب مژدۂ صبا سے — تھا اُسکی تیغ سے تو اس دل کو چاک ہونا
کیا جانیئے کہ باہم کیون ہم مین اور اُسمین — موقوف ہو گیا ہی اب وہ تپاک ہونا
ہنس بول تو جو ہم ہون غمگین تو ہون بجا ہی — بیجا لگی ہی تجھکو اندوہناک ہونا

آخر تو ایک دن ہی مرنا حسن یہ کیا ہو
گر ہاتھ سے لکھا ہو اُسکے ہلاک ہونا

مت پوچھ کہ رحم اُسکو مرے حال پہ کب تھا — اب کہنے سے کیا فائدہ جب تھا کبھی تب تھا
اتنا بھی تو بیچین نہ رکھ دلکو مرے تو — آخر یہ وہی دل ہی جو آرام طلب تھا
کیا دل کے لگانیکا سبب پوچھے ہی ہمدم — بے چیز تو البتہ نہین کچھ تو سبب تھا
روتا تھا کبھی اور کبھی ہنستا تھا نت مین — شب عالمِ وحشت مین مرا حال عجب تھا
کعبے کو گیا چھوڑ کے کیون دلکو تو ای شیخ — ٹک جی مین سمجھتا تو سہی یان بھی تو رب تھا
غصہ بھی ترا یاد دہِ حال ہی میرا — گر یہ بھی نہوتا تو مری جان غضب تھا

مجنون کی بھلی بات لیئے پھرتا ہی اباہ — سن حال نہ ٹک تازہ حسن کا کہ وہ اب تھا

پیغام نہ ملنے کا نہ مجھے یار نے بھیجا
تحفہ یہ نیا میرے ستمگار نے بھیجا

تا ہو ترے اطراف میں پھر پھر کے معطر
نکہت کو ترے یاں گل گلزار نے بھیجا

ناچار چھپا کبک دری شرم سے جاکر
کہسار میں اسکو تری رفتار نے بھیجا

منصور تجھے عشق میں ٹک مانیو احسان
پستی سے بلندی کے تئیں دار نے بھیجا

قاصد نہ ملا آہ تو پھر جی ہی کو اس پاس
ناچار مجھی سے کسی ناچار نے بھیجا

رتبہ یہ شہادت کا کہاں اور کہاں میں
واں تک مجھے اس شوخ کی تلوار نے بھیجا

کیا بندہ نوازی ہوئی اللہ یہ کیا تھا
نامہ ہمیں آج اس بت عیار نے بھیجا

میرا تو نہ تھا جی کہ میں اس رتبہ کو پہنچوں
پر کوچہ رسوائی میں دلدار نے بھیجا

کی یاں نہیں بکبک کہ حسن کہا نا نہ جھڑکی
خاموشی کو آخر تری تکرار نے بھیجا

جو منھ میں آیا اسکے سو غصہ سے کہہ گیا
کچھ مجکو بن نہ آئی میں رو رو کے رہ گیا

آگے زبان درازی تو اتنی نہ تھی کبھی
کیا جانے کسکے کہنے پہ وہ رشک مہ گیا

یہ سخت سست باتیں سنائیں کہ کیا کہوں
دریا غضب کا تھا کہ مرے سر سے بہ گیا

قابل جو کچھ نہ کہنے کے تھا اور سننے کے
سو کہہ گیا وہ شوخ مجھے اور میں سہہ گیا

دل میں تو آئی تھی کہ حسن تجھ بھی بول اٹھ
پر جی ہی میں سوچ سوچ کے کچھ اپنے رہ گیا

لے صبح سے تا شام اسی نام کو جپنا
اور شام سے تا صبح اسی ورد میں کھپنا

اس شوخ کے جانے سے عجب حال ہے میرا
جیسے کوئی بھولے ہوئے پھرتا ہی کچھ اپنا

ہو جو نہیں غیر سے گرمی حسن اسکی
چوں آب گلاویگا تجھے خوب یہ تپنا

کب قفس سے میں انھیں دیکھنے پا نکلا
ہمصفیروں سے لئے پر ادھر کو گذارا نکلا

یہ

دین و دنیا سے کیا ہین نے کنارا لیکن
تیرے ملنے سے مرزجان کنارا نکیا

تا اشارے کو سمجھنے نہ لگے غیر کہی وہ
مین نے اس ڈر سے کبھی اُسکو اشارا نکیا

کب گئے باغ مین تجھ بن کہ ذرا ٹھہر کے وان
چشم حسرت سے جو ہر گل پہ نظارا نکیا

گو نہ پوچھا مجھے اُسنے تو بھلا شاد ہون مین
غیر کا بھی تو مرے ہوتے مدارا نکیا

کعبہ و دیر سے پھر پھر کے ترے در پہ جو مین
آ کے بیٹھا تو مُنھ اودھر کو دوبارا نکیا

ضبط نالے سے جو کچھ مجھپہ ہوا مین نے سہا
درد سر اور کو دینا تو گوارا نکیا

تمنے جھوٹے بھی کہا جس سے نہ مل ہم نہ ملے
پر کہا آپ نے اُس ڈھب کا ہمارا نکیا

اور سب کچھ کیا پر دل نہ چھڑایا تمسے
ہان مگر ایک یہ کہنا تو تمھارا نہ کیا

کونسی رات گئی کونسا وہ گذرا دن
مہر و مہ کو جو ترے چہرے سے یہ وارا نکیا

حوصلہ تھا یہ مرا ہی کہ اسیری مین حسن
سر کو دیوار قفس سے کبھی مارا نکیا

تجھسے ہوا نشے مین ہم آغوش آشنا
یارب اسی طرح رہے بیہوش آشنا

کم حوصلہ ہین ہمکو کہان دید کی نظر
ہی مصلحت جو ہمسے ہی روپوش آشنا

اے نوجوا تو آشنا اکثے ہو کیون کبھی
ہمسے بھی اس جوانی کا تھا جوش آشنا

ظاہر مین گو لکھا نہ لکھا خط تو کیا ہوا
ہوتے ہین کوئی دلسے فراموش آشنا

کون اُٹھ گیا ہی مجمع عشاق سے کہ آج
آئے نظر سبھی مجھے خاموش آشنا

ہم درد کو سمجھتے ہین ملتا ہی جو مدام
ہو گا کسیکا بادۂ سرجوش آشنا

مستون کی بات کا نہین کچھ اعتبار دل
ہوتے ہین کب کسی کے یہ مینوش آشنا

بارے حسن کے نام کو وہ سنکے سوچ سوچ
بولا کہ ہان یہ نام تو ہی گوش آشنا

تھی مقدر دلکی واشد دلستان کے زیر پا
کھل گیا غنچہ یہ آ کر باغبان کے زیر پا

ایکدم ناقے کو ٹھہراتا نہین مجنونکے پاس
خار آجائے الٰہی ساربان کے زیر پا

مین نے جانا سادگی سے کچھ کشش الفت کی ہی
آگیا دامن جو ٹک اُس سرگران کے زیر پا

اور تو کیا کیجیے گر وہ قدم رنجہ کرے
فرش کیجے چشم و دل اُس میہمان کے زیر پا

سرکشی اس قطرۂ خونسے نہ کیجو اے حنا
دل بھی رہتا ہی مدام اُس مہربان کے زیر پا

ناتوان دلنے نپایا کھوج اُس یوسف کا آہ
مفت مین روند گیا یہ کاروان کے زیر پا

دل ملا جاتا ہی میرا آج تو کچھ صبح سے
آگیا ہی کیا کسی سرو روان کے زیر پا

سنگ کا ہی فرش کیا راہ فنا مین ہمنشین
نقش جو پڑتا نہین ان رہروان کے زیر پا

خواب ہستی سے کہین اٹھکر نہ رکھدے اسیہ پاؤن
شیشۂ مے کو نرکھو ساقی مغان کے زیر پا

پشت پا مارے ہی دنیا اور دین کو اے حسن
جا رہا ہی جیسے دل اپنا بتان کے زیر پا

اسکی ہوا مین اے دل چشم پر آب رکھنا
اس آبرو کو یکدم مثل حباب رکھنا

گستاخیون کو میری کرنا معاف پہلے
تب میرے سامنے تو ساقی شراب رکھنا

آباد گر وہ چاہے دلکو تو کر سکے ہی
منظور ہی پر اُسکو میرا خراب رکھنا

چھوڑے سے مین کہا تھا اُس سے کہ دل ہی میرا
کہنے لگا بغل مین اب اسکو داب رکھنا

یہ دل جو تیلیے ہو اُلفت کا ہی رسالا
طاق فراموشی پر مت یہ کتاب رکھنا

دل لیکے مجھسے کہنا تو ہی تو دیکھا تھا
یعنی مرے ہی سر پہ اُلٹے عذاب رکھنا

مہر و وفا کا میرے جور و جفا کا اپنے
میری طرف سے اپنے دلمین حساب رکھنا

بھر بھر کے آہ و نالے غش کر چکی ہی بلبل
پیالے مین گل کے شبنم تھوڑا گلاب رکھنا

عرصہ ہی تنگ یانکا دنیا ہو یا کہ دین ہو
جس راہ مین قدم تو رکھے شتاب رکھنا

بزم شراب ہی اور تنہا ہی پاس مہرو
پردے ہی مین تو اپنا منھ آفتاب رکھنا

تیرے غمونکا عقدہ کھلجائیگا حسن تو
دل مین کسی طرح کا مت پیچ و تاب رکھنا

گو اب رہا تو کیا ہے پر اک روز جائیگا
مجھ پر قیامت ایک نہ اک دن وہ لائیگا

دیکھے سے دور ہی کے دھڑکتا ہی دل مرا
کیا حال ہوگا جبکہ وہ نزدیک آئیگا

آنکھون کو جھوٹ موٹھ نہ مل ای ستم ظریف
تو ہی تو میرے رونے پہ آنسو بہائیگا

خط کا جواب دیگا تو دیگا ہی وہ شوخ
نامے کو پرزے کرکے ہوا پر اڑائیگا

تیرا سا دل مرا یہ نہین اسکو جان رکھ
کسکو کریگا یاد جو تجھکو بھلائیگا

دلکو جلاکے ڈھونڈھے ہی کیا اسمین جان تو
اک ڈھیر راکھ کا ہی یہان خاک پائیگا

گرتے تو قتل مجھکو کیا ہی پر اب حسن
کیا کیا نہ اپنے جی سے وہ باتین بنائیگا

اتنی جاگہ نہ ملی اور کہین مجھکو کیا
تیری خاطر سے مین آتا ہون نہین مجھکو کیا

کوہ و صحرا سے تو گھبرا کے لے آیا تھا ابھی
لیچلا پھر دل وحشی تو وہین مجھکو کیا

ملتفت غیر سے ہو میرے کھپانے کے لیئے
تمنے باتین جو محبت کی کہین مجھکو کیا

یار تک مجھکو بہا کر تو کبھی لے نہ گئین
ندیان اشک کی میری جو بہین مجھکو کیا

مین ہون آئینہ تو اپنا ہی تماشائی آپ
تیری آنکھین جو مجھے دیکھ رہین مجھکو کیا

گھر سے باہر جو نکلتا ہی تو جلد ایسے نکل
ورنہ دھونی مین لگاتا ہون یہین مجھکو کیا

تمتو لڑ بھڑ کے حسن یار سے بس ایک ہوئے
مفت مین مین نے یہ باتین جو سہین مجھکو کیا

غیرونکا تو ڈر کیا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
خطرا مجھے تیرا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

تا مجھسے وہ پوچھے مری خاموشی کا باعث
مجھکو یہ تمنا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

اظہار خموشی مین ہی سو طرح کی فریاد
ظاہر کا یہ پردا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

آئینہ ہی جب ہو نہ تو کیا طوطی ہو گویا
سارا سبب اسکا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کچھ بات اگر تجھسے کہون مین تو غضب ہے
اسپر تو یہ غصا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کیا جانیئے کچھ منھ سے اگر نکلے تو کیا ہو
اس بات کا دھڑکا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

پھر چھیڑ کے الٹا تو گلا کرتا ہی مجھسے
بس چپ ہو یہ تھوڑا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کیا پوچھے ہی مجھسے مری خاموشی کا باعث
کچھ تو سبب ایسا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

یون اور کوئی زلف تو دل چھین سکے لیجائے
رو مجھکو یہ اسکا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

ق

اک منھ سے ہزارون مجھے دیتا ہی وہ دشنام
یہ حوصلہ میرا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

یہ بھی تو نہین اور ستم تمنے سنا کچھ
پھر کہئیے تو کہتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

گر حال حسن اس سے کہو نہین تو سنئے وہ
پر مجھکو یہ سودا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

سیر سے آتے ہی تمھین سیر کو جانا کیا تھا
گو نہ ملتے تو نہ ملتے یہ بہانا کیا تھا

ہوش مین ہوش نہین جلسے سنا ہی مطرب
پھر تو اتنا ہوا اسکو وہ ترانا کیا تھا

تم تو کہتے تھے کہ مین تجھسے نہ بولونگا کبھی
پھر بھلا پیار یہ آنکھون مین جتانا کیا تھا

کون کہتا ہی پھر از لف کی زنجیر سے دل
مین نہ باور کرون ایسا وہ دوانا کیا تھا

مورد قہر و ستم مین تو ترا تھا ہی بھلا
غصہ ہو ہو کے مرے دل کو ستانا کیا تھا

زیست گر خواب تھی تو خواب عدم سے مجھکو
خواب کے واسطے ای شوخ جگانا کیا تھا

ابتدا حسن کی وہ اسکی نئی تیری وہ چاہ
ہائے کیا دن تھے حسن اور وہ زمانا کیا تھا

وہ سے باغ جہان دکھلا کے دیوانا کیا
متصل جانے نپایا ہین کہ ویرانا کیا

ایک مجلس کے ہین حسن و عشق آئین عیب کیا
شمع گر تجھکو کیا تو ہمکو پروانا کیا

دیکھتے ہی مے کو ساغر کا نہ کھینچا انتظار
مارے جلدی کے مین اپنا ہاتھ پیمانا کیا

طرفہ تر ہی یہ کہ اپنا بھی نجانا اور یونہین
اپنا اپنا سا کہکے مجھکو سب سے بیگانا کیا

ہاتھ آیا بس اسی کے کچھ شب راحت کا لطف
جسنے اپنا ہاتھ تیری زلف کا شانا کیا

کچھ بہک کر نشے مین بولون تو ہون معذور مین — مجھکو مستی نے تری آنکھون کی مستانا کیا
ایک بھی مانی نہ میری بات تو نے تو کبھی — مین ہی ایسا تھا کہ تیری سیکڑون مانا کیا

بیوفائی نے یہ کسکی تجھکو سمجھایا حسن
اندنون کیون تو نے کم اُس طرف کا جانا کیا

جاتا تھا اُسکی کھوج مین مین بیخبر چلا — بارے اُسی نے ٹوک کے پوچھا کدھر چلا
گذری تمام شب مجھے کس پیچ و تاب مین — مذکور زلف کا جو کسی بات پر چلا
جس اشتیاق سے کہ مین آتا ہون تیرے یان — کیا ہو جو آوے تو بھی یونہین سحر گھر چلا
غیرون مین اُسنے منھ تو چھپایا تھا مجھکو دیکھ — پر مین بھی اُسکی چھیڑ سے منھ ڈھانپکر چلا
کس مین رکھونگا اب مے حسرت کو مین بھلا — شیشہ تو دل کا خون جگر ہی سے بھر چلا
لکھنے کی یان نہ تاب نہ پڑھنے کا وان دماغ — کہدینگے کچھ زبانی اگر نامہ بر چلا
ق
کچھ رات غیر کی جو کہین نکلی اُس سے بات — سُن سُن کے مین خفا ہو وہین روٹھ کر چلا
غصہ مین دیکھ مجھکو لگا کہنے اور لو — اِکبات بس کہی نہ کہی یہ تو مر چلا
ق
دِلّی سے تازہ آئی تھی یہ میر کی غزل — اُسکا یہ شعر ہوش سے بیہوش کر چلا
یہ چھیڑ دیکھ ہنس کے رخ زرد پر مرے — کہتا ہی میر رنگ تو کچھ اب نکھر چلا

اب کوئی آوے یا کہ نہ آوے حسن کو کیا
بیچارہ اپنی جان سے آپ ہی گذر چلا

انصاف تیرے منھ سے سچ ہی کلام تیرا — نالایقون کو لائق کرتا ہی کام تیرا
گر مین برے تو تیرے اور مین بھلے تو تیرے — نیکی بدی مین اپنی شامل ہی نام تیرا
جی چاہتا ہی جیسا آنکھون مین خوشنما ہی — کرنا سلام میرا لینا سلام تیرا
گو زلف و رخ سے تیرے ہون دور پر نہین غم — آنکھون ہی مین تصور ہی صبح و شام تیرا
کچھ ایک حاضرون پر تیری نہین نوازش — نزدیک و دور سب پر ہی لطف عام تیرا

سو بات سوجھتی ہی دم مین حسن تجھے تو
لیجائے کون اُس تک ہردم پیام تیرا

تماشا کر نگاہ لطف سے اکبار نرگس کا
کہ تا اہل چمن مین گرم ہو بازار نرگس کا

کسی کی چشم یاد آویگی ای ہمدم تو رُو دونگا
نہ لیجو نام تو آگے مرے زنہار نرگس کا

خدا جانے لہو آنکھونسے کس کس کے بہاویگا
ترا نیمہ گلابی اور یہ تیرا بار نرگس کا

وہ کیفیت جو تھی آنکھون مین تیری سو نہ دیکھی کچھ
نظارا گو کیا گلشن مین سو سو بار نرگس کا

تری آنکھونکا عاشق ہون ترے رُخ کا ہون دیوانہ
نہ سودائی ہون مین گل کا نہ مین بیمار نرگس کا

دیا ہی وعدۂ دیدار کسنے آج گلشن مین
کسے دیکھے ہی جھک جھک دیدۂ بیدار نرگس کا

مجھے اُسوقت یاد آتی ہی صحبت خوش نگاہونکی
دھرا دیکھے ہون جب دستہ سر بازار نرگس کا

نہ کھلا آنکھ بیمارون کو گلشن کے خدا سے ڈر
بڑھا مت رشک سے اپنے صنم آزار نرگس کا

رہے محروم ہم جیسے حسن دیدار سے اُسکے
رکھا منظور تب سے دیکھنا ناچار نرگس کا

مطلب کچھ اور عشق سے تھا کام کچھ ہوا
آغاز اسکا کچھ ہوا انجام کچھ ہوا

ہی بیقراری آج تو دلکو خوشی کے ساتھ
شاید کہ اُسکے ملنے کا پیغام کچھ ہوا

بندا ہتو نکا کسکے کہے سے ہوا یہ دل
حق کی طرف سے کیا اسے الہام کچھ ہوا

دو تین دن سے آہ نظر اُسکی وہ نہین
شاید خفا وہ مجھسے گل اندام کچھ ہوا

ق

پوچھا حسن سے ایک نے کیون ابتو وصل ہی
بارے کہو تو دلکو تو آرام کچھ ہوا

ہنسکر لگا وہ کہنے کہ مت پوچھ ای عزیز
اک نام کو تو وصل کا ہان نام کچھ ہوا

پر ایکدم بھی بیٹھے نہ ہم ملکے بے ہراس
گر صبح کچھ ہوا تو خلل شام کچھ ہوا

ہوا نہ غم سے تجھے کچھ میری جانگداز یکا
صنم مین کشتہ ہون تیری بھی بے نیازیکا

بڑی ہی دلکی بھی کرنی خوش آمدان وزدون
زمانہ ابتو رہا ہی زمانہ سازیکا

کہان لگایا ہی دل جاکے اُس ستمگر سے
غرض دوانا ہون اپنی بھی جان بازیکا

کیا ہی خاک نے حیرت زدون کی چاک جگر
جہان پڑا ہی قدم تیرے ترک تازیکا

کھلی ہی رہتی ہی چشم حباب دریا مین
ہوا ہی جبسے تجھے شوق آب بازیکا

مین اپنے یون ہین بھلا ہون نہ لائیو تشریف
خیال کیجیو مت میری دلنوازیکا

مثال خاک حسن رہ یہان بقول میر
رکھے ہی دل مین اگر قصد سرفرازیکا

قاصد یہی کہتا ہی شب وہ نہین آنیکا
کاہیکو رہونگا مین جب وہ نہین آنیکا

دل لیکے مرا مجھکو دیتا ہی تسلی یون
روتا ہی تو کیون دلکو اب وہ نہین آنیکا

بیخود رہونگا جبتک تب تک تو وہ آویگا
جب آپ مین آؤنگا تب وہ نہین آنیکا

غیرون کی طرح ہمسے کس طرح خوش آمد ہو
جو ڈھب ہی انھین ہمکو وہ ڈھب نہین آنیکا

گو مین نے کہا اسکو غیرون مین نہ آیا کر
کہنے سے حسن میرے وہ کب نہین آنیکا

یہ جو کچھ قیل وقال ہی اپنا
وہم ہی اور خیال ہی اپنا

حال دشمن کا یہ نہو یارب
اُسکے جو غم سے حال ہی اپنا

یاس کوئی مگر ہوئی تازہ
آج پھر دل نڈھال ہی اپنا

آج وہ گل جو بل گیا ہی تو بس
اس گھڑی دل نہال ہی اپنا

پوچھ مت کچھ کمال ہمسے حسن
بیکمالی کمال ہی اپنا

آشنا بیوفا نہین ہوتا
بیوفا آشنا نہین ہوتا

تو خفا مجھسے ہو تو ہو لیکن
مین تو تجھسے خفا نہین ہوتا

گو بھلے سب ہین اور مین ہون بُرا ‏— کیا بھلون مین بُرا نہین ہوتا
لذتِ وصل سے تو بالاتر ‏— کوئی جگ مین مزا نہین ہوتا

دل جدا گر ہوا حسن تو کیا
وہ تو دل سے جُدا نہین ہوتا

تیرہ بختی کو اپنی کھو نہ سکا ‏— اس سیاہی کا داغ دھو نہ سکا
تو رہا دل مین دل رہا تجھ مین ‏— تس پہ تیرا ملاپ ہو نہ سکا
ہنسنا اور بولنا تو ایک طرف ‏— سامنے اُسکے مین تو رو نہ سکا
وہ رہا سامنے مرے تو کیا ‏— مین ان آنکھونسے دیکھ تو نہ سکا

بخت خفتہ کے ہاتھ سے مین حسن
چین سے ایک رات سو نہ سکا

پڑا تھا کیا عدم مین آتشِ غم سے تری پالا ‏— کہ مین نکلا لیے دلکو برنگِ غنچۂ لالا
جلا ہون بسکہ مین آنکھونسے راہِ عشق مین اُسکی ‏— بجائے اشک ہر نوکِ مژہ پر ہے مری چھالا
بھلی ہے مجلسِ دنیا مین سچ پوچھو تو بیہوشی ‏— کہ متوالا وہی اس بزم مین ہے جو ہے مت والا
پھرو تم کیون نہ اب ہنستے ہوے ہر اِک کے رونے پر ‏— کسی تاثیر والیکا نہین تمنے سنا نالا
وفائے وعدۂ خوبانِ خوشرو کا بھروسا کیا ‏— بھرا ہے زر سے اور خالی ہے زر سے گل کا یہ پیالا
ذرا انصاف سے تو دیکھ زاہد دیکھکر اُسکو ‏— بھلا ہوگا کہان جنت مین یہ آتش کا پرکالا
ہزارون پل مین آنسو موتیون کی طرح گرتے ہین ‏— نظر جیسے پڑا ہے مجھکو رستے مین وہ دُر والا

نہ پوچھا تو نے اتنا بھی حسن کو اس طرف آکر
کہ یان جو بیٹھا تھا دل گیا کیدھر وہ دل والا

یہ مت کہنا کہ میرا دیکھنا کن کو نہ ملتا تھا ‏— اُسی عالم کے اِک ہم ہین نہ اب جنکو نہ ملتا تھا
لگے کیون دیدہ و دانستہ تجھسے چشم و دل میرے ‏— خدائی مین صنم کیا دوسرا انکو نہ ملتا تھا

عبث اکبار کیون ملکر حسن کے سر بلا ڈالی
اُسے معلوم ہی اور وہ اسی دنکو نہ ملتا تھا

ق

اُسکے باتون مین جب جھلیل پڑا — آتش دلپسہ اور تیل پڑا
گنجفہ باز چرخ سے ہاتھون — رنگ بازیکا کچھ کھیل پڑا
سوخت ہو گئے تمام یکلو بند — اور ہی بازیونکا کھیل پڑا

دلبری مین حسن وہ ہی نوسکھ
پاپڑ اُسکے لئے تو بیل پڑا

جسنے ملنے پہ تمھارے دو جہان چھوڑ دیا — تمنے ملنا بھی اب اُس دل سے تجان چھوڑ دیا
دل ہی دل مین تجھے اب یاد کیا کرتے ہین — نام لینا ترا اب ہمنے میان چھوڑ دیا
جس سے اب چاہون ملون تمکو پڑی کیا ہی عبث — تمتو کہتے ہو کہ چھوڑا نہ تجھے ہان چھوڑ دیا
مین نے پایا نہ اُسے شہر مین نے صحرا مین — تو نے لیجا کے مرے دلکو کہان چھوڑ دیا
دیکھ گر ہی یہی اُلٹی تو بھلا آج سے لے — مین نے الفت کا تری نام و نشان چھوڑ دیا
چھوڑ دے کوئی کسیکے لئے جس طرح سے کچھ — ہمنے منت مین تری کون و مکان چھوڑ دیا
وہ گئے دن جو کسی کی ہمین سدھ رہتی تھی — اب تو سب ذکر فلان ابن فلان چھوڑ دیا

تیرے دلسے تو مجھے بات یہ لگتی ہی بعید
تو نے کس دلسے حسن کو مرے جان چھوڑ دیا

سرسبز ذکر کب ہو مجنون کی آفتونکا — درجہ بڑا ہی اُس سے میری مصیبتونکا
دونون طرف سے دلکا لگنا بلائے جان ہی — ہرگز نہ کوئی پہنچا ماران الفتونکا
قسمت کا اپنی شکوہ کرتے ہین دل جلے ہم — مذکور کچھ نہین ہی تیری شکایتونکا
آنکھون مین بھر کے آنسو کیون ہو نہین فلک کو — کرتا ہی ذکر کوئی جب اپنی صحبتونکا
ق
تھوڑا ستم کیا ہی تو نے بہت سمجھکر — احسانمند ہون مین تیری مروتونکا

ورنہ سزا تھی اسکی وہ چند اس سے زیادہ
دعویٰ کیا تھا ہمین نے تیری محبتونکا

پہلے پہلکا دل کے لگنا تو یاد ہوگا
کیا تھا حسن زمانہ وہ عیش و عشرتونکا

صبا کے ہاتھ سے خط گلعذار کا پہونچا
خزان رسیدونکو مژدہ بہار کا پہونچا

عجب لکھا تھا اُنھونکا جنھین جواب لکھا
ہمین تو ایک بھی پرزہ نہ یار کا پہونچا

مثال نامہ بہت جی مین اُسنے بل کھائے
خط اُسکو جب مرے احوال زار کا پہونچا

خرام ناز کو اُسکی صبا بعجز و نیاز
سلام شوق مرے انتظار کا پہونچا

لکھا نہ اُسنے جو نامہ تو بس ہوا معلوم
کہ وعدہ اپنے دل بیقرار کا پہونچا

صبا گلی سے تری گرد راہ کو لائی
ہماری آنکھون کو سرمہ غبار کا پہونچا

ہماری دلّی کا یہ دل انار تحفہ ہی
یہ تحفہ اُسکو صبا اس دیار کا پہونچا

کسی نے بات کہی اور رو دیا اسنے
یہ حال اب دل زار و نزار کا پہونچا

حسن کو زیر قدم اپنے جو رکھا تونے
دماغ عرش پہ اُس خاکسار کا پہونچا

تونے بھی عشق کا خیال کیا
مجھپر احسان یہ کمال کیا

سر اُٹھانے دیا نہ دوران نے
اس طرح مجھکو پائمال کیا

سرخرو کیون نہون کہ جب تونے
مُنھ تماچون سے میرا لال کیا

مین نے دیوانگی سے اپنی غرض
نام مجنونکا پھر بحال کیا

اشک گلگون بھر آئے آنکھون مین
یا دتیرا حسان جمال کیا

عشق مین تیرے ای صنم ہمنے
اپنا قربان جان و مال کیا

مجھکو دیتا ہی کیون جواب تلخ
حق نے تجھکو شکر مقال کیا

کل کسی نے کہا حسن نے میان
ق
تیری خاطر یہ اپنا حال کیا

رکھ کے ماتھے پہ ہاتھ کہنے لگا
میرے جی سے تے مجھے نہال کیا

عشق نے پہلے پہ شگون کیا — دل ہی دل مین جگر کو خون کیا
میری دیوانگی ہی بہتر تھی — تو نے کیا عقل اور فنون کیا
جب مین دل پنا دیچکا اُسکو — تب سبھون نے کہا زبون کیا
مرکز کن ستون ہی اُسکا — چرخ کو کسنے بے ستون کیا
آج رندون سے تو نے بچواکر — شیخ داڑھی کو اپنی اون کیا
ق
سچ جو پوچھو تو آج میر حسن — ایک تمیز نہین جنون کیا

اُسنے خلعت پہن کے عباسی
کتنے ہی سیدونکا خون کیا

ہجر کا رونا اُسے آنکھون سے دکھلاتا رہا — بوند سا دن وصل کا پل مارتے جاتا رہا
غیر سے وہ گرم سرگوشی رہا کل دیر تک — مین پڑا زانو بدلتا اور گھبراتا رہا
وہ جو کچھ اُسنے سُنا تھا گرچہ وہ بگڑا ہوئے — جب تلک کہتا رہا کچھ کچھ تو شرماتا رہا
تھا وہ کل غیرونپہ غصے مجھسے نادانی ہوئی — مین کھسک آیا اِدھر اودھر وہ جھنجھلاتا رہا
پوچھتا کیا ہی کہ گذری رات کیونکر مجھ بغیر — شعر کچھ پڑھتا رہا کچھ سر کو ٹکراتا رہا
ایکتو غیرونکی گرمی دیکھ مین جلتا رہا — تسپہ تو اُنکی حمایت لیکے بھڑکاتا رہا
ایک تن مین ہون کرو دل تو نکلے کام کچھ — یا تو اپنے تاؤ مین ہر ایک بل کھاتا رہا
جی اگر اُس سے لگایا رشک سے دل جل گیا — دل اگر اُسکو دیا جی ہاتھ سے جاتا رہا

مارے ضد کے شبخون مین آکے اپنی اے حسن
جو نہ مجھسے ہو سکا وہ کام فرماتا رہا

نہ کچھ منھ سے کہا اُسنے نہ مجھکو ہاتھ سے مارا — ادا وہ کی کہ جی ہی جی مین دل ٹکڑے ہوا سارا

نہین اپنا کوئی اپنا وہی جو اپنے دلمین ہی — وہی جیوڑا وہی جانی وہی دلبر وہی پیارا
مرے نالے کے شعلہ سے چھپی جا ابر مین بجلی — مری بیتابی دل کے نہ ٹھہرا سامنے پارا
بس اب چوپڑ اُٹھاؤ اور کچھ باتین کرین صاحب — جو مین جیتا تو تم جیتے جو تم ہارے تو مین ہارا
مرے آئینہ دل کا اُسے منظور تھا لینا — جو غیرون مین کہا بھونڈا ابڑا بدرنگ ناکارا
اُٹھا بالونکو چہرے سے دکھادے چاند سا مکھڑا — سر شام آج آتا ہی نظر تنہا مجھے تارا
عجب عیار ہی تو دن دیے نظرونکے آگے سے — لئے جاتا ہی باتو نہین دلونکا باندھ پشتارا
کوئی دیتا نہین اُس بت کو دل کچھ اپنی خواہش سے — جو یون مرضی خدا کی ہو تو پھر بندیکا کیا چارا

حسن بھی آدمی ہی کچھ خفا ہوتے ہو تم جس سے
خراباتی جنونی باؤلا سودائی آوارا

کسی کو ہی غم کا مرے غم ہوا — کہ عالم مین کیا اسکا عالم ہوا
مرے حق مین اُسنے تغافل کیا — وہ محرم ہی تھا پر نہ محرم ہوا
پھٹا دے لگے زخمونکا انگور کیا — کہ پھر چشم خون بستہ کچھ نم ہوا
ہمارے جو ساتھی سفر کر گئے — صفر مین ہمین تو محرم ہوا
وہی ڈھب جو ہی اُسکے ملنے کا ہی — نہ درہم ہوا اور نہ برہم ہوا
تجھے میرے رونے سے تھی کیا خبر — یہی تو نے دیکھا جو ماتم ہوا
مین آگے تو روتا تھا دو دو پہر — بہت اب تو رونا مرا کم ہوا

پیا مین نے پانی جو اُس بن حسن
اگر تھا وہ امرت ہی تو سم ہوا

کس نیک گھڑی سے شب مہتاب مین رویا — جو آنکھو نپہ رکھا اُسکے قدم خواب مین رویا
کیا کیا نہ جدا دوست ہوے پل کے جھپکتے — بھر بھر کے مین آنسو غم احباب مین رویا
کی آہ و فغان گھر مین کبھی اور کبھی باہر — ظاہر مین کبھی اور کبھی جلباب مین رویا

ردیف ی

یاد آیا جو ساتھ اپنے مجھے اُسکا نہانا
تنہا مین کھڑے ہو کے بہت آب مین رو یا

کی سیر محبت کے رسالے کی جو مین نے
سُرخی کی جگہ خون ہر اک باب مین رو یا

نالے کیے دریا نے مری نوحہ گری سے
اس شور سے مین گردش گرداب مین رو یا

جس منعم ممسک نے نہ کھایا نہ کھلایا
سرپوش وہان ڈھانکے مُنھ قاب مین رو یا

اس طرح سے دل ڈوب گیا میرا کہ بیتاب
خود ہو کے وہ دلبر دل بیتاب مین رو یا

گریے نے مرے مجھکو دیئے گوہر نایاب
ناحق مین تلاش دُرِ نایاب مین رو یا

آنکھین تو بھر آئین مری بیتابی سے لیکن
چون آئنہ کب صحبت سیماب مین رو یا

ہر چند حسن مجھکو میسر تھے سب اسباب
پر بے مے و معشوق ہر اسباب مین رو یا

اِدھر سے جو ٹک ہو کر وہ آج صنم گذرا
غیرونکے تو بس دل پر گویا کہ ستم گذرا

جنت مین کہان گو یا نزدیک ہمارے تو
کوچے کی طرف تیرے جو اپنا قدم گذرا

غصہ تو نہو میری اس جان نکلنے پر
اس جان سے مین اپنی بس تیری قسم گذرا

وہ مجھکو جلاتا ہی تو مجھکو رُلاتا ہی
مین تجھسے بھی اور دل سے ای دیدۂ نم گذرا

اِس قید سے ہستی کی چھوٹا تو نکل بھاگا
پھر مُنھ نکیا اِدھر جو سوئے عدم گذرا

چاہا تھا غرض مین نے عشق ایسے ہی دلبر کا
گر مجھپہ بہت گذرا غم اسمین تو کم گذرا

اُس گل کی ہوا نے آبرباد کیا وہین
جب دھیان مین کچھ لطف گلزار ارم گذرا

رہتا ہی کوئی خامہ لکھ اور غزل اب تو
سچ ہی کہ حسن جسدم گذرا تو قلم گذرا

مین نے جو کہا مجھپر کیا کیا نہ ستم گذرا
بولا کہ ابے تیرا روتے ہی جنم گذرا

ہنس کھیل کے کٹجاوے جو دم سو غنیمت ہی
جو دم کہ گیا پھر وہ آتا نہین دم گذرا

کچھ لطف زمانیکا دیکھا تو وہی دیکھا
جو ساتھ جوانی کے تجھ ساتھ بہم گذرا

ہر وقت نہین لازم ہر وقت ستم کرنا — جو وقت کہ آگے تھا وہ وقت صنم گذرا
مین کوچے ہی کا تو نگا ای غیر پہ سن رکھنا — جس روز ترا اُسکے کوچہ مین قدم گذرا
اِکدن بھی نہ کی تو نے وعدہ پہ وفا ظالم — ہر وقت تجھے کرتے آرسے ولعم گذرا
جب بیت لکھی اُسکے تعریف مین ابرو کی — تب شوق سے وان اپنے سرہی سے قلم گذرا
جسنے کہ رکھی حرمت کچھ کعبۂ دلکی یان — وہ راہ سے دل ہی کے جا سوے حرم گذرا
کب مصحفِ رو کی ہین تعریف لکھی اُسکی — جو شوق سے وان اپنے سر سے نہ قلم گذرا

کیونکر نہ حسن روؤن ہین اپنے نصیبونکو
غم رشک سے غیرون کے دلبر مرے کم گذرا

غمخانۂ دل عیش کا گھر ہو ویگا یارب — آباد کبھی یہ بھی نگر ہو ویگا یارب
جب دیکھو ہون اُسکو تو مجھے آتا ہی یہ رشک — کس کس کا یہ منظورِ نظر ہو ویگا یارب
بگڑی تو ہی غیر و لسے اور اب ہمسے و لیکن — کیا جانیئے وہ شوخ کدھر ہو ویگا یارب
جان و دل و دین کھو دیے اِک اُسکی نظر پہ — ایسا بھی کوئی اور بشر ہو ویگا یارب
رونے سے مِرے سنگ تلک ہو گئے پانی — دلمین کبھی اُسکے بھی اثر ہو ویگا یارب
داغون کو ترے غم کے جو رکھے تر و تازہ — یہ میر سے سوا کسکا جگر ہو ویگا یارب

روتے ہی گذرتی ہی شب و روز حسن کو
اور اس سے تو کیا حال بتر ہو ویگا یارب

ظلمت و نور سب آجائے نظر آخر شب — خواب غفلت سے کھلے آنکھ اگر آخر شب
شب اول تو توقع پہ ترے وعدے کے — سہل ہوتی ہی بلا ہوتی ہی پر آخر شب
رشک اُس مرغ چمن پر ہی کہ جو گل کے حضور — داستان کہتے گیا جیسے گذر آخر شب
نالہ بھر بھر کے نہو کیونکہ خموش آخر دل — بیشتر رہتا ہی سنسان نگر آخر شب
وصل کی شب کا مزا ہوتا ہی اول جیسے — ویسے ہی ہوتا ہی احوال بتر آخر شب

سر پہ آوے جو سفیدی تو نہو کیونکہ تمام
زندگی شمع کی ہوتی ہے بسر آخر شب

تجربہ ہمنے تو دیکھا نہیں کچھ اسکا لیکن
کہتے ہین نالے مین ہوتا ہے اثر آخر شب

اول اول کی جو مستی کا ہے عالم اُسکی
گر تو جلیئے گا تو ہوویگی خبر آخر شب

تھا سر شب ہی سے معلوم یہ ہمکو کہ حسن
شمع و پروانہ کا ہوویگا سفر آخر شب

تم نہ ہنستے ہو کچھ نہ کہتے ہو بات
گذری جاتی ہے مفت مین یہ رات

ہجر ہی مین تمام ہوگئی عمر
کس خرابی سے یہ کٹی اوقات

تو نہ کڑھ درد دل پہ میرے صنم
جی رہونگا جو ہوگی میری حیات

آہ سرد اپنی ہی سے تھی وہ باد
اب ہلے کیون نہ ہر درخت کا پات

چال مین عشق کے جو ہو قائم
اُسکی ہووے کبھی نہ بازی مات

زلف مشکین کے پیچ مین تیرے
آگیا دل تو لے حمیدہ صفات

شاہ ہووے غلام کا بندا
کون پوچھے ہے عاشقی مین ذات

وعدہ آنیکا ہے حسن مت رو
ہو نہ اُسکو بہانۂ برسات

ایک دل تو لے گیا میرے خدایا قسمت
ہوگیا وہ بھی نصیبون سے جدا یا قسمت

دیکھیے جیوین کہ مر جاین نہین کچھ معلوم
ابتو جاتے ہین ترے در سے بھلا یا قسمت

جب لگے ہونے جدا حضرت دل ہمنے کہا
پھر بھی ملیگا کبھی ہمسے کہا یا قسمت

عشقبازی مین ترے مایۂ بساط اپنے جو تھا
ایک دل سو بھی تو وہ ہار دیا یا قسمت

نامہ بر سبکے پھرے نامہ و پیغام لے اور
میرا قاصد جو گیا سو نہ پھرا یا قسمت

کس توقع سے حسن آیا تھا اور یون افسوس
تیرے دیدار سے محروم چلا یا قسمت

شور ہی ملک دل مین چارون کھونٹ — دیکھیئے بیٹھتا ہی کس کل اونٹ
دم رُکا جاتا ہی نکل ای آہ — بس دھوئین مین زیادہ جی کو نہ گھونٹ
دل جلا کسکا کشت پر دہقان — ہولی ہو کر جو نکلے آپکے بونٹ
شیخ پر اسکے جرم کا رکھ بوجھ — ق — اور پیا کر حسن شراب کے گھونٹ

پھر جو وہ کچھ کہے تو بکنے دے
بڑ بڑاتے ہین لادنے مین اونٹ

دل دیا ہمنے تجھکو یار عبث — تلخ کی عمر خوشگوار عبث
شوخ سنتا نہین کسیکا حال — اُس سے کہتا ہی بار بار عبث
تیرے بھانوین ہی کچھ نہین مطلق — دل جلاتا ہی تجھپہ یار عبث
مین تو آگے ہی پیچ و تاب مین ہون — بل نہ کھا زلف مشکبار عبث
وہ تو کردیگا خاک سے یکسان — ہی بنانا مزار عبث

ان بتون کے لیے خدا کو مان
ہو حسن تو نہ اتنا خوار عبث

روشن نہین ہین دیدۂ نمناک کے باعث — چون آئنہ ہی مجھکو جلا خاک کے باعث
گرمی ہی ترے حسن کی ہم ہی سے کہ ہی یان — شعلے کو ترقی خس و خاشاک کے باعث
یون ہو گئے ویران کہ گویا نہ تھے آباد — دلکے نگر اس غمزۂ سفاک کے باعث
ہی گردش دامن سے ترے گرد بھی بیچین — ماٹی بھی پھرے ہی مری اس چاک کے باعث
کیا کیا غم و اندوہ گذرتے ہین شب و روز — یان نام خدا اُس بت بیباک کے باعث
وہ باد جو نالونکی بندھی تھی کوئی دن آہ — سوجاتی رہی اس دل صدچاک کے باعث
گردش سے تری چشم کی رہتے ہین سدا خوار — آوارہ نہین گردش افلاک کے باعث
غصہ مین پسینہ جو ہوا چہرے پہ اُسکے — طوفان ہوا یان روے عرقناک کے باعث

ہون مست حسن اپنے ہی اشکو نسے مین ہر دم
مستی ہی مجھی اپنی اسی تاک کے باعث

ہوا کیا خوب تم آئے یہان آج — نہین تو ہم چلے تھے مہربان آج
کمر پر سیکے دامن ہاتھ مین تیغ — چلے ہو قتل پر کسکے میان آج
خفا جس بات پر تم کل ہوے تھے — ہوئی وہ بات بھی ہمپر عیان آج
ہوا ہی جی یہانتک زیست سے تنگ — جو کل لیتے تھے جی لیوین تہان آج
چھپاوین کیون کسی سے ڈر ہی کیا اوہ — گئے تھے اُسکے کوچہ مین تو ہان آج
ہوے تھے نامور جو کل جہان مین — نپایا اُنکا کچھ نام و نشان آج
گلی مین اُسکے کل بیٹھے تھے محفوظ — اُٹھا لائی ہمین قسمت یہان آج
فلک کی بھی یہ کیا گردشین ہین — کہان بیٹھے تھے کل آئے کہان آج

حسن کو سونپ کر کنج قفس مین
کدھر پھرتا ہی تو ای آسمان آج

کوئی خدا کہے ہی کوئی رام وقت صبح — کافر یہ دل جپے ہی ترا نام وقت صبح
بلبل گلو نپہ بیٹھی ہی کیا پھول پھول تو — صیاد سے پہونچتا ہی اب دام وقت صبح
زلفو نکے بعد دیکھیئے چہر کیا اُسکے رنگ — کھلتا ہی شب سے زیادہ وہ گلفام وقت صبح
پھر ہم کہان اور آہ پری بھی یہ پھر کہان — ساقی پلادے ہمکو کوئی جام وقت صبح
آہ سحر کے ساتھ نکلجائے کیون نہ جی — چلنا مسافرونکا تو ہی کام وقت صبح
اک ذرہ دیکھ آوین اُسے چلکے ہمنشین — آیا ہی مہروش وہ لب بام وقت صبح
خواب گران مین ہوسلے اگر وہ تو ای نسیم — دیجو نہ تو مرا اُسے پیغام وقت صبح
سن داستان بلبل مجروح گل نمک — دیوے تبسم اپنے سے انعام وقت صبح
مثل پتنگ کیونکہ ندون جان ہین حسن — جاتا ہی پاس سے وہ دل آرام وقت صبح

ہم گئے بھول اُسے دیکھ کے پرواز کی طرح
لیگیا دلکو وہ بس آتے ہی شہباز کی طرح

اُٹھ سکے دیکھیئے کس طرح یہ اب لسے مرے
بیطرح آئی نظر مجھکو ترے ناز کی طرح

دل تجھے کسنے لگایا ہی کہ ایدھر کی اودھر
اور اودھر کی ادھر کہتا ہی غماز کی طرح

تو ہی تو بولے ہی پر دیمین نہین غیر کوئی
یار پہچانتے ہین یار کی آواز کی طرح

پیرہن پہنے اگر کتنا ہی ارزل تو بھی
گفتگو سے نہ چھپے اسکی تو بو پیاز کی طرح

مُنہ تھتھا کر تو نہ تو پاس مرے بیٹھا کر
یہ تو بھاتی نہین ہی دلکو ترے ناز کی طرح

ہو چکا تو تو حسن جین مرے دلکے تئین
ہی اگر اُسکی یہی عشوہ و انداز کی طرح

خلق کا خون کر رہا ہی شوخ
رنگ چھریکا ترے کیا ہی شوخ

دلکو لیجاکے پھر مُکر جانا
یہ بھی اک طرفہ ماجرا ہی شوخ

ان بتون مین نہ کہیئے اسکے تئین
وہ قیامت ہی اک بلا ہی شوخ

آپ یہ کہنا اپنی خو بد ہی
یہ بھی اک طرح کی ادا ہی شوخ

اور تو خوبیان ہی ہین یہ حسن
ایک یہ ہی کہ بیوفا ہی شوخ

لعل و یاقوت ایسے لب ہین سرخ
جیسے اُس شوخ کے وہ لب ہین سُرخ

اشک خونی سے عندلیبون کے
در و دیوار باغ سب ہین سُرخ

خون دل پھر رہے کہ یا نہ رہے
دیکھ لے چشم میری اب ہین سُرخ

قتل کسکو کیا ہی شوخ نگاہ
آج آنکھین تری غضب ہین سُرخ

دل حسن خون ہو گیا کہ جگر
آج آنسو یہ کس سبب ہین سُرخ

مرنے کے بعد گل کے ہوا و ہوس کے بیچ
بلبل کے پر ہی اُڑتے ہین کنج قفس کے بیچ

جیسے کہ آج وصل ہوا کیا نہ چاہیے
اِک دن بھی آوے ایسا اگر سو برس کے بیچ

تصویر بول اُٹھے جو کرے اُس سے بات وہ
ہی یہ بھی معجزہ مرے عیسی نفس کے بیچ

ہو ضبط نالہ کیونکہ دلِ ناتوان مین آہ
آتش کہین چھپائے سے چھپتی ہی خس کے بیچ

ہان دل تو چاہتا ہی تجھے کوئی کچھ کہے
موجود ہون یہ بات تو کہنے کو دس کے بیچ

مندیل پر یہ تشیخ نے طرہ نہین رکھا
گنبد کی اپنے شان دکھائی کلس کے بیچ

نالان ہون مین حسن خلش دل کے ہاتھ سے
دل بیقرار ہو تو صدا ہو جرس کے بیچ

کسی کی سنتے نہین آہ یہ بتان فریاد
انھون کے ہاتھ سے لیجاؤن مین کہان فریاد

لیا ہی دام مین کس کس طرح سے دلکو مرے
تمہارے ہاتھ سے اے زلف مہوشان فریاد

ہمیشہ جلتے ہی اس بزم مین رہے ہمتو
ولے نہ نکلی کبھی منھ سے شمع سان فریاد

اثر سے آہ کے اور اشک کی شرارت سے
کرے ہی نوحہ زمین اور آسمان فریاد

عصا سے آہ بن اب تو نہین یہ اُٹھتی آہ
ہوئی ہی یان تئین اس دلکی ناتوان فریاد

مرے بھی رونے پہ مت جاؤ سامنے اُسکے
کرو نہ تم بھی ٹک اے نالہ و فغان فریاد

جب آہ و نالہ حسن کرکے ٹک رہون ہون چپ
صدا نکلتی ہی پھر دلسے یون کہ ہان فریاد

خط اُسسے لکھنے کو جس وقت منگایا کاغذ
آہ نے پھونکا اور اشکون نے بہایا کاغذ

منتشر آہ سے یون ہو کے اُڑے دل کے ورق
پھر جو ڈھونڈھا تو کہین اُسکا نپایا کاغذ

پُرزہ اک ہمنے کہین بھیجا تھا چھپکر اُسکو
سو بھی وانتک نگیا اور پھر آیا کاغذ

جس طرح چاہا لکھین دل نے کہا یون مت لکھ
سیکڑون بار دھرا اور اُٹھایا کاغذ

ق
در و دیوار پہ کوچے مین حسن نے اُسکے
اپنے احوال کا لکھ لکھ کے لگایا کاغذ

تو بھی اُسنے نہ نظر کی نہ اُدھر ٹک دیکھا
نہ کھڑے ہو کے کسی سے وہ پڑھایا کاغذ

کس توقع بھلا اب کوئی لکھے نامہ
وان برابر ہی لکھا یا نہ لکھا یا کاغذ

جز اشک بلبل اب نہین گل شاخسار پر
کیا اوس پڑ گئی ہی چمن مین بہار پر

دلکی یہ بیقراری ترا تول سو وہ کچھ
دامن کو تیرے چھوڑیے پھر کس قرار پر

کس وقت مین بسا تھا الٰہی یہ ملک دل
صدمے ہی پڑتے رہتے ہین نت اس دیار پر

دامن سے کوئی جھٹکے ہی پھیرے ہی کوئی منھ
کیا کیا ہین خواریان مرے مشت غبار پر

ہوتے ہی اُسکے سامنے جاتا رہے ہی یہ
کچھ اختیار اپنا نہین اختیار پر

تیرے ہی زلف و رو کی مدد سے تو عصر مین
رونق دو چند ہو گئی لیل و نہار پر

جو اہل دل ہین اُنکی نصیحت تو ہی یہی
تحقیق جان ایک سے لے تا ہزار پر

پروانگی پتنگ سے لیوے نہ جب تلک
لاوے نہ کوئی شمع کسی کے مزار پر

وعدہ پر اُسنے کی ہی وفا بھی کبھی حسن
تو اعتبار کرتا ہی کس اعتبار پر

دیتا ہی یون دھواں سا یہ دلکا داغ جلکر
گل ہو گئے جس طرح سے کوئی چراغ جلکر

اُڑتی پھرا کریگی محشر مین راکھ میری
گردش سے کوئی ہوگا مجھکو فراغ جلکر

بادِ سموم غم سے ہی اب یہ دلکی حالت
ہو جائے کوئی جیسے ویران باغ جلکر

کیا جانے آتشین لب یاد آئے کسکے اسکو
ہاتھون سے گر پڑا جو میرے ایاغ جلکر

کہتے یہ شیخ کے کچھ مت مست ہوش رکھ تو
بیفائدہ بکے ہی وہ تو الاغ جلکر

جائے عجب نہین گر بندھ جائے گرم مضمون
ہوتا ہی شعر اکثر دل اور دماغ جلکر

اک حال سوز دلکا پوچھے ہی کیا حسن تو
جون شمع ہم سراپا ہو گئے ہین داغ جلکر

اے دل خفا نہ ہونا انہی کدورتون پر
رہتا ہی رنگ یکسان کب یانکی صورتون پر

اس گنجفہ کا یا نکلے ہی کھیل اور ہی کچھ
دیتے ہین جان ناحق انسان مورتون پر

دون جی کو کون اپنے کھوتا ہی ایک ہی بر
دے بیٹھتے ہین سر بھلی بنی صورتون پر

ماتھے پہ دلبرون کے افشان نہین چنی یہ
تحریر ہی طلائی قرآن کی سورتون پر

چھڑیان ہین آج چلکر دلکو حسن تو بہلا
نکلے ہین سیر کرنے سب خوبرو رتون پر

وصل بھی ہوگا حسن تو ٹک تو استقلال کر
حال اپنا ہمسے کہہ کہہ ہمکو مت بیحال کر

ساربان گرم حُدی ہی اور جرس ہی نعرہ زن
تو بھی ٹک محمل کے آگے گرد مجنون حال کر

شمع سان جتنا سنایا حال درد اُسکو مین
اُٹھ گیا آخر وہ سب باتین ہنسی مین ٹال کر

مشق جور و ظلم تو کرتا ہی جاتا ہی وہ شوخ
تو بھی دل صبر و تحمل کا اب استعمال کر

عیش و عشرت کو نہ دے تو راہ دل مین ای حسن
درد و غم ہی سے کسی کے اِسکو مالا مال کر

ای گردباد طرفِ چمن ٹک گذار کر
بلبل کے پر پڑے ہین گلون پر نثار کر

آئے تھے عیش کے لیے سو تو نہ یان ملا
پھر غمکدہ کو اُٹھ چلے ہم اپنے ہار کر

کیا مسکرا کے ٹالے ہو اب پھر کب آئیگا
دل بیقرار ہوتا ہی کچھ تو قرار کر

داغون سے دہلکے سینہ تو ہی رشک لالہ زار
ہان اشک سرخ تو بھی تو اپنی بہار کر

دھجی بھی ایک چھوڑی نہ دامانِ جیب کی
دستِ جنون نے لوٹا مجھے تار تار کر

وہ بھی نہ آیا اور نظر آنے سے رہگیا
دیکھا مزا نہ اور دل اب انتظار کر

بے چیز تو نہین یہ حسن اُس گلی مین روز
جا جا کے بات کرتے ہر اک سے پکار کر

لگا رکھو دلکو میرے زلف چشم یار کی خاطر
انار تحفہ ہی کام آئیگا بیمار کی خاطر

جگر کے داغ دہلکے زخم رونا اُٹھ دیکھتا ہو نہین
مجھے پیدا کیا تھا حق نے اس گلزار کی خاطر

مجھے تو دید تھی منظور تیری ای فدا تیرے
نہ آیا تھا یہان کچھ مین در و دیوار کی خاطر
یہ باتین ہین کہ مین آؤنگا پھر احوال پرسی کو
تمھین کیا ہی عزیز ایسی دل افگار کی خاطر
نہ کی خاطر ہماری ایکدن بھی خوش کبھی اُسنے
فدا جی تنگ کیا ہمنے حسن جس یار کی خاطر

ہی دمیان جو اپنا کہین ای ماہ جبین اور
جانا ہی کہین اور تو جاتا ہون کہین اور
جب تو ہی کرے دشمنی ہمسے تو غضب ہی
تیرے تو سوا اپنا کوئی دوست نہین اور
مین حشر کو کیا روؤن کہ اُٹھ جاتے ہی تیرے
برپا ہوئی اک مجھپہ قیامت تو یہین اور
وعدہ تو ترے آنیکا ہی سچ ہی ولیکن
بازو کے پھڑکنے سے ہوا دلکو یقین اور
آخر تو کہان کوچہ ترا اور کہان ہم
کریوین یہان بیٹھ کے اک آہ حزین اور
تمھارو سے زمین تنگ زبس ہمنے نکالی
رہنے کے لیے شعر کے عالم مین زمین اور
نام اپنا لکھا دے تو لکھا دیپہ تو میرے
اس نام کو بہتر نہین اس سے تو نگین اور
ابرو کی تو تھی چین مرے دلپہ غضب پر
مژگان سے نمودار ہوئے خنجر کین اور
نکلے تو اُسی کوچہ سے یہ گمشدہ نکلے
ڈھونڈھے ہی حسن دلکو تو پھر ڈھونڈھو وہین اور

غزل ہذا در تعریف پل میان الماس

دو ورستا ہی تو نکا فرض ہی جانا وہان گل پر
جھمکڑا ہی خدایکا میان الماس کے پل پر
بہار شعر و یان دیکھ اِس تختے کی مرتے ہین
نہ گل کا جی ہی بلبل پر نہ بلبل کا ہی جی گل پر
لئے جاتے ہین دل سو کے لگا کر وانکے بازاری
تکلم پر ترحم پر تبسم پر تغافل پر
گھر وںسے اپنے بن بن کر نکلنا ماہرویونکا
اکڑنا ناز پر انداز پر آپنے تجمل پر
کھڑے رہنا کہین عاشق کا او معشوق کا یکجا
کسی عالم کی باتین بیچ مین لانا توصل پر

کہین لے لے کے پنجرے عشقبازونکا کھڑے ہنا
گلون کا رام کرلینا سدا آوازِ بلبل پر

حسن وان شام کو ایسی ہی کیفیت کہ کیا کہیے
سمان یہ ہی نہ زلفون پر نہ یہ عالم ہی کاکل پر

ہین ترے ابرو غمزہ جیسے صنم شمشیر و تیر
دیکھنے ہین ایسے تو آئے ہین کم شمشیر و تیر

دیکھیے کیونکر بچے دل میرا اُس قاتل کے آہ
قتل پر میرے ہوئے ہین ہمقسم شمشیر و تیر

جنبش ابرو و مژگانکا تصور کسکے ہی
آج نظرون مین پھرے ہین دمبدم شمشیر و تیر

عشق ہی کی جاگری ہی یہ کہ جب جتی ہی جنگ
کھاتے ہین بے حاصلِ دام و درم شمشیر و تیر

اس طپانچہ بند کا جبسے ہوا ہی دور دور
تب سے دنیا مین ہوے ہین منعدم شمشیر و تیر

ہمسری کیجو نہ میرے آہ و نالے سے کہین
رہنے دیجو کوئی دم اپنا بھرم شمشیر و تیر

وہ کہے ہین چھوٹون پہلے وہ کہے ہین جا لگون
دل پہ لڑتے ہین مرے اُسکے بہم شمشیر و تیر

نیم بسمل ہی یہ دل پھر بھی اسے ٹک دیکھیو
رکھیو اسکے حال پر اپنا کرم شمشیر و تیر

راست کہتا ہون نہین اسمین حسن حرف کجی
شعر کے میدان مین ہین دست و قلم شمشیر و تیر

جس طرح ہو کوئی حیرانِ روے حیران دیکھکر
دل پریشان ہوگیا زلفِ پریشان دیکھکر

وصل کے شب کے مزے کو ہمنشین پہونچیگا وہ
جو کوئی جیتا بچیگا روزِ ہجران دیکھکر

دل مین کیسا تو تو ہوتا ہوگا اپنے شاد شاد
عاشقون کے دمبدم چاکِ گریبان دیکھکر

جھڑتے ہین پلکونسے موتی دختِ رز کی یاد مین
یہ ہوا یہ موسم اور یہ ابرِ نیسان دیکھکر

کل کی ہی یہ بات جو پھرتے تھے یونہین ہم بھی آہ
تم قدم رکھیو تو گورستان مین یاران دیکھکر

پابرہنہ ساتھ ناقے کے چلا آتا ہی قیس
اک طرف کردے صبا خارِ مغیلان دیکھکر

دامنِ صحرا سے اُٹھنے کو حسن کا جی نہین
پانوٗن دیوانے نے پھیلائے بیابان دیکھکر

اُس شوخ نے پھیکا ہی مگر تیر ہوا پر
جاتا ہی جو دلکا مرے نخچیر ہوا پر

جز دودِ دلِ سوختۂ آتشِ حرمان
دیکھی ہی کسینے کہین زنجیر ہوا پر

ہی دلمین نکچھ غم ہین سبھون کے نہ خوشی ہی
موقوف ہی ہر ملک کی تاثیر ہوا پر

ٹک کیجو حذر نالۂ جانسوز سے میرے
ہی برق کے مانند یہ شمشیر ہوا پر

ظاہر مین تو اُڑتا ہون ولے اُٹھ نہین سکتا
بے بس ہون مین جون طائر تصویر ہوا پر

پھرّاوے ہی یہ حسن کے لشکر کا نشان دیکھ
لہراوے ہی جو زلف گرہگیر ہوا پر

ساقی بھی ہی اور ابر بھی ہی تو بھی تو مطرب
کر زمزمۂ راست کی تحریر ہوا پر

جگنو کی چمک یہ تو نہین رات کو تجھبن
ہی یہ شررِ نالۂ شبگیر ہوا پر

اس ریختی کی رکھ کے حسن مین نے بنا کی
سو فکر سے ہر بیت کے تعمیر ہوا پر

نہ رہا گل نہ خار ہی آخر
اِک رہا حسن یار ہی آخر

اب جو چھوٹے بھی ہم قفس سے تو کیا
ہو چکی وان بہار ہی آخر

آتشِ دلپہ آب لے دوڑا
دیدۂ اشکبار ہی آخر

ضد سے ناصح کی مین نے کر ڈالا
جیب کو تار تار ہی آخر

کیون نہ ہون تیرے در پہ ہونا ہی
ایکدن تو غبار ہی آخر

کام آیا نہ جائے شمع مزار
یہ دلِ داغدار ہی آخر

شمعرو پر مثال پروانہ
ہو گئے ہم نثار ہی آخر

شمع سان دل تو کیا کہ جل جلکے
ہو گیا جسم زار ہی آخر

وہ نہ آیا او حسن افسوس
رہ گیا انتظار ہی آخر

کیا مغرور اُسکو آپ اپنا حال کہہ کہکر
مجھے آتا ہی غصہ اپنی نادانی پہ رہ رہ کر

مثل مشہور ہی خود کردہ را درمان نمی باشد
کیا ظالم تجھے ہم ہی نے ترا ظلم سہہ سہہ کر

حسن کے دلکو تو مت خاک مین ہر دم ملایا کر
کچھ اسکے رد نہین آتے کہ آئین گے یہ بہ بہ کر

ہم قتل ہوگئے نہین تجھکو خبر ہنوز
باندھے پھرے ہی ہمپہ میان تو کمر ہنوز

سو سو طرح کے وصل نے مرہم رکھے و لے
زخم فراق ہین مرے ویسے ہی تر ہنوز

کھولی تھی خواب ناز سے کسنے یہ اٹھ کے زلف
لاتی ہی بوے ناز نسیم سحر ہنوز

وعدو نپہ تیرے کام بھی میرا ہوا تمام
باتین ہی تو بنایا کیا یار پر ہنوز

جو دودھ کا جلا ہو پیے چھاچھ پھونک پھونک
ہون وصل مین پہ ہجر سے ہی مجھکو ڈر ہنوز

بھولے سے تونے پیار کی اکدن کہی جو بات
روتا ہون دل ہی دل مین اُسے یاد کر ہنوز

اُجڑے ہزار شہر حسن اور پھر بسے
آباد پر ہوا نہ یہ دلکا نگر ہنوز

حد سے در گذرا ہمارا اس طرف عجز و نیاز
پر اُدھر سے بے نیازی ہی رہی سرگرم ناز

درد کی اب بات تھوڑی سی بھی لگتی ہی بہت
ہو رہا ہی بسکہ اک مدت سے دل اپنا گداز

گرچہ دلکو ہی یقین یہ خط نہین پڑھنیکا وہ
پر تقاضا شوق کا لکھنے سے کب رکھتا ہی باز

ظلم کب تک کیجیے گا اس دل ناشاد پر
اب تو اس بندہ پہ ٹک کیجے کرم بندہ نواز

اور دل لادین مگر کوئی کہین سے اے حسن
عشق کا ہمسے تو اسمین چھپ نہین سکتا ہی راز

ہی سینہ پر داغ نہین پیکر طاؤس
اڑتا ہی اسے دیکھ کے رنگ پر طاؤس

آتے ہین یہ جب داغ لئے اشک جگر گون
پھرتا ہی تب آنکھون مین مرے لشکر طاؤس

نیرنگی جلوہ کو ترے دیکھ کے پیارے
خجلت سے جھکے پانون کے اوپر پر طاؤس

ہین سوختہ دل خستہ جگر آہ حزین ہون
نہ نالۂ بلبل ہون نہ شور و شر طاؤس

جز سوز کے اور داغ کے خالی نہین اک جا / ہون کاغذ آتش زدہ مین یا پر طاؤس

کچھ گرد بین ہین آج کے سو رنگ کے جلوے / برباد ہوے ہی کہین خاکستر طاؤس

نیرنگ معانی ہین غزل مین تو حسن کی / ہی اسکو بجا کہیے اگر افسر طاؤس

سرگرم مرے سینہ مین ہوتی ہی جب آتش / اشکون کی جگہ برسے ہی آنکھون سے تب آتش

ہی آتش و رنگ آتش و یاقوت لب آتش / عاشق کے جلانے کو وہ رکھتا ہی سب آتش

غم دلکے مرے حال سے کچھ تجھکو خبر ہی / کس گھر کو لگاتا ہی تو اے بے ادب آتش

کیا خاک ہو آرام اسے کیونکہ پڑے کل / بھڑکا کرے جس دل مین سدا روز و شب آتش

مین شمع و چراغ آہ نہین ہون مرے دلسوز / کس واسطے دیتا ہی مجھے بے سبب آتش

پہلو مین جو بیٹھے کوئی ہمدم تو جلے وہ / ایسی ہی لگی ہی مرے دلمین غضب آتش

ہون دیدۂ تر سلگون ہون رہ رہ کے جو غم سے / کرتی ہی کمی ورنہ جلانے مین کب آتش

نکلے ہی جگر سے مرے یون آہ بھبھوکا / گویا کہ بھڑک اٹھی ہی پہلو مین اب آتش

گر روؤن تو دہکے ہی حسن دونی تپ عشق / جون شمع لگی ہی مرے تن مین عجب آتش

نے فکر ہی معاد کی اور نہ غم معاش / جو ما سوا ہی انکے مجھے اسکی ہی تلاش

جیسے لگی ہی ناوک مژگان سے اسکی آنکھ / ہر پل مین ہی جگر پہ نئی طرح کی خراش

یا دل کو مین ہی بھولون کہ یا اسکو بھولے دل / ان دونون باتون مین سے کہین ایک ہوے کاش

یون پرزے پرزے ہوئے یہ قاتل کی تیغ سے / تا اس گلی سے اٹھ نسکے میرے دلکی لاش

ہی چاک چاک روز ازل سے یہ دل مرا / جون خربزہ عیان ہی جدا ایک ایک فاش

بیکنٹھ ہو نصیب کہ تھا اسکو سب سے انس / لالہ سروپ سنگھ تھا بھی زور یار باش

صدمہ تھا ہجر کا کہ یہ تھا کیا غضب حسن / یون دل جگر کو میرے کیا جسنے پاش پاش

ہی کون کون لون مین کس کس کا نام مخلص / عالم تو ہوگیا ہی تیرا تمام مخلص
تم جانو یا نجانو پر ہمتو اپنے دل سے / بندے وہی ہین فدوی خادم غلام مخلص
پیارے کمی ہی تجھکو کیا اپنے مخلصون کی / تیرے ہی تو یہان ہین سب خاص و عام مخلص
اخلاص کی جو صورت ہووے تو اس عمل سے / کیونکر کرے نہ تمکو پیارے یہ رام مخلص
ٹک عزم مدعا پر اسکے بھی دھیان کرنا / لایا ہی اپنے دل کا کچھ یہ پیام مخلص
دیتے نہین ہو کیون تم اسکو جواب شافی / کرتا ہی یہ جو تمسے پھر پھر کلام مخلص

حور و پری سے ہرگز لیوے حسن نہ صہبا
یہ چاہتا ہی تیرے ہاتھون سے جام مخلص

اب کہان لطف یار اور اخلاص / تھا کبھی ہمسے پیار اور اخلاص
لیگیا دلکو ہنستے ہنستے صنم / کرکے دارو مدار اور اخلاص
بے جیتے جی نا خوشی و ہجر نہو / مین ہون اور وہ نگار اور اخلاص
قہر اور مہر سے ترے دل مین / ہی ہمارے غبار اور اخلاص

ایک سورہ حسن کہ خوب نہین
دوستی بار بار اور اخلاص

ہمسے کر تو کہ یا نکر اخلاص / ہمکو ہی تجھسے یار پر اخلاص
اپنے مخلص کی بات کا ہرگز / مت برا مان ہی اگر اخلاص
سیر سے اور اسکے کیونکہ صحبت ہو / پنبہ سے کب رکھے شرر اخلاص
خون ہو کر بھی تیری طرف بہے / تجھسے رکھے تھے دل جگر اخلاص
ہی غنیمت رہے جو کوئی دن / ہم مین اور اسمین یکدگر اخلاص
وہ نہین وقت اب کہ ہر یک مین / دیکھتے تھے جدھر تدھر اخلاص
اس زمانہ مین ای حسن مت پوچھ / ہی محبت کہان کدھر اخلاص

جی لگاکر تجھسے جو کچھ کی سو کی دلنے غرض
ورنہ یان کسکو پڑی تھی تیرے ملنے کی غرض

ٹک کرم ایدھر بھی کیجو ای نسیم صبحدم
غنچۂ دل بھی رکھے ہی تجھسے کھلنے کی غرض

اور تو ایسا نہ تھا کوئی جو دل کو لے گیا
کی نگی چوری تو یان اس تیرے ملنے کی غرض

تیرے در پر خاک کو بھی میرے اشکون نے رکھا
یہ وفاداری تو میری اب گلی نے کی غرض

مرگیا ہوتا نہوتی قہر مین شامل جو مہر
صحت دل اس دوائے معتدل نے کی غرض

ہل رہا ہی اشک مژگان سے جدا ہو کس طرح
طفل کو ہوتے ہی گہوارے مین ہلنے کی غرض

زخم دل ناخن سے غم کے یون نہ چھلے تو کیا حسن
گر نمک ہوتا تو لذت ہوتی ہے چھلنے کی غرض

نہ باغ سے غرض ہی نہ گلزار سے غرض
ہی بھی جو کچھ غرض تو ہمین یار سے غرض

پھرتے ہین ہمتو دید کو تیرے ہی در پہ کچھ
رستے سے ہی نہ کام نہ بازار سے غرض

کہنے سے کیا کسی کے کوئی کچھ کہا کرے
ہمکو تو ایک اُسکی ہی گفتار سے غرض

جی ان دنون ہین آپسے بھی ہی خفا ولیک
بیزار جو نہین ہی تو دلدار سے غرض

پھر پھر کے آج پوچھتے ہو دل کا حال کیون
ہی خیر تمکو کیا دل بیمار سے غرض

آنیکا وعدہ کرکہ نکر ہمکو اب ترسے
اقرار سے نہ کام نہ انکار سے غرض

ہمکو بھی دشمنی سے ترے کام کچھ نہین
تجھکو اگر ہمارے نہین پیار سے غرض

سررشتہ جسکے ہاتھ لگا عشق کا اُسے
تسبیح سے نہ شوق نہ زنار سے غرض

دیندار جو رکھے نہ حسن تجھسے کام تو
کافر ہون مین بھی رکھون جو دیندار سے غرض

ہمنے لکھ لکھ کے نہ بھیجے کیا کیا خط
اُسنے پر ایک بھی نہ بھیجا خط

ایسی قسمت کہان ہی ای قاصد
آچکا یان اور اُسنے لکھا خط

میرے نامہ کو دیکھکر مت پھینک
یہ سمجھ ابتو منھ پہ آیا خط

ق
کل جو قاصد نے روبرو اُسکے — کسی حکمت سے جا کے پھیکا خط
لیکے جو ہین وہ خط کو پڑھنے لگا — دشمن اک بولا ہی یہ کیسا خط
لگا کہنے مجھے نہین معلوم — میری جانے بلا ہی کسکا خط

تو لکھے ہی حسن عبث نامہ
اُسکو دیوے گا کون تیرا خط

جانان سے دل حسن کا کہین ہین پھرا غلط — جسنے یہ حرف منہ سے نکالا کیا غلط
کیا پیش جاوے بات کسی کی ترے حضور — جو بات کہتے ہین سو تو کہتا ہی کیا غلط
بیگانہ تو تو ایسا ہی نکلا کہ کیا کہون — سمجھے تھے اپنا تجھکو تو ہم آشنا غلط
ق
پوچھا جو مین حسن سے کہ آیا ہی تیرا یار — افواہ یون اُڑا ہی یہ سچ ہی کہ یا غلط
ہنس کر کہا تب اُسنے کہ ایسے کہان نصیب — باندھا ہی مجھپہ یارون نے یہ طوطیا غلط

وے یار جنکے چہل ہی اکثر مزاج مین
ہنسنے کے واسطے انھون نے کہدیا غلط

گل کے آنے سے کب ہین تھا محظوظ — ترے آنے سے اب ہوا محظوظ
رات مطرب پسر نے اک نغمہ — ایسا چھیڑا کہ کر دیا محظوظ
وصل کے خط کو ہم تو مرتے تھے — ہجر نے خوب پر کیا محظوظ
کس گرفتار کا سُنا نالہ — دل چمن مین ہوا جو نا محظوظ
یاد مین تیری ای حمیدہ صفات — دل رہے ہی مرا سدا محظوظ
اپنی وارستگی سے طبع کی مین — جس طرح مین رہا رہا محظوظ

عشق مین تو بتون کے صادق ہی
تجھکو رکھے حسن خدا محظوظ

قیامت سنگدل کو دل دیا تو نے خدا حافظ — حسن پہ بار غم ناحق لیا تو نے خدا حافظ

کہین ٹپکے نہ آنکھوں سے جو ہوا فشائے راز دل
بہت خون جگر اپنا پیا تو نے خدا حافظ

یہ ثابت پھر نہین رہتا نظر آتا نہ مجھے ناصح
عبث چاک گریبان کو سیا تو نے خدا حافظ

کسی کی چشم سرمہ سا کا ہون کب یارمین عاشق
عبث باندھا ہی مجھپر طوطیا تو نے خدا حافظ

ندینا تھا تجھے دل ای حسن اُس شوخ دلبر کو
کدھر آئی طبیعت کیا کیا تو نے خدا حافظ

اوراق دلپہ لکھا ہی الفت کا میرے لفظ
ہمنے پڑھا ہی دلسے محبت کا تیرے لفظ

محشر کے حرف خوف کو بھولے ہی سربسر
آتا ہی جسکو یاد مروت کا تیرے لفظ

تو یون کہے نہ دیکھون قیامت کو تیرا مُنھ
کیونکر یہ نکلا مُنھ سے قیامت کا تیرے لفظ

حک ہو گیا ہی حرف ملاقات دلسے تب
جب آگیا ہی بزم مین عصمت کا تیرے لفظ

حرف دوئی لکھون مین کہان اب کہ سربسر
ہر لوح دلپہ ثبت ہی وحدت کا تیرے لفظ

جس لفظ سے کہ دل ہو مری جان باغ باغ
سو جانتا ہی کیا ہی وہ شفقت کا تیرے لفظ

تجھسا نہو نہ اسکو کرے رام ای حسن
جاری ہی ہر زبانپہ کرامت کا تیرے لفظ

جب چمن سے ہوا نگار وداع
ساتھ اُسکے ہوئی بہار وداع

دل سے رخصت ہوا وہ یون جیسے
شہر سے ہووے شہریار وداع

نام ہر دم وداع کا تو نہ لے
ہو جیو کاش ایکبار وداع

اہل مجلس سے وقت صبح ہوئی
شمع رو رو کے زار زار وداع

دل سے ہونے ندین وداع اُسکو
ہو اگر ہمسے وہ ہزار وداع

آج جاتا ہی اپنے گھر وہ شوخ
تم بھی ہو صبر اور قرار وداع

دل مین ٹھہری ہی اب یہی کہ حسن
ہم نہون گے جو ہو گا یار وداع

لازم نہین کہ ہووے یہان خوانخواہ شمع
کافی ہی بس جو ایک ہی تو رشک ماہ شمع

کیونکر نہ دل خراب ہو سوزش مین آہ سے
رکھتی ہی باد تند سے حال تباہ شمع

جلتی ہی اور روتی ہی پھر کسکے واسطے
رکھتی نہین جو سوختگان پر نگاہ شمع

شعلہ اُٹھے ہی دلسے شب و روز ہمنشین
جلتی ہی اپنے بزم مین شام و پگاہ شمع

وہ تیرہ بخت ہون کہ حسن میری بزم مین
داغ سیہ چراغ ہی اور دود آہ شمع

ہی سُرخ میرے خون سے جو تیری نگار تیغ
مانند شاخ گل کے رکھے ہی بہار تیغ

مت پونچھ ابرو عرق آلود ہاتھ سے
لازم ہی احتیاط کہ ہی آبدار تیغ

خطرہ نہین ہی زخم سے مجھکو برنگ گل
لالا ڈرا تو سر پہ مرے گو ہزار تیغ

جلتی نہین ہی عاشق مسکین پہ جبتلک
قبضہ مین تیرے بھی نہین رکھتی قرار تیغ

نالہ بھی میرا کیا ہی غضب ہی کہ جسکی آہ
رکھتی ہی حلم دلکے لئے برق وار تیغ

پیاری وفا کو دیکھ کے میری ہزار بار
جاتی ہی میرے سر پہ تری وار وار تیغ

دو چار سر قدم ہی پہ آ لگتے ہین حسن
نکلے ہی گھر سے ہاتھ مین جب لیکے یار تیغ

مشتعل یون ہوا ہی دلکا داغ
جس طرح سے بھڑک اُٹھے ہی چراغ

زلف کی کش مکش ہی مین رہے ہم
ایک دن بھی نہ دیکھا رہے فراغ

دل خدا جانے کس طرف کو گیا
کس سے ہم لیوین اُسکا آہ سراغ

ناصحا مت بکا مجھے چل جا
بات کہنے کا اب نہین ہی دماغ

یار جب ہووے تب ہو لطف حسن
ورنہ بیفائدہ ہی سیر باغ

سبکو ہی منظور اُس رخسار گلگون کی طرف
دیکھتا ہی کون میری چشم پر خون کی طرف

ساتھ ناقہ کے خدا جانے کدھر رم کر گئی
گرد محمل بھی نہ پہونچی آہ مجنون کی طرف

جان و دل ہین بے طرح بگڑی ہی تیرے عشق مین
کھینچے دل کی طرف یا جان محزون کی طرف

زلف و رخ ہی روز و شب کیا دیکھتے رہتے ہو تم
منصفی سے ٹک تو دیکھو اپنے مفتون کی طرف

خضر ٹک کچھو مدد تو بھی کہ تا بھولے نہ راہ
ناقہ لیلی چلا ہی آج مجنون کی طرف

گرچہ ہین تیری ہی گردش سے نگہ کی ہم خراب
پر اشارہ اسکا کرتے ہین گردون کی طرف

کیونکہ آوے چین تیرے وحشیونکو بعد مرگ
خاک ہو کر جب تلک جاوین نہ ہامون کی طرف

نام مین بھی ہی عیان عاشق کی آشفتہ سری
دیکھتے تو ہو گئے اکثر بید مجنون کی طرف

بسکہ اُسکی زلف کے آشفتہ ہین ہم ای حسن
شعر مین بھی دھیان ہی پیچیدہ مضمون کی طرف

کہتا ہی کوئی شمع اسے کوئی داغ عشق
دل ہی مرا الٰہی کہ یہ ہی چراغ عشق

کب ہی دماغ گلشن دنیا کی دید کا
رہتی ہی ہمکو رات دن اب سیر باغ عشق

اُس رشک مہ نے ٹک جو لگایا ہی منھ ہمین
پہونچا ہی آسمان پر اپنا دماغ عشق

آنکھون سے ہمکو حسن نے تیرے بتا دیا
پایا نہین کچھ آپ سے ہمنے سراغ عشق

جی آ رہا ہی غم سے کسی کے لبون پر آہ
لبریز ہو رہا ہی ہمارا ایاغ عشق

ہم خاک ہو گئے نہ گئی پر ہوائے دوست
حاصل ہوا نہ مر کے بھی ہمکو فراغ عشق

کیا سمجھے لطف نکہت گل اور خراش خار
دیکھا نہووے جسنے حسن باغ و راغ عشق

مثل پتنگ ہووے گا آخر نثار عشق
مر جائیے گا تڑپ کے دل بیقرار عشق

جی چاہتا ہی گرد اُسی کے پڑے رہین
بھاتا ہی جیسے ہمکو سواد دیار عشق

مت چشم کم سے دیکھیو داغون کو میرے تو
پھولی ہی باغ دل مین یہ اپنے بہار عشق

ہنسیو نہ میری جان کسی آن مین کبھی
دیکھے کبھی کسی کو جو زار و نزار عشق

مجنون کی خاک کو نہ کہین خاک قیس کی
پتلا یہ تب تھا عشق کا اب ہی مزار عشق

فرہاد نے تو سر سے اُٹھایا پہاڑ کو
پر اُٹھ سکا نہ اُس سے کسی طرح بار عشق

چشم سفید و بخت سیہ یہ نہین حسن
عشاق اسکو کہتے ہین لیل و نہار عشق

دل بچھڑ کر جو چلا اُس بت مغرور تلک
دیکھتا مین بھی گیا اُسکے تئین دور تلک

جان جاوے کہ نہ جاوے رہے سر یا نہ رہے
پہ چھوڑنے کے نہین ہم تجھکو تو مقدور تلک

اب نہین وقت تغافل کا سن اے یار عزیز
پہونچیو جلد ذرا اِس دل رنجور تلک

ہم بھی تب تک ہین کہ یان جلوہ ہی جب تک تیرا
ہستی سایہ بھی سچ پوچھو تو ہی نور تلک

زخم دل عشق کے گھر کا تو در دولت ہی
بھیج مرہم کو نہ ہمدم مرے ناسور تلک

قاصد و نامہ و پیغام کی ست کہہ کہ صبا
اب تو وان سے نہین آتی دل مہجور تلک

مر گئے دن ہی کو ہم ہجر مین صد شکر حسن
کام پہونچا نہ ہمارا شب دیجور تلک

جب تلک تیر ترا آوے ہی نخچیر تلک
لے یہ نخچیر ہی آ پہونچا ترے تیر تلک

دست و پا مارے بہت چاہ زنخ مین دل نے
ہاتھ لیکن نگیا زلف کی زنجیر تلک

شکر صد شکر کہ عقدے یونہین حل ہوتے گئے
کام پہونچا نہ ہمارا کبھی تدبیر تلک

اُسکی صورت کا دوانا ہون کہ جسکا خط و خال
نگیا مانی و بہزاد کی تحریر تلک

ہی یہی شوق شہادت کا اگر دل مین تو عشق
لے ہی پہونچیگا ہمین بھی تری شمشیر تلک

اک مسلمان کا جی جاتا ہی الفت مین تری
جا کہے کوئی یہ اُس کافر بے پیر تلک

جب تلک زر ہی تو سب کوئی ہی پھر کوئی نہین
سچ ہی مکھی بھی رہے ہی شکر و شیر تلک

اس طرح بیٹھ گیا خانۂ دل میرا کہ بس
کام پھر اُسکا نہ پہونچا کبھی تعمیر تلک

خون ہو ہو کے ٹپکتا ہی یہ سو رنگ سے دل
تا کسی رنگ مین پہونچے تری تصویر تلک

مین بھی اک معنی پیچیدہ عجب تھا کہ حسن
گفتگو میری نہ پہونچی کبھی تقریر تلک

ٹک دیکھ لین چمن کو چلو لالہ زار تک
کیا جانے پھر جئین نہ جئین ہم بہار تک

قسمت نے دور ایسا ہی پھینکا ہمین کہ ہم
پھر جیتے جی پہونچ نہ سکے اپنے یار تک

لیجاؤن اب مین یاسنے کہان اپنا آشیان
دشمن ہی اس چمن مین مرا خار خار تک

دست ستم دراز کیا جب جنون نے
چھوڑا نہ میرے پاس گریبانکا تار تک

ق

پھر بھی ٹک اپنا اُسکو تو کہدیجیو صبا
جاوے اگر ہمارے تغافل شعار تک

جینے کی صورت اسکی ٹھہرتی ہی کوئی دم
اسوقت مین بھی پہونچو جو اُس بیقرار تک

کہ اس زمین مین ایک غزل اور بھی حسن
ہی تیری طبع کہنے پر اتو ہزار تک

آباد شہر دل تھا اُسی شہریار تک
اب کوئی آ بسے نہ اس اُجڑے دیار تک

جب تک ہی انتظار بھی تک ہون جون حباب
ہی زندگی مری ترے ہی انتظار تک

دیکھا جو وان نہ اُسکو گمان سو طرف گیا
آئے نہوتے کاشکے ہم کوے یار تک

مرکر بھی بیکسی ہی سے ہم آشنا رہے
آیا قدم کسی کا نہ اپنے مزار تک

دلبر تلک وہ پہونچے بھلا کیونکہ ہمنشین
پہونچے نہ اپنے جو دل زار و نزار تک

غافل سمجھ کے بیجیو جام شراب عشق
آخر کو کام پہونچے ہی اسکا خمار تک

پہچان جائیگا کہین وہ تجھکو دردمند
حسرت سے تو حسن نہ اُسے بار بار تک

رکھتا ہی صلح سب سے دل اُسکا پہ مجھسے جنگ
غیرون کے حق مین موم ہی اور میرے حق مین سنگ

کیسا وصال کسکا فراق اور کہان کا عشق
تھی عالم جوانی کے بس یہ بھی ایک ترنگ

کیا تب ملیگی آہ مجھے آرزوے دل
مرجائیگی تڑپ کے مرے جیکی جب اُمنگ

حیران مین اپنے حال پہ جون آئینہ نہین
عالم کے منہ کو دیکھ کے مین رہگیا ہون دنگ
آتا ہی کیا نظر اسے شعلہ مین شمع کے
دیتا ہی جان بوجھ کے کیون اپنا جی پتنگ
لیتا تھا نام غیر نکل آیا میرا نام
آخر جھلک گیا ہی محبت کا رنگ ڈھنگ

واقف نہین نشان سے مین اُس یار کے حسن
جسکے لئے اُڑا دیا سب اپنا نام و ننگ

دیکھکر باغ مین نگار کا رنگ
کٹ گیا رشک سے بہار کا رنگ
کچھ جو ٹھہرے تو تجھکو بتلادون
اس دل زار و بیقرار کا رنگ
رشک کھاوے ہی ابر ژالہ بار
دیکھ کر چشم اشکبار کا رنگ

ہجر کی شب نہ دیکھی ہو جسنے
وہ حسن دیکھے زلف یار کا رنگ

ہی بیکسی کے غم سے یہ از بس تنگ دل
کرتا ہوا اپنے جی ہی سے پھر پھر کے جنگ دل
ہوتے ہی اُسکے سامنے کچھ چپ ہی رہگیا
رکھتا تھا اپنے جی مین یہ کیا کیا اُمنگ دل
کیا خاک اس سے زیادہ طپش ہو گی عشق کی
دیکھے تو ہی ہمیشہ سے آتش کے رنگ دل
اس خو گرفتہ غم سے نہ پوچھ عیش کا نشان
رکھتا ہی اسکے نام سے بھی اب تو ننگ دل
مت سمجھیو تو داغ یہ ہین اسکی چشم وا
از بسکہ ہو رہا ہی تجھے دیکھ دنگ دل

رو رو کے مین ہی شمع صفت گھل گیا حسن
پگھلا نہ میرے حال پہ ٹک بھی وہ سنگ دل

نہ تو آہ و نالہ ہی نکلے ہی نہ اُٹھے ہی گل سے صدائے دل
تو خبر تو سینہ مین لے حسن کہین جل بسا نہو ہائے دل
جل ہی بجھتے کاش کے ایکبار تو جلنا ہوتا نہ ہر گھڑی
کوئی شعلہ دیتی قضا بلا کا ہمارے سینہ مین جائے دل
نہ تو تیغ نالہ کے سامنے مرے غیر سینہ کوئی سپر
نہ خدنگ آہ کے روبرو ہو نشانہ کوئی سوائے دل
جئیے کوئی کیونکہ بھلا تو کہو اب ان بلاؤن کے ہاتھ سے
تری چشم ہی سو بلا کا جان تری زلف ہی سو بلائے دل

ٹک ایک آن ہی ہین ادا و غمزے سے اُسکے کیسا یہ ملگیا
تجھے ہم نہ کہتے تھے اے حسن سو یہ دیکھی تونے وفائے دل

بندھ گیا جسکا تیرے داغ سے دل / نہ کھلا اُسکا سیر باغ سے دل
جاگتے ہین نصیب آج ترے / اُسکے کوچہ مین سو فراغ سے دل
پیتے پیتے مدام خونِ جگر / بھر گیا آخر اس ایاغ سے دل
رشکِ صد شمع سوز ہر مو ہے / لگ گیا ہے یہ کس چراغ سے دل
رہ گئے جستجو سے ہم تری / نہ پھرا پر ترے سراغ سے دل

منھ لگایا ہے ٹک جو اُسنے حسن
آج پھرتا ہے کس دماغ سے دل

نہ غرض مجھکو ہے کافر سے نہ دیندار سے کام / روز و شب ہے مجھے اُس کاکلِ خمدار سے کام
باغ مین کوئی نہ لیجاؤ قفس کو میرے / مجھ گرفتار کے تئین کیا گل و گلزار سے کام
رستمی اپنی پر اب کیون نکرے رستمِ نانہ / نہ پڑا اُسکو کبھی شوخ کی تلوار سے کام
تارِ کاکل کو ترے جانتے ہین اک دین اپنا / اور نہ تسبیح سے مطلب ہے نہ زنار سے کام

دیکھیئے حق مین مرے کیا کرے اللہ حسن
آپڑا اب تو مجھے اُس بتِ عیار سے کام

کیا کہین پوچھ مت کہین ہین ہم / تو جہان ہے غرض وہین ہین ہم
کیا کہین اپنا ہم نشیب و فراز / آسمان گاہ گہ زمین ہین ہم
وہم مین اپنے تھے بہت کچھ لیک / خوب دیکھا تو کچھ نہین ہین ہم
ہمکو ناکارہ جان مت لے لے / تیرے ہی نام کے نگین ہین ہم
ہین جو پوچھا کہان ہو تم تو کہا / تجھکو کیا کام ہے کہین ہین ہم
اپنے عقدے کسی طرح نہ کھلے / کس دل آزار کی جبین ہین ہم

هم نه تیرِ شهاب هین نه سموم
ناله و آه و آتشین هین هم

بود و نابود مین غرض اپنے
جس طرح سے که همنشین هین هم

کیا کهین پوچهه مت بقول ضیا
ایکدم هین سودا پسین هین هم

شمع سان شب کے میهمان هین هم
صبح هوتے تو پهر کهان هین هم

تم بن ای رفتگانِ ملکِ عدم
هستی اپنی سے سرگران هین هم

باغبان ٹک تو بیٹهنے دے کهین
آه گم کرده آشیان هین هم

دیکهتے هین اسی کو اهل نظر
گو نهان هی وه اور عیان هین هم

نه کسی کی سنین نه اپنی کهین
نقشِ دیوارِ بوستان هین هم

جنس آسودگی نهین هم پاس
درد اور غم کے کاروان هین هم

دل سے ناله نکل نهین سکتا
یان تلک غم سے ناتوان هین هم

کیا کهین هم حسن بقول ضیا
ق
جس طرح سے که اب یهان هین هم

داغ هین کاروانِ رفته کے
نقشِ پائے گذشتگان هین هم

خانه ویرانو کو اب تو کرتے هو ناشاد تم
ملک دل کو کسکے کرتے هو میان آباد تم

تم تو چهوٹے همصفیر و موسمِ گل مین بهلا
هم تمهارے غم سے چهوٹے اور هوے آزاد تم

ساتهه پهرنے سے همارے اب تو هو ناخوش دلے
کوئی دن مین اس سمین کو بهی کروگے یاد تم

بس دهی اک ناله بهر کر چپ رها سو چپ رها
اب بهی سنتے هو کهین دل کی مری فریاد تم

خاک اڑاتے اور هم سر پهوڑتے آوین کدهر
اٹهه گئے هو کس طرف ای قیس اور فرهاد تم

اپنے کهنے مین تو دل مطلق نهین کس سے کهین
کیا کرین ای ناصحو کچهه تو کرو ارشاد تم

ملک خوبان مین بلا انصاف کس کس کا حسن
کب تلک کرتے پهروگے داد اور فریاد تم

فائدہ آنے سے ایسے آکے پچتائین ہین ہم
اُٹھ گئے جب یان کے گذرے آہ تب آئین ہین ہم

اور کچھ تحفہ نتھا جو لاتے ہم تیرے نیاز
ایک دو آنسو تھے آنکھون مین سو بھر لائین ہین ہم

طرفہ حالت ہی نہ وہ آتا ہی نہ جاتا ہی جی
اور یہان بیطاقتی سے دل کی گھبرائین ہین ہم

جس طرف جاتے وہان لگتا نہین کیا کیجئے
اس دلِ وحشی کے ہاتھون سخت اُکتائین ہین ہم

دیکھیے اب کیا جواب آوے وہان سے ہمنشین
نامہ تو لکھکر حسن کا اُسکو پہونچائین ہین ہم

زلف سے تھا ہی پہ کاکل نے دیا غم پر غم
پیچ پر پیچ پڑا اور ہوا خم پر خم

ندیان خون کی غمزون نے بہا دین دل مین
قاصدِ اشک مرے کتنے ہین آ دم پر دم

کوہ و صحرا مین جو کل جا کے ترے بن رویا
سیل پر سیل چلے اور بہا یم پر یم

ایک تو تلخی جان تسپہ ترا زہر فراق
اس دلِ زار کو ملتا ہی رہا سم پر سم

اُس پہ پیرو کی حسن پر ہوئی ہی شیخ نظر
کچھ تو کر تو بھی دعا پڑھ کے اُس آ دم پر دم

نزع مین دیکھ کے تو مجھکو نہ رو دم پر دم
مرتے مرتے بھی نہ مجھے اور ندے غم پر غم

تند خوئی کو تری دیکھ کے ظالم نہوئے
ایک عالم ہی ہوا تجھسے تو برہم پر ہم

پیچ در پیچ تری زلف ہوئی ہی جب سے
رشتۂ جان مین مرے پڑ گئے ہین خم پر خم

داغ دل ہی وہ کہ ہر ایک کو ہی اسکی فکر
کون اس زخم پہ رکھتا نہین مرہم پر ہم

یہ جو کہتے ہین نہین سو تو نہین لیک حسن
رشتۂ دوستی بھی ہوتا ہی محکم پر کم

سوزِ دل کا ذکر اپنے منہہ پہ جب لاتے ہین ہم
شمع سان اپنی زبان سے آپ جل جاتے ہین ہم

ورنہ ہم اُس شوخ کے آزردہ ہو جانے سے آہ
جب نہین کچھ اپنا بس چلتا تو گھبراتے ہین ہم

بیٹھنے کو تو نہین آئے ہین یان ای باغبان
کیون خفا ہوتا ہی اتنا ہمسے تو جاتے ہین ہم

دل سے ہم چھوٹ جائین یا دل ہمسے چھوٹ جاوے کہین
اسکے اُلجھیڑے سے اب تو سخت اُکتاتے ہین ہم

دل خدا جانے کدھر گم ہوگیا ای دوستان
ڈھونڈھتے پھرتے ہین کبسے لے وہ نہین پاتے ہین ہم

دونون دیوانے ہین کیا سمجھین گے آپس مین عبث
ہمکو سمجھاتا ہی دل اور دل کو سمجھاتے ہین ہم

یا د ہین اُس گلبدن کی آج کل تو ای حسن
باغ مین پھر پھر کے اپنے دل کو بہلاتے ہین ہم

بس دل کا غبار دھو چکے ہم
رونا تھا جو کچھ سو رو چکے ہم

تم خواب مین بھی نہ آئے پھر ہائے
کیا خواب مین عمر کھو چکے ہم

ہونے سے رکھین توقع اب خاک
ہونا تھا جو کچھ سو ہو چکے ہم

کہسار پہ چلکے روئیے اب
صحرا تو بہت ڈبو چکے ہم

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ
بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

جگر سوختہ ہین اور دل بریان ہین ہم
شعلہ کی طرح سدا دیدۂ گریان ہین ہم

متصل لخت جگر کرتے ہین آنکھون سے سدا
آہ کس عاشق غمدیدہ کی مژگان ہین ہم

کبھی ہنستے ہین کبھی روتے ہین جلتے ہین کبھی
گل ہین شبنم ہین کہ یا آتش سوزان ہین ہم

ہم مین ہی عالم اکبر ہوئے گو جرم صغیر
مظہر جلوۂ حق حضرت انسان ہین ہم

دہر پہ شور ہی ہاتھون سے ہمارے ای آہ
آفرینش مین مگر نالہ و افغان ہین ہم

فکر جمعیت دل ہمکو کہان آہ حسن
خاطر آشفتۂ گیسوے پریشان ہین ہم

دل غم سے ترے لگا گئے ہم
کس آگ سے گھر جلا گئے ہم

ماتم کدۂ جہان مین چون شمع
رو رو کے جگر بہا گئے ہم

مانند حباب اس جہان مین
کیا آئے تھے اور کیا گئے ہم

کھویا گیا اسمین گو دل اپنا	پر یار تجھے تو پا گئے ہم
آتا ہی یہی تو ہمکو رونا	یون موت کا غم بھلا گئے ہم
افسانۂ سرگذشت چون شمع	رو رو کے بہت سُنا گئے ہم

تھا ہم مین اور اُسمین وہ جو پردہ
سو اُسکو حسن اُٹھا گئے ہم

جب اُدھر وے بندہ پرور اپنے لاتے ہین قدم	اپنے ہم آنکھون سے تب اُنکے لگاتے ہین قدم
اُسکے جب کوچہ مین جاتے ہین تو ہی وان کی یہ چال	سو بہانے کرتے ہین جب اک اُٹھاتے ہین قدم
کیون نہ ہم اپنے قدمبوس آپ ہون ای ہمنشین	جانتا ہی تو یہ کس کوچہ سے آتے ہین قدم
ناتوانی سے کبھی یارب نہووین یہ دوچار	گرد اُسکے یہ مجھے لیکر پھر آتے ہین قدم
گرم رو ہین وہ جو اس میدان کے مانندِ شمع	مجھکو آوارہ یہ پھر پھر کر بناتے ہین قدم

یہ تو اُنکا سر پہ ہی احسان میرے ای حسن
مجھکو کس کس ملک کی سیرین دکھاتے ہین قدم

آن کر غمکدۂ دہر مین جو بیٹھے ہم	شمع سان اپنے تئین آپ ہی رو بیٹھے ہم
عشق کے ہاتھ سے کشتی شکستہ کی طرح	آپ اپنے تئین رو رو کے ڈبو بیٹھے ہم
گر یہی تیرے اشارے ہین تو مجلس سے تری	کوئی نہ کوئی آکے اُٹھا دیگا گو بیٹھے ہم
تم جو اُٹھنے کو ہوے تھے تو چلے تھے ہم بھی	اب جو یون آپ کی مرضی ہی تو لو بیٹھے ہم
سینہ خالی نہین ہوتا ہی نہ تھمتے ہین اشک	کب سے روتے ہین دلِ خونشدہ کو بیٹھے ہم
غیر کہتے ہین کہ ہم بیٹھنے دیوینگے نہ یان	ابتو اس ضد سے جو کچھ ہووے سو ہو بیٹھے ہم
اشک آنکھون سے تو معدوم ہوے تھے کدکے	ہاتھ اب گریۂ خونی سے بھی دھو بیٹھے ہم
اور تو کچھ نہین یان اتنا خفا ہوتے ہو کیون	کیا ہوا آپ کے نزدیک جو ہو بیٹھے ہم
آرزو دل کی بر آئی نہ حسن وصل مین اور	لذتِ ہجر کو بھی مفت مین کھو بیٹھے ہم

جب سے تیرے در پہ آ بیٹھے ہین ہم
اپنے جیسے ہاتھ اُٹھا بیٹھے ہین ہم

اُٹھ گئے اس بزم سے کیا کیا رفیق
بیجز افسوس کیا بیٹھے ہین ہم

دیکھیے مارے پڑین یا بچ رہین
اُس نگہ سے دل لگا بیٹھے ہین ہم

برق مت ہو تند گل کی آگ سے
خانمان اپنا جلا بیٹھے ہین ہم

ناصحا جا اسگھڑی مت بول تو
جان سے اپنی خفا بیٹھے ہین ہم

چون چراغ صبح گاہی ای نسیم
عازم ملک فنا بیٹھے ہین ہم

اُٹھین گے آخر تو کوچے سے ترے
رہنے دے اکدم ذرا بیٹھے ہین ہم

کیون نہ ہم افسوس سے روئین حسن
خاک مین دل کو ملا بیٹھے ہین ہم

صیاد کی مرضی ہی کہ اب گل کی ہوس مین
نالے نکرین مرغ گرفتار قفس مین

اک وقت مین تھی نالۂ مجنون سے ہم آواز
اب تک ہی اثر اسلیئے آواز جرس مین

اِس ملنے سے ہو دل کو بھلا کیونکہ تسلی
اکبار کہین چھپ کے ملے لاکھ برس مین

رسمین ہین عجب ملک مین خوبان کے یہ ہمدم
سم دیتے ہین الفت مین جسے چاہے ہین رس مین

دم رُکتا ہوا آتا ہی لب تک مرے غم سے
عقدے ترے ہین بسکہ مرے تار نفس مین

دل اپنا انھین باتون سے اُٹھ جاتا ہی تجھسے
جا بیٹھے ہی تو مل کے جو ہر ناکس وکس مین

وہ اور زمانہ تھا کہ خوبان مین تھی اُلفت
ایسا نظر آتا نہین اب ایک بھی دس مین

پھر کل کے تو وعدے کی قسم کھانے لگا آج
کیا بھول گئین اپنی تجھے کل کی وہ قسمین

اشکون سے نہو کیونکہ حسن راز دل افشا
پانی کے چھڑکنے ہی سے بو ہوتی ہی خس مین

گل ہی زخمی بہار کے ہاتھون
دل ہی صد چاک یار کے ہاتھون

دمبدم قطع ہوتی جاتی ہی
عمر لیل و نہار کے ہاتھون

جان بلب ہو رہا ہون مثلِ حباب
ہین ترے انتظار کے ہاتھون

ایکدم بھی ملا نہ ہمکو قرار
اس دلِ بیقرار کے ہاتھون

اپنی سرگشتگی کبھی نہ گئی
گردشِ روزگار کے ہاتھون

اک شکوفہ اُٹھے ہی روز نیا
اس دلِ واغدار کے ہاتھون

دلپہ کیا کیا ہوے ہین نقش و نگار
ناوکِ دلفگار کے ہاتھون

ہو رہا ہی خراب خانۂ دل
دیدۂ اشکبار کے ہاتھون

ق
گر کبھی لگ گیا ترا دامن
میری مشتِ غبار کے ہاتھون

چھوٹنا ہی پھر اسکا امرِ محال
اس ترے خاکسار کے ہاتھون

اک دلِ خار خار ہون ہین حسن
اپنے اس گلعذار کے ہاتھون

اس دل مین اپنی جان کبھی ہی کبھی نہین
آباد یہ مکان کبھی ہی کبھی نہین

غیرون کی بات کیا کہون اُسکی تو یاد مین
اپنا بھی مجھکو دھیان کبھی ہی کبھی نہین

وہ دن گئے جو کرتے تھے ہم متصل فغان
اب آہِ ناتوان کبھی ہی کبھی نہین

جس آن مین رہے تو اُسے جان مغتنم
یان کی ہر ایک آن کبھی ہی کبھی نہین

ایامِ وصل پر تو بھروسا نہ کیجیو
یہ وقت میری جان کبھی ہی کبھی نہین

عادت جو ہی ہمیشہ سے اُسکی سو ہی غرض
وہ ہمپہ مہربان کبھی ہی کبھی نہین

اس دوستی کا تیری تلون مزاجی سے
اپنے تئین گمان کبھی ہی کبھی نہین

مغرور ہو جیو نہ اس اوج و حشم پہ تو
یان کی یہ عز و شان کبھی ہی کبھی نہین

عاشق کہین ہوا ہی حسن کیا ہی اسکا حال
یہ آپ مین جوان کبھی ہی کبھی نہین

ضعف سے نالے نہین گو اب انا شاد ہین
جب یہ تھے تب کیئے کیا کچھ تھا اثر فریاد مین

عشق کا اب مرتبہ پہونچا مقابل حسن کے
بن گئے بت ہم بھی آخر اُس صنم کی یاد مین

ہی مزاتب جب وطرفی جاہ ہووے ہمنشین
کچھ نمک پایا نہ عشق شیرین و فرہاد مین

ایک خط تصویر کا اُسکی جو اُسنے کھینچ سکے
قوت و قدرت کہان یہ مانی و بہزاد مین

ہجر مین کیونکر نہووے درد دل ای ہمنشین
درد ہجر آخر کو دیکھا ایک ہی تعداد مین

ق
گفتگو اپنی برابر کب ضیا کے ہو سکے
فرق ہوتا ہی بہت شاگرد اور اُستاد مین

مین ہی جانون ہون کہ یا جانے ہی میرا دل حسن
اک ادا کافر ہی ایسی اُس ستم ایجاد مین

اُسکے جب بزم سے ہم ہوکے تبنگ آتے ہین
اپنے ساتھ آپ ہی کرتے ہوے جنگ آتے ہین

حسن مین جب تئین گرمی نہو جی دیوے کون
شمع تصویر کے کب گرد پتنگ آتے ہین

دل کو کس بوقلمون جلوہ نے ہی خون کیا
اشک آنکھون سے جو یہ رنگ بہ رنگ آتے ہین

آہ تعظیم کو اُٹھتی ہی مرے سینہ سے
دل پہ جب اُسکی نگاہون کے خدنگ آتے ہین

شرط گر پوچھو تو ہی اسمین بھی قسمت ورنہ
عاشقی کرنے کے ہر ایک کو ڈھنگ آتے ہین

نخل وحشت بھی مگر انکا ثمر رکھتا ہی
ہر طرف سے جو یہ دیوانہ پہ سنگ آتے ہین

حیرت افزا ہی عجب کوچۂ دلدار حسن
جو وہان جاتے ہین اُس طرف سے دنگ آتے ہین

کسی موسم کی وہ باتین جو تیری یاد کرتا ہون
انھین باتون کو پھر پھر کہہ دل اپنا شاد کرتا ہون

نہین معلوم مجھپر بھی یہ احوال اپنی زاری کا
کہ مین مثل جرس کسکے لئے فریاد کرتا ہون

یہ دل کچھ آپ ہی ہو جاتا ہی بند اور آپ ہی کھلتا ہی
نہ مین قید اسکو کرتا ہون نہ مین آزاد کرتا ہون

جگر جلکر ہوا ہی خاک اور تسپر مین آہون سے
جو کچھ باقی رہے ہی گرد سو برباد کرتا ہون

غبار دل کو آب تیغ سے اُسکے ملاکر مین
نئے سر سے عمارت دل کی پھر بنیاد کرتا ہون

مرے آباد دل کو کر خراب اُسنے کہا ہنس ہنس
کہ مین اس ملک کا نام اب خراب آباد کرتا ہون

کبھی تیرے بھی دل مین یہ گذرتی ہی کہ مین ناحق
بھلا دلپر حسن کے اتنی کیون بیداد کرتا ہون

یا صبر ہو ہمین کو اُس طرف جو نہ نکلین — یا اپنے گھر سے بن بن یہ خوبرو نہ نکلین
ہوتی نہین تسلّی دل کو ہمارے جب تک — دو چار بار اُسکے کوچہ سے ہو نہ نکلین
دل ڈھونڈھنے چلے ہین کوچہ مین تیرے اپنا — ڈرتے ہین آپکو بھی ہم وان سے کھو نہ نکلین
کوئی بھی دن نہ گذرا ایسا کہ اُس گلی سے — زخمی ہو مبتلا ہو جو ایک دو نہ نکلین
دل اور جگر لہو ہو آنکھون تلک تو پہونچے — کیا حکم ہو اب آگے نکلین کہو نہ نکلین
بستی مین تو دل اپنا لگتا نہین کہو پھر — صحرا کی طرف کیونکر اے ناصحو نہ نکلین

گر وہ نقاب اُٹھاوے چہرے سے تو حسن پھر
کچھ غم نہین مہ و مہر عالم مین گو نہ نکلین

ہم نہ ہنستے ہین اور نہ روتے ہین — عمر حیرت مین اپنی کھوتے ہین
کھا کے غم خوان عشق کے مہمان — ہاتھ خون جگر سے دھوتے ہین
وصل ہوتا ہی جنکو دنیا مین — یارب ایسے بھی لوگ ہوتے ہین
کوس رحلت ہی جنبش ہر دم — آہ تس پر بھی یار سوتے ہین
دل لگا اُس سے مردم دیدہ — ساتھ اپنے ہمین ڈبوتے ہین
آہ و نالہ سے وہ خفا ہی عبث — کانٹے ہم اپنے حق مین بوتے ہین

یاد آتی ہین اُسکی جب باتین
دل حسن دونون ملکے روتے ہین

اپنے دل سے تو کبھی ہم ترا شکوا نکرین — ہون گر آزردہ بھی ایسے ہی تو بولا نکرین
حاصل اس باغ کے آئینکا تو ہی دید بھلا — گلشن ہستی کا ہم کیونکہ تماشا نکرین
راز دل کہتے تو ہر اک سے کہا ہین نے پر اب — مجھکو یہ ڈر ہی کہ وے ہی کہین رسوا نکرین

مین تو اک دم بھی جدا ہون نہ ترے قدمون سے
غیر عالم مین گر اس بات کا چرچا نکرین

بن کے بنتی نہین کہتے تو سنتا نہین وہ
حال دل اُس سے ہم اظہار کرین یا نکرین

کوئی دم تو یہ بتان پاس یونہین بیٹھے رہین
اپنے اُٹھ چلنے سے فتنہ کہین برپا نکرین

مثل پروانہ نہون جب تئین سرگرم وفا
حُسنِ جانسوز کے پھر عشق کا دعوا نکرین

اپنا گر بس ہو تو یہ حکم جہان پرت کیجے
کہ سوا اپنے اسے غیر یہ دیکھا نکرین

روز و شب ہمکو اسی فکر مین گذرے ہی کہ ہم
عشق مین اُسکے حسن کیا کرین اور کیا نکرین

تم تو کہتے ہو کہ مین جور و جفا رکھتا ہون
مین وفا کا بھی گھمنڈ ایک بلا رکھتا ہون

بیٹھنا تیرا تو ہوتا نہین ناچار ترے
مین تصور ہی کو اس دل مین بٹھا رکھتا ہون

اسکی بیتابیان دیکھی نہین جاتین مجھسے
اسلیئے آپ سے مین دل کو جدا رکھتا ہون

کیا کہون آہ نہین کہنے کی کچھ بات غرض
مین دل آزردہ بہت تجھسے گلا رکھتا ہون

ق

اب تو تم دے کے قسم اپنا چھڑا ہاتھ چلے
خیر اب کی تو تمھارا مین کہا رکھتا ہون

پر کبھی پھر تمھین اس طرح نجانے دونگا
یاد رکھیئے گا اسے مین یہ سنا رکھتا ہون

خط مرا کیونکہ حسن ہو پہنچے وہان تک مین تو
نہ کوئی دوست نہ قاصد نہ صبا رکھتا ہون

جس روز سے اس بزم مین ہشیار ہوا ہون
مین سخت اذیت مین گرفتار ہوا ہون

کعبہ مین نہ کافر ہو نہ یون دیر مین دیندار
جس طرح کہ مین در پہ ترے خوار ہوا ہون

کوئی بھی دوا راس نہین آتی مجھے ہاے
کیا جانیئے کس چشم کا بیمار ہوا ہون

حیرت مری طینت مین ہی تخمیر ازل سے
مین آئینہ سان دیدۂ بیدار ہوا ہون

جب تک کہ نہو یار حسن زیست کا کیا لطف
اس طرح کے جینے سے تو بیزار ہوا ہون

میرے رونے سے تجھے یار خبر ہی کہ نہین
دیکھ لے اشک سے دامن مرا تر ہی کہ نہین

کسی عنوان سے کٹتی نظر آتی نہین رات
کیا بلا ہجر کی اس شب مین سحر ہی کہ نہین

مسکراتا ہی تو کیا ہمسے تو کہہ ای ظالم
دل کا لینا تجھے منظور نظر ہی کہ نہین

عندلیبون کے تو نالون سے اڑا گل کا رنگ
دل کہین آہ مین تیری بھی اثر ہی کہ نہین

رات کو لوہو بہت رویا ہی تو آہ حسن
دیکھ تو ٹک ترے سینہ مین جگر ہی کہ نہین

داغ فراق دل مین درد عشق جی مین
کیا کیا نہ ہمنے دیکھا دو دن کی زندگی مین

ہر چند حال اپنا رو رو اُسے سُنایا
پر اُسنے سُنکے باتین سب ٹالدین ہنسی مین

کیا جانئے کہ کیسی ہووے گی آج آفت
بیوجہ تو نے دیکھا منھ اپنا آرسی مین

ہی جان بلب بچارا جاتا ہی تو پہونچ جلد ق
بیرحم ہی کہین بھی ٹک رحم تیرے جی مین

چلتے ہی چلتے تو نے یان دن لگا رکھے ہین
وان کام ہی حسن کا آخر کوئی گھڑی مین

بس گیا جب سے یار آنکھون مین
تب سے پھولی بہار آنکھون مین

نظر آنے سے رہگیا از بس
چھا گیا انتظار آنکھون مین

چشم بد دور خوب لگتا ہی
طوطیا سے نگار آنکھون مین

چشم مست اُسکی دیکھی تھی اک روز
اسکا کھینچا خمار آنکھون مین

مجھکو منظور ہی حسن جو ملے
خاک پاے نگار آنکھون مین

پھرے ہی جب سے کہ وہ گلعذار آنکھون مین
مژہ کھٹکتے ہین جون نوک خار آنکھون مین

خوشی کی آنکھ تو پھڑکی ہی پر مین تب جانون
نظر پڑے جو کہین وہ نگار آنکھون مین

دو چار ہوئے کہین مجھسے گر وہ نرگس چشم
تو کیا تماشے کی پھولے بہار آنکھون مین

یہ کم نگاہیان نظرون مین ہین بھلا دیکھین ۔ رہو گے کب تئین تم شرمسار آنکھون مین

نظر سے اُسکی حسن گر چکا ہی تو جون اشک
رہا نہین ترا کچھ اعتبار آنکھون مین

مر گئے یون ہی تیرے ہم غم مین ۔ حسرتین کتنی رنگئین ہم مین
خنجر یار ٹک تو لگ لے گلے ۔ پھر تو مر جائین گے کوئی دم مین
کون گاڑا ہی نیم بسمل یان ۔ زلزلہ جو اُٹھے ہی عالم مین
جی دیا کس پتنگ نے اپنا ۔ شمع روتی ہی کسکے ماتم مین
کیون جھٹکتا ہی ہمسے دامن ہائے ۔ خاک بھی تو نہین رہی ہم مین
دو نے جلنے لگے یہ زخم جگر ۔ کیا نمک تھا ای صبح مرہم مین

قطرۂ خون حسن تو اُسکو نجان
دل یہ آیا ہی دیدۂ نم مین

ترے بن باغ مین جسوقت غنچے گل کے کھلتے ہین ۔ خراش ناخن غم سے جگر کے زخم چھلتے ہین
نہ لیٹا اس طرح منھ پر زلف کو بکھرا کے ای ظالم ۔ زرا اُٹھ بیٹھ تو اسدم کہ دونون وقت ملتے ہین

خدا جانے حسن درد و الم کو ضد ہی کیا مجھسے
خدائی چھوڑ کر ساری یہ میری طرف پلتے ہین

سمان تھا کل عجب ہونے سے تیرے شوخ محفل مین ۔ کہ سو سو آرزو وین مضطرب پھرتی تھین ہر دل مین
نہ ہٹا سکے تڑپنے سے ٹک اک نزدیک آنے دے ۔ کہ تا حسرت نرہجا وے تری دوری کی بسمل مین
مشابہ تیرے چہرے کے نہو منھ حال کے باعث ۔ کہ یہ تو کچھ تماشا ہو گیا ہی ایک ہی تل مین
پگھلتا سنگ بھی ہوتا اگر مجنون کے نالون سے ۔ نہین معلوم یا رب کون کا فر دل ہی محمل مین

حسن رکھیو قدم ہر گز نہ صحرائے محبت مین
کہ ہی سر سے گذرنا رسم یان کی راہ و منزل مین

جو نالہ تیرے غم کے بیمار کھینچتے ہین
گویا وہ اپنے دلپر تلوار کھینچتے ہین

غیرون کے ساتھ آنا ہی کوئی یہ عیادت
اِس وضع سے تو دونا آزار کھینچتے ہین

بے طرح رشتہ جان میرا یہ چشم تیری
مستی سے مل کے دونون ہر بار کھینچتے ہین

چنگے نہون گے ہمتو اس عشق کے مرض سے
تصدیع ہم پہ ناحق غمخوار کھینچتے ہین

ہم جذبہ نگہ سے یہ لطف حسن تیرا
آنکھون کے راہ دل تک لذا کھینچتے ہین

آغوش سے ہماری کھینچے ہی کیا کنارہ
ہم ہی کنارہ تجھسے ناچار کھینچتے ہین

اُس گل سے کیونکہ ہوئے صحبت حسن ہماری
مفلس سے آپ کو یہ زردار کھینچتے ہین

شام کو دیکھ کے اُس مہ کی جھلک پانی مین
چھپ گیا شرم سے خورشید فلک پانی مین

ایک دن عکس ترا دیکھا تھا دریا مین کہین
خضر ڈھونڈھے ہی اُسے آج تلک پانی مین

بند ہو گئے خون کے یون دیدۂ تر مین قطرے
اشک جون شمع کے جم جائین ڈھلک پانی مین

جوش کھا دل سے مری چشم مین یون گرتے ہین اشک
جیسے ساغر سے پڑے پانی چھلک پانی مین

پھل نپایا کبھی رونے کا حسن چشم نے کچھ
اگرچہ ڈوبی رہی نت اُسکی پلک پانی مین

وصل ہونے سے بھی کچھ دل کے تئین سود نہین
اب جو موجود وہ یان ہی تو یہ موجود نہین

بند کی راہ رقیبون نے جو وانکی تو کیا
راہ آمد شدِ دل اپنی تو مسدود نہین

ہنسے سو طرح سے خوبان جہان کو دیکھا
ہر طرح مین کوئی اُس شوخ سے افزود نہین

روبرو کسکے کہون درد دل اپنا مین آہ
کوہکن یان نہین مجنون نہین محمود نہین

دل کو کس کس کے ترے طرف سے ناخوش مین کہون
کوئی ایسا نہین یان تجھسے جو خوشنود نہین

لب نوخط کے ترے بوسۂ شیرین کی طلب
کیا کرے کوئی کہ وہ حلوۂ بے دود نہین

سیر گلگشت چمن کیا کرین ہم خاک حسن
اپنی قسمت مین تو وان بھی گل مقصود نہین

ہی سزا دل کی جو زلفون کے گیا پہرے مین ۔۔۔ شب کو کیون نکلا اکیلا جو پھنسا پہرے مین

دل کا لگنا ہی کسی سے ہی تری قید فرنگ ۔۔۔ پھر نچھوٹا کبھی جو آ کے پڑا پہرے مین

عشق ہی کا ہی یہ پہرا کہ پھنسے جسمین جی ۔۔۔ ورنہ ہوتی ہی کہین بند ہوا پہرے مین

ق

اُس فرنگی بچہ کے کوچہ مین جو کوئی گیا ۔۔۔ نقش پا کے نمط اُس جا پہ رہا پہرے مین

مردم چشم نے پلکون کی چڑھا سنگینین ۔۔۔ ایک عالم کو نظر بند کیا پہرے مین

عشق نے جرم محبت پہ دیا ہی غم کے ۔۔۔ دل جدا پہرے مین اور دیدہ جدا پہرے مین

تھا عدم مین تو ہر اک بند سے آزاد حسن
قید ہستی نے مرے مجھکو دیا پہرے مین

صیاد ہمکو لے تو گیا لالہ زار مین ۔۔۔ پردہ قفس کا پر نہ اُٹھایا بہار مین

گنتا نہین جو اپنے غلامون مین مجھکو تو ۔۔۔ لاتا نہین مین اپنے تئین بھی شمار مین

دل لیوین جس غریب کا اُسے نہ پھر ملین ۔۔۔ دیکھی عجب خدائی بتون کی دیار مین

آنا جو ہو تو ویسی ہی کہہ اور نہین تو خیر ۔۔۔ دل کو مرے جلا نہ عبث انتظار مین

تھا ہجر ہی بھلا کہ ہمین تھی امید وصل ۔۔۔ پھر ہجر کا خیال بندھا وصل یار مین

دیوانے گاہ رخ کے رہے گاہ زلف کے ۔۔۔ یہ عمر کٹ گئی اسی لیل و نہار مین

فرہاد و قیس و وامق و محمود ہون جدھر ۔۔۔ ہم بھی رہین الٰہی اُنھون کی قطار مین

ق

سو بار یو نہین کہتا رہا ہان بھلا بھلا ۔۔۔ سچا ہوا نہ پر کبھی قول و قرار مین

پھر اب جو وعدہ کرتا ہی تو کہہ تو ای عزیز ۔۔۔ لاؤن مین کیونکہ بات تری اعتبار مین

اب تو غبار دل سے کہین صاف کر کہ بس ۔۔۔ باقی نہین ہی خاک بھی اس خاکسار مین

گلشن مین بھی نہ ہوویگی ایسی بہار تو ۔۔۔ جیسے کہ ہی بہار دل داغدار مین

ق

کل مین کہا بتان سے کہ دل لے چلو مرا ۔۔۔ آوے قرار تا کہین اس بیقرار مین

کہنے لگا دوانا ہی چل چل خبر لے تو ۔۔۔ لاتا ہی کون تیرے تئین یان شمار مین

بے اختیار اپنا تو جی لگ پڑے ہی وان
رہتا ہی ہمکو دیکھ کے جو اختیار ہین

ق
یون دل جو آپ سے کوئی دیوے تو لطف کیا
آجائے ہان ہمارے جو کوئی رہگذار ہین

تو تو ہم اُسکا دین و دل و صبر لوٹ لین
پھر سوہین خواہ ہووے کہ یا وہ ہزار ہین

پوچھا جو مین سبب تو کہا مول لیکے صید
گر ذبح کیجیے تو نہین اعتبار ہین

اُڑتے ہوے کو جب مَین لا دین تہِ دام مین
تب تک مزا ہین نہین آتا شکار مین

یہ گرد باد خاک پہ میرے نہین حسن
مین ڈھونڈھتا ہون آپ کو اپنے غبار مین

دل مرا آج میرے پاس نہین
مجھمین کچھ ہوش اور حواس نہین

دل لگایا جہان جفا دیکھی
کیا بلا عشق مجھکو راس نہین

پاس ہی پاس گرد ہی دل کی
اور اب کوئی آس پاس نہین

آپ تو اپنا عرض کرلے حال
دل ہمین تاب التماس نہین

یون خدا چاہے تو ملادے اُسے
وصل کی پر ہمین تو آس نہین

مین بھی کچھ ہو گیا ہون پژمردہ
دل ہی میرا فقط اُداس نہین

کیا ملے تجھسے کوئی دلدادہ
آشنائی کی تجھمین باس نہین

ہی غفور رحیم تیری ذات
سب سے ہی یاس تجھسے یاس نہین

ایک ڈر ہی تو دوست کا مجھکو
دشمنون سے تو کچھ ہراس نہین

تیرے خاطر یہ سب سے دور ہوا
تو بھی تجھکو حسن کا پاس نہین

رہتے ہین خوار خستہ بیمار دل کے ہاتھون
ہم کھینچتے ہین کیا کیا آزار دل کے ہاتھون

جانا نہین کچھ اُسکے کوچہ مین اختیاری
جاتے ہین وان کھنچے ہم ناچار دل کے ہاتھون

شعلہ سے شمع کے جون فانوس جل بجھے ہی
بیٹھے ہین یون جلا ہم گھربار دل کے ہاتھون

سینے کے داغ میرے مت دیکھ چشم کم سے / بھر لی ہی اس چمن مین گلزار دل کے ہاتھون
احسان ہی یہ تیرا جو اسکو لیگیا تو / اُکتا رہے تھے ہم بھی دلدار دل کے ہاتھون
بھاتی نہین مجھے تو دنیا مین زیست اپنی / مین جیسے ہو رہا ہون بیزار دل کے ہاتھون
پہونچے نہ پہونچے اُس تک کہ ای خیال جانان / بھیجے تھے وہ جو لکھ لکھ طومار دل کے ہاتھون

گر دل حسن نہوتا اپنا تو خوب ہوتا / اب جو خرابیان ہین سو یار دل کے ہاتھون

چل دل اُسکی گلی مین رو آوین / کچھ تو دل کا غبار دھو آوین
گو ابھی آئے ہین یہ ہی جی مین / پھر بھی ٹک اُسکے پاس ہو آوین
دل کو کھویا ہی کل جہان جاکر / جی مین ہی آج جی بھی کھو آوین
پند گو میرا مغز کھانے کو / کاش آوین تو ایک دو آوین
ہمتو باتون مین رام کرلین اُنھین / یہ بتان اپنے پاس جو آوین
گو خفا ہی ہوا کرے پر ہم / اِک ذرا اسکو دیکھتو آوین
ق جب ہم آوین تو اپنے دل مین رکو / اور نہ آوین تو پھر کہو آوین
باز آئے ہم ایسے آنے سے / ہان جو واقف نہووین سو آوین

کب تلک اُس گلی مین روز حسن / صبح کو جاوین شام کو آوین

نظر کر وحدت و کثرت بہم شامل ہین شیشہ مین / اگر شیشہ ہی محفل مین تو یہ محفل ہی شیشہ مین
دل نازک مین عاشق کے نہین ہی سخت جانی یہ / فسون فکر سے اُتری ہوئی اک سل ہی شیشہ مین
نچا تو جام پر جمشید کے آدیکھ مینا کو / یہان کیفیت ہر دو جہان حاصل ہی شیشہ مین
لکھا ہی اپنے دل مین نام تیرا مین نے صنعت سے / وگرنہ حرف کا لکھنا بہت مشکل ہی شیشہ مین
نہین ہی داغ یہ دل مین کہ جس سے سینہ روشن ہی / جو دیکھا خوب تو عکس مہ کامل ہی شیشہ مین

پر یہ وہ شیشۂ دل ہین تو ہی پر کیونکہ دیکھون مین
کہ جب دیکھون تو اپنا عکس ہی حائل ہو شیشہ مین

حسن گر پارسا ہون ہین تو ناچاری سی ہون ورنہ
نظر ہی جام پر میری سدا اور دل ہو شیشہ مین

یون جلوہ گر ہو وہ مرے چشم پر آب مین
آئے ہی جس طرح سے نظر منہ حباب مین

اپنے دنون کو بیٹھ کے روتا ہون زار زار
پاتا نہین جو تمسکو شب ماہتاب مین

جس روز پر دیا ہی مجھے وعدۂ وصال
شاید وہ روز ہی نہین تیرے حساب مین

ان تو خطون کو مشق رہے کیون نہ قتل کی
سرخی یہی تو پھیلی ہو انکی کتاب مین

جو کچھ کہ سمین خیال ہین دیکھون ہون مین ترے
دیکھی نہو گی سیر کسی نے یہ خواب مین

گر چشم دور بین ہی تو آنکھ اٹھا کے دیکھ
ہارے یہ کون بولے ہی چنگ و رباب مین

موے سپید نے نمک اسمین ملا دیا
کیفیت اب ہی نہین جام شراب مین

گھبرا گیا مین دیکھ کے صورت کو یار کی
جاتے رہے حواس حسن اضطراب مین

عشق کے جیسے پیچ و تاب مین ہین
تب سے ہمتو نپٹ عذاب مین ہین

سیکڑون ڈھب خراب کرنے کے
اس دل خانمان خراب مین ہین

ہین بہت تیرے طالب دیدار
ہم بچارے تو کس حساب مین ہین

ذرہ ذرہ مین دیکھ ہین موجود
وہی جلوے جو آفتاب مین ہین

ہم تمہارے ہی بندے ہین صاحب
آپ ہمسے عبث حجاب مین ہین

نسخۂ دل کو سرسری مت دیکھ
سیکڑون علم اس کتاب مین ہین

جاؤ پوچھو انکھون سے وانکا حال
روز شب اُسکی جو رکاب مین ہین

دوستو پوچھتے ہو کیا ہمسے
ان دنون ہمتو کچھ عتاب مین ہین

عاشقی کے حسن مزے جو کچھ
ہین سو بس عالم شباب مین ہین

غافل تو آسمان مین جا یا زمین مین
ہوگا وہی جو لکھا ہی لوح جبین مین

جو ہی سو حسن ہی کا غرض ہی فریفتہ
کیا جانے کسکا جلوا ہی روئے حسین مین

یون تو خدائی اُسکی ہی معمور پر صنم
تجھسا بھی اور بت نہوا ہوگا چین مین

آنکھون سے ہمتو آوین تمھارے قدم کے پاس
دیکھو جو اک نظر ہمین تم دور بین مین

عیش و نشاط و خرمی و خوشی کے عوض
بھر دی ہین حسرتین مری جانِ حزین مین

کیا جانے عاشقون کی ترے ہی جگہ کہان
دنیا ہی مین نہ دیکھے ہون انکو نہ دین مین

تو اِس بزرگی اپنی سے جبّے کے مت ڈرا
ہین شیخ تجھسے کتنے مری آستین مین

پوچھا کسی نے اُس سے حسن ہی ترا مقام
ق
اسکو بھی گن تو اپنے کہین و مہین مین

کہنے لگا وہ یونہین جلاتا پھرے ہی دل
تیرہ مین ہی نہ وہ تو مرے اور نہ تین مین

نہ برگ ہون مین گل کا نہ لالے کا شجر ہون
مین لختِ دلِ ریش ہون اور داغِ جگر ہون

ہون دیر مین نہ کعبے مین نہ دل ہی مین اپنے
کیا جانون تجسس مین ترے آہ کدھر ہون

پیدا ہوے اور جاتے رہے سیکڑون مجھسے
آتشکدۂ دہر مین اک مین بھی شرر ہون

نہ زیست کا حظ ہی نہ مجھے موت کا آرام
ہون نزع مین جیسے کہ ادھر ہون نہ اُدھر ہون

وان دھیان کبھی تجھکو گذرتا نہین میرا
مین ہون کہ تری یاد مین یان آٹھ پہر ہون

نہ دود ہون مجمر کا نہ مین شمع کا شعلہ
مین نالۂ شبگیر ہون اور آہِ سحر ہون

خالی نہین مجھسے حرم و دیر و دل و چشم
مین منظرِ حق ہون کہ جدھر دیکھو تدھر ہون

پاتا ہی نہین راہ کسی دل مین الٰہی
مین کس دلِ ناکام کی آہون کا اثر ہون

نہ شیشۂ مے ہون نہ حسن ساغرِ لبریز
مین اک دلِ پُر درد ہون اور دیدۂ تر ہون

کہین جو دل نہ لگا دین تو پھر اُداس پھرین
وگر لگا دین تو مشکل کہ بچو اس پھرین

ہمین بھی ہوئے اجازت کہ شمع و تجہہ — پتنگ کی نمط اکدم تو آس پاس پھرین
تری گلی مین بھلا آتی تو ہمین ہو راہ — کہ جبتلک بنا وہان جی ہو بہیر اس پھرین
اُٹھاوے ہمسے جو نبیٹھے ہوون کو ابکی فلک — تو آرزو ہی یہ جیمین کہ بیقیاس پھرین

نہ خط کسی کا پڑھے ہی حسن نہ وہ عرضی
کہان تلک لئے ہم اپنا التماس پھرین

جی نکلتا ہی اِدھر اور وہ گذر کرتا نہین — مرتے ہین ہم اور اُسے کوئی خبر کرتا نہین
طاقت و صبر و قرار و ہوش سب جاتے رہے — آہ پر دل سے کسیکا غم سفر کرتا نہین
دیکھیو بے اعتنائی ناقۂ لیلی کی آہ — کاہ پر بھی خاکِ مجنون کی نظر کرتا نہین
دن بدن غصے ہی پر لاتا تو جاتا ہی اُسے — کون کہتا ہی مرا نالہ اثر کرتا نہین
کونسی وہ رات جاتی ہی کہ جسمین تیرے بن — شام سے چون شمع رو رو مین سحر کرتا نہین
ہوگیا خم آسمان اور بیٹھ گئی ڈر سے زمین — پر مرے نالہ سے اک تو کچھ حذر کرتا نہین

اپنی اپنی سب حکایت کہ چکے کیا ہی حسن
تو جو قصہ غم کا اپنے مختصر کرتا نہین

کون کرتا ہی سرِ زلف کی باتین دل مین — جی یہ کٹتی ہین عجب طرح کی راتین دل مین
کوئی ترکیب ملاقات کی بنتی نہین اور — وصل کے روز کیا کرتے ہین گھاتین دل مین
گو ہمین تو نے یہ ظاہر مین نوازا پر ہم — دھیان مین اپنے تری کھاتے ہین لاتین دل مین
طرفہ شطرنج محبت کی ہی غائب بازی — شاطرِ عشق کو ہورہتی ہین ماتین دل مین
کونسی آن و ادا ہی کہ نہین جی کو لگی — کھُب رہی ہین وہ تری سب حرکاتین دل مین
ذات گر یو چھیے آدم کی تو ہی ایک وہی — لاکھ یون کہنے کو ٹھہرائیے ذاتین دل مین

وصل کا صاد بھی ہوئیگا حسن صبر کرو
دفترِ عشق کی دو وڑین ہین براتین دل ہین

اس ضد سے بھلا فائدہ بنتی ہی کہین یون
جو بات مین کہتا ہون سو کہتے ہو نہین یون

ای نور نظر ٹک نظر آ ہمکو بھی بارے
کبتک رہیگا چشم مین تو گوشہ نشین یون

کیا جانیے کسکے لیے اس حجرۂ تن سے
گھبرا کے نکل بھاگی تو ای جان حزین یون

کونین کے ہی کام مین یان شرط ریاضت
ملتی ہی نہ دنیا ہی مری جان نہ دین یون

کوچہ مین رہون تیرے کہ یا گھر مین ترے بن
آرام مجھے ہی نہ یہین یون نہ وہین یون

پھرتا تھا کبھین موزون مین وارستہ یہ کیا دل
اب عشق اتالیق ہوا اسپہ تعین یون

ق
ہر چند کہا تمنے کہ آؤنگا ولیکن
جب تک کہ نہ آؤ تو کب آتا ہی یقین یون

آگے بھی یونہین کہتے رہے اور نہ آئے
باور ہو مجھے کیونکہ پھر ای ماہ جبین یون

ای شوخ حسن کی تو ہر اک جا پہ ہی عزت
پر ایک ذلیل اسکو جو دیکھا تو یہین یون

کیا قیامت ہی کہ تجھسے یار اب بنتی نہین
اور بن دیکھے ترے ناچار اب بنتی نہین

تونے کیا جانے کیا ہی دل کو میرے سحر کیا
تجھ سوا جو اور سے دلدار اب بنتی نہین

ناصحون کے ہاتھ سے چھوڑینگے رہنا شہر کا
دیکھتے ہین اور دن دو چار اب بنتی نہین

لاکھ بار آگے بگڑ جاتی تو بنتی لاکھ بار
بگڑے ہی سو بار تو اک بار اب بنتی نہین

کب تلک چپکا رہون کوئی تو اس سے جا کہے
بن کہے بھی حال دل اظہار اب بنتی نہین

ای خوشا وہ دن کہ مین پھیرون تجھے اور تو کہے
بن کہے تجھسے مجھے اقرار اب بنتی نہین

جب تلک بیٹھے تھے تب تک دل سے بیٹھے تھے حسن
گو کہے کچھ کوئی پر زنہار اب بنتی نہین

ہم نہ نکہت ہین نہ گل ہین جو مہکتے جاوین
آگ کی طرح جدھر جاوین دہکتے جاوین

ای خوشا مست کہ تابوت کے آگے جسکے
آب پاشی کے بدل مے کو چھڑکتے جاوین

جو کوئی آوے ہی نزدیک ہی بیٹھے ہی ترے
ہم کہانتک ترے پہلو سے سرکتے جاوین

غیر کو راہ ہو گھر مین ترے سبحان اللہ
اور ہم دور سے در کو ترے تکتے جاوین

وقت اب وہ ہی کہ اک ایک حسن ہو کے تنگ
صبر و تاب و خرد و ہوش کھسکتے جاوین

دلدار دل اس طرح ہم آئے نظر مین
جس طرح گھر آب مین اور آب گھر مین

اکبار بھی دیکھا نہ اُسے پاس سے جا کر
آیا ہی نظر وہ تو کہین راہ گذر مین

ہر چند کہ ہی شام و سحر وہ ہی پر اُس بن
وہ لطف نہ اب شام مین ہی اور نہ سحر مین

قسمت سے مدد چاہتا ہون اتنی کہ ہر وقت
مانند صبا ساتھ رہون اُسکے سفر مین

اکبار تو نالے کی ہو رخصت ہمین صیاد
پنہان رکھین ہم کب تئین فریاد جگر مین

ہوش و خرد و صبر و توان اُٹھ چلے اک ایک
جاتے ہی ترے چال پڑی دل کی نگر مین

کیدھر کو نکل جاوین حسن کیا کرین ہم آہ
باہر ہی یہ دل اپنا نہ لگتا ہی نہ گھر مین

نہ ہم دعا سے اب نہ وفا سے طلب کرین
عشق بتان مین صبر خدا سے طلب کرین

دل خاک ہو گیا ہی تری رہگذار مین
گر جا سکین وہان تو صبا سے طلب کرین

آخر خوشی تو عشق سے حاصل نکچھ ہوئی
ہم اب غم و الم ہی بلا سے طلب کرین

غمزے نے لیکے دل کو ادا کے کیا سپرد
غمزے سے دل کو لین کہ ادا سے طلب کرین

دولت جو فقر کی ہی سو ہی اپنے دل کے پاس
وہ چیز یہ نہین کہ گدا سے طلب کرین

دروازہ گو کھلا ہی اجابت کا پر حسن
ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کرین

دل کو اُس شوخ کے کوچہ مین دھرے آتے ہین
شیشہ خالی کیے اور اشک بھرے آتے ہین

سرکشی دل نے سیہ چشم سے کیا کی ہی کہ جو
فوج غمزہ کی بندھے اسپہ پرے آتے ہین

دل جو تو چاہے تو جا بزم مین اُسکی ہمتو
دیکھ اُس صورت مجلس کو ڈرے آتے ہین

کشتۂ زہر غم ہجر نہین تو تو حسن
سخت دل کیون ترے اشکون مین ہرے آتے ہین

مزا بیہوشیٔ الفت کا ہشیارون سے مت پوچھو
عزیزان خواب کی لذت کو بیدارون سے مت پوچھو

ہمین کچھ وصل ان باتون مین سنتے ہو نہین مطلق
حقیقت بیوفائی کی وفادارون سے مت پوچھو

جو پوچھو تو عزیزان دل سے پوچھو یا کہ تم ہمسے
ہماری اور اسکی بات اغیارون سے مت پوچھو

گئے وے دن جو رہتے تھے جہان آباد مین ہم بھی
خرابی شہر کی صحرا کے آوارون سے مت پوچھو

گلون کو کب خبر ہی حال زار عندلیبون سے
حقیقت مفلسون کی آہ زردارون سے مت پوچھو

وہ دل رکھتے ہین اپنا پاس اپنے بلکہ غیرون کا
حقیقت بیدلون کی آہ دلدارون سے مت پوچھو

خبر دل کی اگر چاہو مرے اشکون سے تم سن لو
یہ واقف خوب ہین اس گھر سے ہرکارون سے مت پوچھو

انھونکا جل رہا ہی دل خدا جانے کہ کیا بولین
مرا احوال کوئی میرے غمخوارون سے مت پوچھو

یہ اپنے حال ہی مین مست ہین انکو کسی سے کیا
خبر دنیا و ما فیہا کی میخوارون سے مت پوچھو

ہوا ہی ان دنون وہ آشناؤن سے بھی بیگانہ
خرابی کو حسن کی آجکل یارون سے مت پوچھو

غم نے کیا ہی کسکے زار و نزار دل کو
آتا ہی دیکھ رونا بے اختیار دل کو

ہی انتظار کسکا کیا جانیے اسے ہاے
آنکھون ہی مین کٹے ہی لیل و نہار دل کو

تڑپے تو تھا ابھی یہ کیون رہگیا تڑپکر
کیا ہو گیا الٰہی اس بیقرار دل کو

زخمون کے گل کھلے اور داغون کے لالے پھولے
غم نے ترے دکھائی کیا کیا بہار دل کو

ہی یہ شکار تیرا مت چھوڑ خاک و خون مین
فتراک سے لگا لے ای شہسوار دل کو

رو رو کے سو گیا ہی ای نالہ کوئی صدمہ
پھر آوے گر تو دیجیو ٹک تو پکار دل کو

آ ای حسن کہ ہم تو کوچہ مین اب کسی کے
رووین گلے سے لگ کر پھر زار زار دل کو

کبھی حسن جا کرے بارش تو یہ کہہ بجو دہقان کو
کہ اپنی کشت پر لیجائے میری چشم گریان کو

بھلا ای اشک دریا جوش کیا کیئے تری دولت
جو سنتے تھے سو دیکھا اپنی آنکھون ہمنے طوفان کو

زمین پر اُگنے سے سنبل کے ہمکو یون ہوا ظاہر
کہ گاڑا ہی فلک نے یان کسی خاطر پریشان کو

بھڑک معلوم ایسے رنگ گل ہین باغبان سچ کہ
لگی ہی آگ نالہ سے یہ کسکی اس گلستان کو

کھلے ہی وہ صبا سے اور یہ تیری تیغ کے دم سے
مقابل گل سے کیونکر کیجے اپنے زخم خندان کو

نہین ملتا کوئی ہمدم کہ نالے کیجے ملکر
لگی قسمت سے میری یک قلم آتش نیستان کو

دل صد پارہ میرے کی تو پہلے فکر کرنا صح
رفو کیجو پھر اسکے بعد تو چاک گریبان کو

حسن جی چاہتا ہی روئے پڑھ کوئی غزل ایسی
بھرا ہو جسکے ہر مصرع مین سوز و درد حرمان کو

صبا اب سوگ ہی کس کا چمن مین عندلیبان کو
پڑین ہین برگ گل سے جو یہ منھ پر لیکے دامان کو

رہی یہ چشم نت تمسے لیے افسوس ای آنکھون
کبھی تمنے نہ دھویا دل سے میرے داغ ہجران کو

ادھر یہ منھ کا پڑنا ہی ادھر وہ سر اُٹھاتے ہین
مین تھامون اشک کو یارب کہ روکون آہ و افغان کو

نہین تقصیر کانٹون کی مرا چھالا ہی پاؤن کا
بہ رنگ کہربا کھینچے ہی خود خار مغیلان کو

فریب وعدہ بس دیجے کسی دن ہی کو اب جاکر
میان ہم خوب سمجھے ہین تمھارے عہد و پیمان کو

مری ہی زیست وابستہ اسی سے اسکو رہنے دو
نکل جاوے مرا جی ہی اگر کھینچوگے پیکان کو

نہین معلوم یہ کسکا ہی اتنا منتظر یارب
کہ ہین موندتے نہین دیکھا حسن کی چشم حیران کو

وصل مین جسکو بیقراری ہو
ہجر مین کیسی اُسکی خواری ہو

اُسکے بھاوین ہی کچھ نہین ہرگز
خواہ نالہ ہو خواہ زاری ہو

روبرو ہو نہ ایک تیغ فراق
اور خنجر ہو یا کٹاری ہو

یون پھنسا دین نہ دل کو ہم جبراً
آہ گر عشق اختیاری ہو

کیا کرے آہ و نالہ وہ دل کھول ۔ جسکا وقت نفس شماری ہو
تو مژہ تر نہ کر کہ میرے لئے ۔ اور خنجر کی آبداری ہو

ہو حیات دوبارہ ہمکو حسن
پھر اگر وصل ایک باری ہو

وفادار ہو یا جفاکار تم ہو ۔ جو کچھ ہو سو ہو پر مرے یار تم ہو
اُجاڑ و مرے دل کو یا پھر بساؤ ۔ مری جان اِس گھر کے مختار تم ہو
جدا سب سے ہو اور سب سے ملے ہو ۔ غرض کیا کہوں ایک عیار تم ہو
خدا جانیئے ولیہ کیا گذرے آخر ۔ یہ اہلِ وفا ہو ستمگار تم ہو
بنے اس طبیعت سے کیونکر کسی کی ۔ ذرا جی میں منصف تو دلدار تم ہو
خفا ہوتے ہیں ہم تو خوش ہوتے ہو تم ۔ جو خوش ہوتے ہم ہیں تو بیزار تم ہو

نہیں بے سبب یہ حسن سرد آہیں
کہیں ان دنوں ہیں گرفتار تم ہو

دوستاں مجھکو تم اُس شوخ تلک جانے دو ۔ عشق کرنے کا مزا بھی تو ذرا پانے دو
عرض سو بار سنی ہوگی کہ بیٹھا ہی کوئی ۔ پر نہ آیا کبھی جی میں کہ کہے آنے دو
دل سمجھنے کا نہیں ناصحوں کے کہنے سے ۔ آپ ہی سمجھے گا آخر انہیں سمجھانے دو
منع جو عشق سے کرتے ہیں وہ بندے ہی نہیں ۔ صاحبی کرتے ہیں اُنکے تئیں فرمانے دو
بوئے پیراہن یوسف کے سوا کنعان کو ۔ مصر سے کوئی جو کچھ لاوے تو مت لانے دو
جب تلک دیکھے نہ وہ آن کے تب تک یارو ۔ اُسکے کوچہ سے مری لاش نہ اٹھوانے دو

کل کہا اُس سے کسی نے کہ حسن مرتا ہی
ہنس کے کہنے لگا ہیں کیا کروں مرجانے دو

جگر کے ٹکڑے کرنے کو اور اپنے جی کے کھونے کو ۔ غرض بیٹھے ہیں کوچے میں ترے دل دیکے رونے کو

عمارات جہان کی پائداری پر تو ای منعم
نظر سے مت گرا دینا کسی کے دل کے کونے کو

ترے ہی بزم مین اس خوف سے تو رو نہین سکتے
مبادا تو کہے بیٹھا ہی میرا گھر ڈبونے کو

خدا جانے پلک سے کیونکہ لگتی ہی پلک ہمدم
کبھی آنکھون سے ہمنے تو نہ دیکھا اپنے سونے کو

شب وصل صنم تھی اور کیا کیا آرزوئین تھین
دھری تھی یہ کہان کے ایسی دشمن صبح ہونے کو

ادھر ای ابر مین رو رو کے دامن تر کر دالینا
ادھر تو مستعد رہ دامن صحرا بھگونے کو

حسن مت بستر و بالین کو تو ہر وقت ڈھونڈھا کر
تری خاطر پھرون گا مین لیئے کیدھر بچھونے کو

غم نگار سے جو دل کہ داغدار نہو
درخت خشک ہی اُسمین کبھی بہار نہو

نرو ئین گر ترے غم سے یہ چشم خون پالا
تو کوہ و دشت کے دامن مین لالہ زار نہو

اس آہ و نالہ سے جلجائے جان و دل یکسر
رفیق میرا اگر چشم اشکبار نہو

تبسم نمکین کو وہ تیری کیا جانے
کہ جسکا تیر نگہ سے جگر فگار نہو

عجب مزے سے کٹین بلبلون کے لیل و نہار
چمن مین غنچہ و گل کے جو ساتھ خار نہو

ق

کہا حسن سے مین اک روز کیون تو روتا ہی
ملیگا یار ترا اتنا بیقرار نہو

دیا جواب یہ ہنس کر کہ ای تسلی بخش
مین کیا کرون جو مرا دلیہ اختیار نہو

مجھکو عاشق کہکے اُسکے روبرو مت کیجیو
دوستان گر دوست ہو تو یہ کبھو مت کیجیو

جس ادا کا کشتہ ہون ہین وہ رہے میرے ہی ساتھ
اُس ادا کو مبتذل ای خوبرو مت کیجیو

وقت رخصت دلنے اتنا ہی کہا رو کر کہ بس
اب پھر آنے کی مرے تو آرزو مت کیجیو

مین تو یون نہین تمسے دیوانہ سا بکتا ہون کہین
اُسکے آگے دوستان یہ گفتگو مت کیجیو

زلف کے کوچہ سے ہو گلشن مین گذرے ہی صبا
آج وان جا کر گلون کو کوئی بو مت کیجیو

گل کے جھگڑے مین بھلا ہی کسکے یار و حق بطرف
واجبی جو ہو سو کہیو میری رو مت کیجیو

وان حسن ہرگز نہین ہی ڈھیل پھر جانے مین کچھ
آشنائی پر بھروسا اُسکی تو مت کیجیو

ہوئے ہین عشق کے بیمار دیکھیے کیا ہو
بہت برا ہی یہ آزار دیکھیے کیا ہو

چھٹے قفس سے اگر ہمصفیر و تم تو چلو
ابھی تو ہم ہین گرفتار دیکھیے کیا ہو

نہ قلق جاتا ہی دل کا نہ جی کی بیتابی
یہ کچھ بھلے نہین آثار دیکھیے کیا ہو

ہم اک کرشمۂ ابرو سے جسکے مرتے تھے
اب اُسنے کھینچی ہی تلوار دیکھیے کیا ہو

دل اور جان کو لاتا تو ہون ترے آگے
تجھے اب ان ہین سے درکار دیکھیے کیا ہو

ہمین تو یان بھی نتھا صبر اُسنے محشر پر
دیا ہی وعدۂ دیدار دیکھیے کیا ہو

بلایا تمنے رقیبون کو آہ اپنے حضور
کھڑے ہین ہم پس دیوار دیکھیے کیا ہو

اِدھر مرے ہی حسن غم سے اور اُدھر ہائے
تڑپ رہا ہی دل زار دیکھیے کیا ہو

کہیو صبا یہ ساقی غفلت شعار کو
دون کس روش جواب مین ابکی بہار کو

فرہاد و قیس سے مین گیا عشق مین الگ
صحرا کو چھوڑا ادھر اودھر کوہسار کو

کیا ملک دل کی ہمسے خبر پوچھتا ہی تو
مدت ہمین تو چھوڑے ہوے اُس دیار کو

ناقہ سے دور رہگیا آخر نہ قیس تو
کہتے نہ تھے کہ پاؤن سے مت کھینچ خار کو

اس سے بھی کام اپنا نہ نکلا کسی طرح
ہم خوب طرح دیکھ چکے انتظار کو

کیا جانے دیکھنے کے لئے کس عذاب کے
رکھا ہی میری آنکھون مین جان نزار کو

پھر پھر فلک تو ہجر ہی لاتا ہی تو بھی دل
رکھ طاق پر اب آرزوے وصل یار کو

سرسبز جس طرح سے رکھا جیتے جی فلک
رکھیو نہ سبز یون تو ہمارے مزار کو

سو بار اُسکے کوچہ مین لے گیا حسن
آیا نہ پر قرار دل بیقرار کو

غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو
کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو

خاک میں مت ملاؤ دل کو مرے
جی میں سمجھو ٹک اپنا گھر دیکھو

دیکھنا زلف و رخ تمھیں ہر وقت
شام دیکھو نہ تم سحر دیکھو

گل ہوئے جاتے ہیں چراغ کی طرح
ہمکو ٹک جلد آنکر دیکھو

آپ پر اپنا اختیار نہیں
جبر ہی ہمپہ کسقدر دیکھو

رام باتوں میں تو وہ ہو نہ سکا
نقش و افسوں بھی کوئی کر دیکھو

محنت دل تم نہ سمجھو مژگاں پہ
عاشقی کا یہ ہی ثمر دیکھو

وصل ہوتا نہیں بھلا کیونکر
اپنی ہستی سے تو گذر دیکھو

دیکھتے ہی نہیں تو کیا کہیے
کہیے تب حال کچھ اگر دیکھو

ڈھلتے ہو تم جہاں ادھر دل سے
آجکل جسکے ہاتھ زر دیکھو

عشقبازی سے باز آؤ حسن
چھوڑ دو اپنا یہ ہنر دیکھو

مجھے جوں ابر تصویر اب نہیں ہے فرصت گریہ
مری آنکھوں میں ورنہ کھنچ رہی ہے صورت گریہ

گئے وے دن جو آنسو بھی ان آنکھوں سے نکلتے تھے
بجائے اشک اب تو رہ گئی ہے حسرت گریہ

جلے جاتے ہیں دل تب تک نہ نکلے چشم سے آنسو
مجھے جوں شمع ہے آتش سے غم کی قوت گریہ

نہیں کچھ میں نے دیکھا فیض چشم تر سوا ناحق
مری آنکھوں پہ مردم باندھتے ہیں تہمت گریہ

نہ آگ اسکی بجھائی اور نہ کھویا کچھ غبار اپنا
ہمارے دلپر اور ہمپر ہی پھر کیا منت گریہ

جلاؤں میں جاں پر دل کے کہ روؤں چشم گریاں کو
ادھر یہ حدت نالہ ادھر وہ شدت گریہ

مزا ہی مجھکو ہنسنے کا تجھے رونے سے کیا مطلب
تو اے بیدرد کیا جانے کسی کی لذت گریہ

ق
مجھے ہر دم وہ روتے دیکھ یوں ہنس ہنس کے کہتا ہے
کہ دیوانے تری اتنی کہاں تک عزت گریہ

مرے ہوتے نہ ہونے پر نہیں موقوف یہ رونا
تجھے تو ان دنوں کچھ ہو گئی ہے عادت گریہ

حسن مین خواب مین بھی دیکھتا ہون چشم کو گریان
ہوئی ہی مجھکو رفتہ رفتہ یا نتک الفت گریہ

وہ پیار اب رہا نہ ترا اور نہ چاہ وہ
باتین ہی ایک رہ گئین کہنے کو آہ وہ

پوچھا جو حال اُسنے تو مین اور چپ ہوا
تا ضد مین آکے لگ ہی پڑے خوانخواہ وہ

بیچین ہمکو آپ ہی کرتا ہی ناز سے
دیکھتا ہی اور سر پہ ہمارے گناہ وہ

کہیو صبا کہ جسکو تو بھولا گیا تھا سو
چون نقش پا پڑا تری دیکھے ہی راہ وہ

مدت سے اُسکی ابرو سے واقف ہی ہم نہین
شمشیر کی رہی نہین ہسکو نگاہ وہ

احوال کہکے اپنا سبک ہون مین کس لئے
کیا دیکھتا نہین مرا حال تباہ وہ

یکتا ہی ایک اُسکو سمجھتا ہون خوب مین
اُستاد اپنے کام مین ہی رشک ماہ وہ

توڑی نہین ہی صاف رکھی ہی ابھی لگی
آتا ہی اس طرف بھی نکل گاہ گاہ وہ

تو ہی نباہ اُس سے جو چاہے تو کر حسن
اسپہ نہ بھولیو کہ کریگا نباہ وہ

مجھسے اب وہ نرہی اُس بت عیار کی آنکھ
پھر گئی آہ زمانہ کی طرح یار کی آنکھ

کس سے تو آنکھ ملاتا ہی نظر مین میری
مین سمجھتا ہون تری اب وہ نہین پیار کی آنکھ

تا کہ عبرت کرین اور غیر نہ دیکھین تجھکو
جی مین آتا ہی نکلوائیے دو چار کی آنکھ

خفگی نظرون مین ظاہر ہی تری مجھسے نہ چل
وہ تو چتون مین نہین چھپتی ہی بیزار کی آنکھ

سامنے لی ہی یہ کس گل نے جمائی اسکے
جھکی پڑتی ہی جو یون نرگس بیمار کی آنکھ

یارب اک پل بھی نہ اوجھل ہو نظر سے میری
جیسے بھاتی ہی مجھے اپنے طرحدار کی آنکھ

عشق کا داغ ہوا سیہ تو کچھ سوجھ پڑی
بارے اُس گل نے تو کھلوائی دل زار کی آنکھ

جو نظر باز ہین اُنکو نہین پرسش پہ نگاہ
من و عن سب کہے دیتی ہی گنہگار کی آنکھ

گریہ کرتا ہی حسن زیر درخت بادام
یاد آئی ہی اُسے کیا کسی دلدار کی آنکھ

دل کے مانند کہین ہو نہ نگار آئینہ ابر و یار سے ہوتا ہی دو چار آئینہ
جس گھڑی دیکھے ہی وہ لالہ عذار آئینہ آپ مین دیکھے ہی وہ رشک بہار آئینہ
جھاڑ کر گرد کو وہ اسلیے دیکھے ہی اُسے روبرو تا نہ رکھے میرا غبار آئینہ
مُنھ دیا تو ہی نے جو آنے لگا منھ پہ ترے ورنہ تھا ایسا کہان کا ترا یار آئینہ
اُسکی مژگان سے تو ہوتا ہی مشبک یہ دل مثل قندیل کے گو رکھتا ہی چار آئینہ
ہمنے دیکھا تو خزان ہی مین چمن کو دیکھا دید مین اپنی تو اک بار بہار آئی نہ

زلف کا کسکے حسن عکس پڑا ہی اسمین
دن کو آتا ہی نظر مین شب تار آئینہ

مُنھ دیکھتے ہی اُسکا آنسو مرا بہا نہ رونے کا یارب اپنے اب کیا کرون بہانہ
تو ہو چکا ہی میرا جی دیکے تجھکو لونگا دل دے رکھا ہی تجھکو آگے ہی مین بیعانہ
نہ دام کے کشش تھی اور تھی نہ میری خواہش لایا قفس مین مجھکو صیاد آب و دانہ
عالم مین ہر کسی سے سُن سُن کے میرا قصہ کہنے لگا وہ ناحق کیون ہو گیا دوانہ
جی چاہتا ہی اُس سے چھپکر کہین سنون مین دیکھون تو کیا کہے ہی وہ مجھکو غائبانہ
افسوس رفتگان کے احوال پر ہی ناحق ایسا ہی تھا عزیزو آگے بھی گر زمانہ
کیا جانیے پریشان کس کس کا دل کریگا اُلجھا ہی بیطرح سے زلفون مین سر سے شانہ

کہہ اِس زمین مین ایسی کوئی غزل حسن تو
ہر بیت مین ہو جسکے احوال عاشقانہ

کہتا نہ تھا مین اے دل تو اُس سے جی لگا نہ اُسکا تو کیا گیا اب تیرا ہی جی گیا نہ
سو بار مین نے جھانکا چلون سے اُسکو لیکن اتنا کہا نہ اُسنے کیا دیکھتا ہی آ نہ
مین خوب رو چکا ہون ظالم بس اور مجھکو آزردگی کی باتین کہہ کہہ کے تو رُلا نہ
جاتے ہی یار کے تو کہتا تھا مر رہونگا وقتِ وداع اے دل آخر تو مر گیا نہ

کل مین نے ہنستے ہنستے پوچھا کہ کوئی دم یان　　فرمائیے تو مین بھی بیٹھا رہون کہ یا نہ

ق

تیوری چڑھا کے بولا چل چل خبر لے اپنی　　جی لگ رہا ہی تیرا جیدھر تو لینے جا نہ

کہتا نہ تھا کہ ہر دم اُسکی گلی مین مت جا　　اس بات کا اب آخر چرچا حسن ہوا نہ

دید کی سد راہ ہی یہ مژہ　　خار پائے نگاہ ہی یہ مژہ

نت تقاطر ہی اس سے رہتا ہی　　رگِ ابرِ سیاہ ہی یہ مژہ

چشم میری وہ بحر ہین مواج　　جسکے لب کی گیاہ ہی یہ مژہ

آنکھین تیری وہ لڑنے والی ہین　　ساتھ جنکے سپاہ ہی یہ مژہ

ہر طرح دل مین کھپ رہی ہی ترے　　خواہ برچھی ہی خواہ ہی یہ مژہ

آنکھین مل مل چھپاتے ہو تم کیون　　دیکھنا کیا گناہ ہی یہ مژہ

دل مین کانٹا سا کچھ چبھے ہی مرے　　کہہ حسن کس کی آہ ہی یہ مژہ

ہو کر ترے جلوہ کے خریدار ہمیشہ　　آ نکلتے ہین ہم سرِ بازار ہمیشہ

کرتا ہی رہا مین تو اُسے پیار ہمیشہ　　پر مجھسے رہا شوخ وہ بیزار ہمیشہ

تو مان بھلا یا کہ بُرا اسمین ہین تو　　ہوجاتا ترے کوچہ مین اکبار ہمیشہ

تو دل مین ہی اور دل کے جو ہین پوجنے والے　　وہ دل سے ترا دیکھے ہین دیدار ہمیشہ

اک دن بھی نہ وعدے پہ وفا کی کبھی تو نے　　کرتا ہی رہا ہمسے تو اقرار ہمیشہ

غیرت تو پھٹکتی نہین اب پاس بھی تیرے　　غیرون مین پھرا کر تو مرے یار ہمیشہ

کہتا رہا وہ گوشۂ ابرو سے بھلا دے　　ہم کرتے رہے حالِ دل اظہار ہمیشہ

جس طرح وہ پھرتا ہی مرے دل مین آکے　　دیکھا کرون آنکھون سے وہ رفتار ہمیشہ

جب مانگتا ہون بوسہ تو کہتا ہی تجھے تو　　رہتی ہی اسی بات کی تکرار ہمیشہ

نہ جام کی خواہش ہی کہ می کی مجھے ساقی
ہین نشۂ ہستی سے ہون سرشار ہمیشہ

نالے نہین کرتے تو جدائی مین گلون کے
کیا کرتے ہین پھر مرغ گرفتار ہمیشہ

ہر آن مین ہی عالم جدا باغ جہان کا
اِک رنگ پہ رہتے نہین گلزار ہمیشہ

اُٹھے ہی جہان تیرا ہی لے بیٹھے ہی قصہ
سنتے ہین حسن سے یہی گفتار ہمیشہ

ہمدم نہ پوچھ مجھسے غرض اک بلا ہی وہ
جو روبرو ہوا اُسکے سو جانے کہ کیا ہی وہ

بیگانہ وار بھی نہ ملا ہمسے وہ کبھی
ہم سادہ دل یہ جانتے تھے آشنا ہی وہ

ہجران تو ہی پہ یہ نہین معلوم کچھ ہمین
ہم آپ سے جدا ہین کہ ہمسے جدا ہی وہ

پھر پھر کے پوچھتے ہو عبث آرزوے دل
تم جانتے تو ہو کہ مرا مدعا ہی وہ

مین نے تو بات بھی نہین کی اُس سے ہمنشین
اک یہ بھی چوچلا ہی کہ ناحق خفا ہی وہ

عاشق کو اپنے ٹوک کے بولا گر آپ سے
کم گو ہی بے نصیب ہی اور بے نوا ہی وہ

دل کی ہمارے کچھ تو خبر ہمکو بھی سُنا
جیتا ہی یا سسکتا ہی یا مر گیا ہی وہ

رنگِ حنا کی طرح نہ کھو اسکو ہاتھ سے
دل ہی مرا کہ ہاتھ ترے لگ گیا ہی وہ

معذور رکھ حسن کو جو بیطاقتی کرے
عاشق ہی دردمند ہی اور مبتلا ہی وہ

خواہ سچ جان مری بات کو تو خواہ کہ جھوٹھ
سچ کہون سچ کو اگر تیرے تو واللہ کہ جھوٹھ

سچ اگر بولے تو ہمسے تو بھلا کیا ہو خوشی
جی مین جی آتا ہی سنکر ترا ہر گاہ کہ جھوٹھ

راست گر پوچھے تو ہی راست کہ تجھ مین نہین مہر
اپنی ہٹدھرمی سے کہتا ہی تو اے ماہ کہ جھوٹھ

جھوٹھ سو جھوٹھ اُنسے مین کچھ مصلحتاً بولون گا
سچ ہی تو بول نہ اُٹھیو دلِ آگاہ کہ جھوٹھ

مین جو پوچھا کہ تجھے غیرون سے ہی راہ تو وہ
پھیر کر مُنھ کو لگا کہنے با کراہ کہ جھوٹھ

کوئی اتنا بھی بُرا کرتا ہی میری سی طرح
کیون بھلا سچ ہی نہ یہ ای بتِ دلخواہ کہ جھوٹھ

دل تو وقف ہی بہت والنسے ٹک ایک سچ کہنا / لاوبالی ہی مرے یار کی درگاہ کہ جھوٹھ

مجھسے جب ملتا ہی تب چھیڑکے پوچھے ہی یہی / یہ حسن سچ ہی تو رکھتا ہی مری چاہ کہ جھوٹھ

کیا جواب اسکا مرے پاس بجز خاموشی / یا مگر یہ کہ یہی ہر گہ کہون آہ کہ جھوٹھ

دامن کو اُسکے کھینچین اغیار سب طرف سے / اور آہ ہم یہ کھینچین آزار سب طرف سے

جب کام دل نہ ہرگز حاصل ہوا کہین سے / دل کو اُٹھا کے بیٹھے ناچار سب طرف سے

جی چاہتا ہی اُسکے کوچہ مین بیٹھ رہیئے / کر ترک آشنائی یکبار سب طرف سے

تجھ پاس بھی نہ آوین ہم اب تو جائین کیدھر / تو نے تو ہمکو کھویا ای یار سب طرف سے

مژگان سے اُسکے کیونکر دل چھٹ سکے ہمارا / گھیرے ہوے ہین اُسکو وے خار سب طرف سے

پردے ہزار ہووین حائل پہ حسن اُسکا / دیتا ہی طالبون کو دیدار سب طرف سے

کونا بھی ایک دل کا ثابت نہین یہ کسنے / اس گھر کو کر دیا ہی مسمار سب طرف سے

نالہ ضعیف اپنا پہونچیگا کیونکہ وانتک / کی ہی بلند اُسنے دیوار سب طرف سے

اکبار تو عزیزان تم مل کے حال میرا / کر بیٹھو اُسکے آگے اظہار سب طرف سے

دیوانہ ہو کے چھوٹا دنیا سے ورنہ یاران / ہوتے گلے کے میرے تم ہار سب طرف سے

ق

وے دن بھی آہ کوئی کیا تھے کہ جن دنون مین / دل کو خوشی تھی اپنے دلدار سب طرف سے

بس تیرے غم مین آکر اب خاک ہو گئے ہم / دل بجھ گیا ہمارا اکبار سب طرف سے

ذکر وفا و اُلفت مت چھیڑ بس حسن اب / جی ہو رہا ہی اپنا بیزار سب طرف سے

نرگس پہ کل نگہ جو تری ٹک پلٹ گئی / کچھ دیکھتے ہی اُسکو وہ آنکھون مین کٹ گئی

کہتے تھے یار آوے تو کچھ دل کی کہیئے ہائے / آیا وہ اُس گھڑی کہ زبان جب اُلٹ گئی

کیا جانے کون آن کے گلشن سے پھر گیا / کچھ پھول پھول کر جو کلی پھر سمٹ گئی

اب ہم ہین اور یار کا روزِ فراق ہی
جون تون کی تیری رات تو اۓ شمع کٹ گئی

کس کے خیال سے تجھے ہی گفتگو حسن
کیا جانو آج نیند تری کیون اُچٹ گئی

مجنون کو اپنے لیلی کا محمل عزیز ہی
تو دل مین ہی ہمارے ہمین دل عزیز ہی

ابرو و چشم و زلف مژہ کی تو کہئے کیا
ہمکو تو تیرے مُنھ سے ترا تل عزیز ہی

دل کو کیا جو قتل تو اُسنے بھلا کیا
مجھکو تو اپنے دل سے وہ قاتل عزیز ہی

اتنا نہین کوئی کہ پکڑ آستین مری
اس سے کہے کہ تجھکو یہ مائل عزیز ہی

جا بیٹھتے ہین چھپ کے کبھی ہم بھی اُس جگہ
اسواسطے ہمین تری محفل عزیز ہی

اک نقش دے کہ جس سے مسخر ہو وہ پری
ایسا بھی دوستو کوئی عامل عزیز ہی

کیونکر کرون نہ اِس دلِ مجروح کا علاج
مدت کا ہی رفیق یہ گھائل عزیز ہی

نہ حور نہ پری ہی نہ وہ ماہ و مشتری
اِک نور ہی کہ سبکو وہ حاصل عزیز ہی

ہجران مین انتظار بھی ہی اُسکا مغتنم
جو ڈوبتا ہو اسکو تو ساحل عزیز ہی

آن و ادا مین ٹھور ہی رکھتا ہی خلق کو
اپنے تو فن مین ایک وہ کامل عزیز ہی

کیونکر نہ چاہی اُسکو ہر اک جان کی طرح
خواہش مین اُسکی سب ہین وہ ہر دل عزیز ہی

ہر پھر کے تیرے کوچہ مین کرتے ہین ہم مقام
ہمسے مسافرون کو یہ منزل عزیز ہی

صحبت سے کوئی کیونکہ حسن کے نہووے خوش
شاعر ہی یار باش ہی قابل عزیز ہی

سیر ہی تجھسے مری جان جدھر کو چلیے
تو ہی گر ساتھ نہ ہووے تو کدھر کو چلیے

خواہ کعبہ ہو کہ بتخانہ غرض ہمسے سُن
جس طرف دل کی طبیعت ہو اُدھر کو چلیے

زلف تک رخ سے نگہ جاوے نہ اِک دنکے سوا
شام کو پہونچیے منزل جو سحر کو چلیے

جب مین چلتا ہون ترے کوچہ سے کترا کے کبھی
دل مجھے پھیر کے کہتا ہی اِدھر کو چلیے

اتنی کیا جلدی ہی اے قافلۂ اشک تھین
ٹک بنا ہے مرے بھی لخت جگر کو چلیے

کوہ و صحرا کے سوا کہہ تو بھلا اے ناصح
لیکے ساتھ اپنے کدھر دیدۂ تر کو چلیے

ان دنوں رات اسی فکر مین کٹتی ہی حسن
صبح کب ہووے کہ پھر یار کے گھر کو چلیے

شب جو تم ہمسے خفا ہو کر سحر کو اُٹھ گئے
شمع ساں رو رو کے ہم بھی دل جگر کو اُٹھ گئے

تھے ابھی تو پاس ہی اپنے قرار و ہوش و صبر
تیرے آتے ہی نجانے وہ کدھر کو اُٹھ گئے

تو نہ نکلا گھر سے باہر صبح سے لے شام تک
دیکھ دیکھ آخر ترے دیوار و در کو اُٹھ گئے

کس سے پوچھوں حال مین باشندگانِ دل کا ہاے
اِس نگر کے رہنے والے کس نگر کو اُٹھ گئے

اے خوشا وے جو کہ وارستہ تعلق سے ہووے
جس جگہ چاہا رہے چاہا جدھر کو اُٹھ گئے

دیر و کعبہ ہی کو جانا کچھ نہین لازم غرض
جس طرف پائی خبر اُسکی اُدھر کو اُٹھ گئے

شہر مین رونے کے ہاتھوں جب ترہنے پائے ہم
کوہ و صحرا کی طرف لے چشم تر کو اُٹھ گئے

پوچھتا ہی حال کیا آوارگانِ ہند کا
کچھ اِدھر کو اُٹھ گئے اور کچھ اُدھر کو اُٹھ گئے

تو اکیلا اس جگہ بیٹھا کریگا کیا حسن
تیرے ساتھی تو کبھی کے اپنے گھر کو اُٹھ گئے

ہم نہ تنہا اُس گلی سے جان کو کھو کر اُٹھ گئے
سیکڑوں یاں زندگی سے ہاتھ دھو کر اُٹھ گئے

دیکھنے پائے نہ ہم اشکوں کا اپنے کچھ ثمر
تخم گویا یاس کے یہ تھے جو بو کر اُٹھ گئے

کل ترے بن باغ مین کچھ دل نہ اپنا جو لگا
اشک خونین مین گلوں کو ہم ڈبو کر اُٹھ گئے

لوٹتے ہین اس ادا و ناز پر اور غش ہین ہم
تھے وہ احمق جو کہ تیری کھا کے ٹھوکر اُٹھ گئے

جان و دل ہم اِک جگہ بیٹھے تھے کوچہ مین ترے
پاسبان کے ہاتھ سے آوارہ ہو کر اُٹھ گئے

تو گیا تھا ڈھونڈھنے اُنکو کہاں وے تو حسن
تیرے گھر مین آئے بیٹھے لیٹے سو کر اُٹھ گئے

کس سے اب بات کرین اور نہین ہم کس سے
مر گیا دل ہی وہ اپنا کہ خوشی تھی جس سے

کم کہا ہمنے جو کچھ تمنے کیا ظلم و ستم
تمکو توفیق خدا دیوے زیادہ اس سے

اپنی محرومی طالع سے نہین یہ بھی بعید
بیٹھتے ہی جو ہمارے وہ اُٹھے مجلس سے

کسکی ہمچشمی کا دعوی تو رکھے ہی ناحق
کچھ بھی سوجھی ہی تجھے کہیو صبا نرگس سے

کوئی دیتا نہین تحقیق خبر اُسکی حسن
پوچھتا پھرتا ہون سودائی سا مین جس تس سے

شمع سان اپنی ہی ہستی سے ستم ہمنے سہے
اپنی آہون سے جلے اپنے ہی اشکون مین بہے

عمر دہ روزہ مری روتے ہی روتے گذری
یون کٹے زیست کے دن جیسے کہ جاتے ہین دہے

گو نہو روز ملاقات میسر تو نہو
پر بھلا اتنا تو ہوئے کہ میان گاہ گہے

ق

کل کہا اُس سے کسینے کہ حسن کہتا ہی
اب نہین ملنے کا مین اُس سے وہ محظوظ رہے

ہنس کے کہنے لگا یہ باتین ہین مین تب جانون
سامنے ہو کے مرے وہ یہ اگر بات کہے

اُسکے کوچے سے صبا گر ادھر آجاتی ہی
دل کے نالون کی مفصل خبر آجاتی ہی

گرچہ اُس زلف سے کچھ کام نہین اب تو ولے
سانپ کے کاٹے کی سی اک لہر آجاتی ہی

میرے ہوتے ہی تمہین غیر سے تھی کرنی بات
دل مین کچھ کچھ پھر اسی بات پر آجاتی ہی

یہ غضب ہی کہ وہ روٹھا ہوا پھرتا ہی جو یان
خواب مین بھی وہی صورت نظر آجاتی ہی

ذکر چھیڑے کوئی اب کیونکہ مرا اُسکے حضور
وانتو ہر بات مین تیغ و سپر آجاتی ہی

سوجھتا کچھ نہین اُسوقت میان اپنے تئین
یاد جسوقت تری موکمر آجاتی ہی

کاٹ دیتا ہی وہ ہر بات مین سنتا ہی نہین
بات میری کبھی مجلس مین گر آجاتی ہی

اک وفاداری جو ہی آب و گل اپنے مین حسن
پھر طبیعت نہین پھرتی جدھر آجاتی ہی

ہوئی ہی خو یہانتک چشم کو حیرت سے تکنے کی
کہ عین وصل مین فرصت نہین مژگان جھپکنے کی

صدائے کوس رحلت ہی جوانان چمن پر یہ
صدا ہوتی ہی گلشن مین جو غنچہ کے چٹکنے کی

کہانتک کاوشین ہمسے کریگا غیر کی خاطر
کبھی تو ہمسے بھی گر آہ ای بدخو فلک نیکی

نہ تھا اسوقت مین تو غیر کوئی ای بہانہ جو
تجھے پھر کیا چلی تھی پاس سے میرے سرکنے کی

تری سنتا بھی ہی ناصح کوئی تو کس سے کہتا ہی
عبث بکوانہ مجھکو تجھکو تو عادت ہی بکنے کی

ہمارے ہاتھ سے ساغر چھینا غیرون کو دیتا ہی
خدا کے واسطے خوبی تو ٹک دیکھو بہکنے کی

تپ ہجران مین دل ست چشم کو دے رخصت گریہ
کہ اس آتش کی خاصیت ہی پانی سے دہکنے کی

مجھے کیا سوجھتا گر تو نہوتا سامنے میرے
بصارت چشم مین پیدا تری ای مہ جھلکنے کی

حسن جب شمع کو دیکھون ہون روتے تب مجھے صورت
نظر آتی ہی آنکھون مین ترے آنسو ڈھلکنے کی

ہوا کیا ظلم ہمپر آہ اس طاقت کے جانے سے
کہ یون ہم یک بیک ہٹکے ترے کوچہ کے آنے سے

کہین کیا عشق کے شہرے نے وہ بھی بات اب کھوئی
وگرنہ دیکھ جاتے تھے تجھے سو سو بہانے سے

کسی نے حظ اُٹھائے اور کسی نے لذتین اسکی
مگر ہمنے اُٹھائین حسرتین ہی اس نہ مانے سے

کسی کا کام دل برہم نہو ڈرتا ہون ای ظالم
بہت اُلفت ہوئی ہی کچھ تری زلفون کو شانے سے

بڑا مشاق ہی تو فن خونریزی مین ای نوخط
مجھے معلوم ہوتا ہی تری آنکھین لڑانے سے

بہت آرام تھا جو کھٹ پہ اُسکی خاک کو میری
جدا کسنے کیا یارب اِسے اُس آستانے سے

قفس مین قید کر صیاد دیا تو دام مین لیجا
اُٹھایا ابتو ہمنے دل ہی اپنے آشیانے سے

ہوے بس شمع و پروانہ تو آخر ہاتھ اُٹھا شعلے
اِدھر اِسکے رُولانے سے اُدھر اُسکے جلانے سے

کہا ہمنے اُسے ٹک بات کر اپنے حسن سے بھی
لگا کہنے کرون مین بات کیا ایسے دوانے سے

قفس تک کیا چلی تھی باغبان کو گل کے لانے کی
نہ تھی شاید خبر اِسکو کسی کے جیسے جانے کی

پڑھونگا خط تو مین قاصد یہ تو یہ مجھسے کہ جلدی
کہ کہدی ہی زبانی کچھ بھی اُسنے اپنے آنے کی

کسی کوچہ مین میری خاک کو رہنے دیا ہوتا
صبا تجھکو چلی تھی کیا اسے در در پھرانے کی

گئے وہ دن جو غیرون کی بھی ہم باتین اُٹھاتے تھے
نہین ہی ابتو دل مین تاب تیری بات اُٹھانے کی

شگفتہ ایسے غنچہ کو تو زخمون ہی سے کرنا تھا
طرح کوئی نتھی اور اس سوا دل کے ہنسانے کی

وہی آرام سے بھر نیند سوئے آکے دنیا مین
رہی جنکے سرہانے خشت تیرے آستانے کی

زمین و آسمان کو ایک کردیوین ابھی دم مین
اجازت دے اگر ٹک ہمکو وحشت خاک اُڑانے کی

نہین منظور گر تمکو کسیکا محو کر دینا
تو پھر ہی وجہ کیا آئینے کو مکھڑا دکھانے کی

نہین کچھ خوب مل مل بیٹھنا یہ خوبرویون مین
حسن تونے نکالی چال پھر دل کے لگانے کی

پھر جگر سے آہ اُٹھی اور طپش اسدم ہوئی
ہمنے جانا تھا کہ شاید کچھ یہ آتش کم ہوئی

سنتے ہی جلنے کی اُسکے غیر کی مجلس مین ہاے
کیا کہون جو کچھ کہ حالت میری ای ہمدم ہوئی

دشمنی کو زہر سے کہنے مین دیتے ہین مثل
میرے حق مین دوستی بھی ان بتون کی سم ہوئی

ٹک تھنبے تھے کل ہمارے اشک بہنے سے کہ آج
پھر خیال اُسکا بندھا اور چشم پھر کچھ نم ہوئی

مو پریشان اشک ریزاو متصل کھینچے ہی آہ
شمع کسکے غم مین یارب صاحب ماتم ہوئی

دور ہی سے دیکھ ہم تجھکو ذرا ہوتے تھے خوش
چرخ کے ہاتھون سے وہ صحبت بھی اب برہم ہوئی

اور بھی کچھ زخم دل کے چاک تجھسے ہو چلے
صبح تو کیسی ہمارے واسطے مرہم ہوئی

خاک ہو اپنی پریشان وہ لگے دامن کو ہائے
ہم ہوے یون غیر تیرے اور صبا محرم ہوئی

ہی گرہ کیسی یہ غم کی اپنے دل مین ای حسن
ہمنے جون جون اسکو کھولا اور یہ محکم ہوئی

آنکھون مین ہین حقیر جس تس کے
نظرون سے گر گئے ہین ہم کس کے

دل کا ہمدم علاج مت کر اب
زخم مرہم پذیر ہین اسکے

کون آتا ہی ایسا ہوش ربا
صبر و طاقت یہان سے کیون کھسکے

دیکھتی ہی یہ کسکی آنکھون کو
کیون کھلے ہین یہ چشم نرگس کے

بس کہین تھک بھی آسیاے فلک
ہو چکے سرمہ ہم تو اب پس کے

جی سے رہتے ہین اپنے اُسپہ نثار
دل سے ہوتے ہین دوست ہم جسکے

گو نہین اب کبھی تو ای پیارے
ہم بھی تھے یار تیری مجلس کے

تو تو خوش ہی کہ تیرے کوچہ مین
ایک تڑپا کرے اور اک سسکے

مر گئے پر بھی یہ حسن نہ مندے
منتظر چشم تھے ترے کس کے

گر گئے چھڑیون سے یہ کٹ کٹ کے
پر مژہ سے نہ لخت دل اٹکے

رایگان یون اُڑا نہ ہمکو فلک
خاک ہین ہم کسی کی چوکھٹ کے

ٹک تو اونچی ہوا ای صدا لے جرس
دشت مین کب تلک کوئی بھٹکے

تو ہی جب اپنے در سے دیوے اُٹھا
پھر کدھر جا کے کوئی سر پٹکے

ہم سے لئے بیٹھے دیکھا کرین
اور دے شانہ زلف کو جھٹکے

چاند آتا تو ہی ترے مُنھ پر
بدر کی طرح پر کچھ اک گھٹ کے

نہ مندے بعد مرگ چشم حسن
منتظر تھے یہ کسکی آہٹ کے

پھر اگر دل یہ مرا نالہ کی بنیاد کرے
آہ سر پر مرے صد محشر بیداد کرے

یان تو سنتا ہی نہین بات کسی کی کوئی
دل مرا مثل جرس کب تئین فریاد کرے

بعد مرنے کے بھی لعنت ہی حسن سے یارب
مشت پر میرے صبا وان سے نہ برباد کرے

زندگی یہ ستم یار اور وہ بخت زبون
کس توقع پہ بھلا دل کو کوئی شاد کرے

وصل مین بھی نہ گئی چھیڑ یہی کہتا رہا
کہ تجھے ایسا بھلا دون کہ بہت یاد کرے

نام آزادی کا تب لیوے کوئی دنیا مین ‏ ‏ قید ہستی سے جب اپنے تئین آزاد کرے

شعر کہنے سے یہ حاصل ہی کہ شاید کوئی
بعد مرنے کے حسن اپنے تئین یاد کرے

تیرا خیال ہر دل مین اگر نہووے ‏ ‏ کعبے کا دیکھنا بھی مدِ نظر نہووے
مانگی تھی آہ کس نے یارب کہ آہ ایسی ‏ ‏ ہمکو ملی کہ جسمین کچھ بھی اثر نہووے
غیرون کی طرف ہرگز مت دیکھ اور جو دیکھے ‏ ‏ تو دیکھ یون کہ اصلاً اُنکو خبر نہووے
کیا جی کسیکا تجھسے جو سنگدل کو چاہے ‏ ‏ دل تجھسے وہ لگاوے جسکا جگر نہووے
عزّت نہ ہی قفس مین نہ وقر ہی چمن مین ‏ ‏ مجھسا کوئی جہان مین بے بال و پر نہووے
جو ضد کہ ساتھ میرے ہی گردش فلک کو ‏ ‏ دشمن کو بھی جو پوچھو تو اسقدر نہووے
مجھکو سُنا کے اُس سے جاتے ہین غیر ملنے ‏ ‏ کیا ہو مزا کہ اپنے وہ آج گھر نہووے
جس رات کو کہون مین ہووے نہ صبح تو ہو ‏ ‏ مانگون سحر کا ہونا جس شب سحر نہووے

بیٹھے ہین ملنے والے اُسکے کہین حسن یان
مذکور پر کچھ اُسکے یہ چشم تر نہووے

مُنھ اپنا خشک ہی اور چشم تر ہی ‏ ‏ ترے غم مین یہ سیر بحر و بر ہی
خبر لے دلکی اُس سے جسکا گھر ہی ‏ ‏ کسی کے گھر کی ہمکو کیا خبر ہی
وہ اب کیونکر نہ کھینچے آپ کو دور ‏ ‏ ہمارے چاہنے کا یہ اثر ہی
ہمین کچھ وہ نہین ہین آہ ورنہ ‏ ‏ وہی ہی شام اور وہ ہی سحر ہی
ہمین دیکھو نہ دیکھو تم ہمین تو ‏ ‏ تمھارا دیکھنا مد نظر ہی
سنا لے مرتے مرتے گل کو بلبل ‏ ‏ کوئی نالہ ترے دل مین اگر ہی
اُٹھاتا ہی جو روز اُٹھ درد و غم کو ‏ ‏ کسے طاقت ہی میرا ہی جگر ہی
کبھی بستا تھا اِک عالم یان بھی ‏ ‏ یہ دل جواب کہ اُجڑا سا نگر ہی

کہا چاہے ہی کچھ کہتا ہی کچھ اور
حسن دھیان ان دنون تیرا کدھر ہی

سو کی اک بات مین کہی تو ہی
یعنے جو کچھ کہ ہی وہی تو ہی

دید وا دیدہ کو غنیمت جان
حاصل زندگی یہی تو ہی

تیرے دیدار کے لئے یہ دیکھ
جان آنکھون مین آرہی تو ہی

ڈھگیا ہو نہ خانۂ دل آج
سیل خون چشم سے یہی تو ہی

وان بھی راحت ہو یا نہ ہو دیکھین
اک مصیبت یہان سہی تو ہی

مجھسا عریان کہان ہی گل اُسکے
رنگ کے بر مین اک یہی تو ہی

تیرے احوال سے حسن بارے
اُسکو تھوڑی سی آگہی تو ہی

دیکھین گے پھر ان آنکھون سے ہم روے یار بھی
ہو ویگا یہ تمام کبھی انتظار بھی

آئینہ ہی کو کب تئین دکھلاؤ گے جمال
باہر کھڑے ہین کتنے اور امیدوار بھی

دشمن تو تھے ہی پر تری اس دوستی مین اب
بیزار ہمسے ہو گئے ہین دوستدار بھی

گذری تمام عمر اسی آرزو مین ہاے
دو چار باتین تمنے نہ کین ایکبار بھی

برگشتہ طالعی کا کرین اپنی کیا بیان
پھر گئے ہین ہمسے خنجر مژگان یار بھی

کیا جانے تیرے کشتے کدھر خاک ہو گئے
پایا نہ اُنکا آہ نشان مزار بھی

وقت وداع بسکہ تجھی پر نظر گئی
ہونے نپاے آپ سے ٹک ہم دوچار بھی

گر تو نہین تو جاکے کرین کیا چمن مین ہم
تجھ بن ہمین خزان سے ہی بدتر بہار بھی

اک جان ناتوان ہی شکوہ حسن نہین
ٹھہرا نہ اپنے پاس دل بیقرار بھی

ہی جاے حذر ڈر یو ذرا چشم بتان سے
ہر پل مین نیا فتنہ اک اُٹھتا ہی یہان سے

دل پاس نہین میرے نہ کچھ کہ مجھے ناصح
اسوقت تو بیزار ہون مین اپنی بھی جان سے
وان کی نہ سرائت نہ یہان آگ بجھائی
کچھ ہمکو تو حاصل ہوا اشک روان سے
اُٹھنا ترے کوچہ ہی سے دشوار ہی ورنہ
آسان تو اُٹھنا ہی بہت ہمکو جہان سے
کسکا کرین ہم شکوہ کہ جون شمع یہان تو
جو سر پہ بلا آئی سو اپنی ہی زبان سے
آنا تو یہان نکا کیا موقوف ہی تمنے
پر خیر و خبر اپنی تو بھیجا کرو وان سے

نہ رنگ ہی منہ پر ترے نہ دل ہی ترے پاس
سچ کہیو حسن آج تو آتا ہی کہان سے

کیونکر بھلا لگے نہ وہ دلدار دور سے
دونی بہار دیوے ہی گلزار دور سے
نزدیک ہی سے شرم ہی اتنا تو ہو بھلا
دیکھا کرین کبھی کبھی دیدار دور سے
جی تو بھرا نہ اپنا کسی طرح کیا ہوا
دیکھا اگر اُسے سر بازار دور سے
بے اختیار اُٹھتی ہی بنیاد بیخودی
آتی ہی جب نظر تری دیوار در سے

نزدیک ٹک بٹھا کے حسن کا تو حال دیکھ
آیا ہی قصد کر کے یہ بیمار دور سے

الٰہی یا تو یہ بیتاب دل سنبھل جاوے
نہین تو خون ہو آنکھون سے اب نکل جاوے
کٹی ہو جسکی سدا عمر وصل مین یارو
کہو تو ہجر مین کس طرح وہ بہل جاوے
یہ تو ہی ہی جو اثر تجھکو کچھ نہین ورنہ
ہمارے نالون سے تو سنگ بھی پگھل جاوے
مین اس خرابی سے مارا پڑا ہون رستے مین
جو تو بھی گذرے ادھر سے تو ہاتھ مل جاوے

نہ تڑپیو تو دم قتل ای حسن ہرگز
کہ دست یار مبادا کہین نہ چل جاوے

ہم باغبان کے ہاتھون یون اُجڑے اس چمن سے
آوارہ ہو کے نکلے جیسے کوئی وطن سے
ہی نقش پاے ناقہ نقش جبین سے باہم
محمل کے ساتھ شاید نکلا ہی قیس بن سے

سینے سے آہ دل سے نالے جگر سے افغان
نکلے یہ سب ولیکن نکلی نہ جان تن سے

پھر پھر کے مصر ہی مین پھرتی ہی کیا صبا تو
کنعان کو بھی تو مہکا ٹک بوے پیرہن سے

تکرار ہر سخن پر جی چاہتا ہی کیجے
پائی ہی بسکہ لذت ہمنے ترے سخن سے

گل کا نہ رو نہ اتنا غنچہ کا منہ مثل پھر
دین اُس رخ و دہن کو کس منہ سے کس دہن سے

بیٹھی ہی کیا بنی یان خسرو کے ساتھ شیرین
بگڑی ہی بیطرح وان تیشہ سے کوہکن سے

ہرگز نہ ہوش آیا اُسکو کبھی عزیزان
بیہوش ہو کے نکلا جو اُسکی انجمن سے

ہنستے ہو بولتے ہو خوش پھرتے ہو سبھی سے
بیزار ہو رہے ہو کیون اسقدر حسن سے

تڑپنے کی نہین نکلی ہی حسرت تیرے بسمل سے
ٹک اک پھر دیکھ لے مڑکر ذرا کہدیجو قاتل سے

ہین وہ غربت زدہ واماندہ رہ ہون کہ جون کوئی
وطن سے دور ہو ادہر اُدہر ہو دور منزل سے

کیا ہی حسن کے پرتو نے کسکے بحر کو مضطر
یہ موجین اپنا سر پٹکے ہین کیون پھر پھر کے ساحل سے

نہین ہے اب غبار اپنا بھی اُٹھ سکتا نہین یارب
نہین معلوم ایسے گر گئے ہین کسکے ہم دل سے

کہون کیا ناتوانی کو کہ اُس سے دور رکھتی ہی
برنگ نقش پا ہر ہر قدم ہر اُسکے محمل سے

گئے وہ دن جو بالین سے اُٹھا کر سر پٹکتے تھے
جواب چاہین کہ کروٹ لین تو لیجاتی ہی مشکل سے

حسن کچھ فکر جلد ایسے کرو واں کے بھی جانے کا
رہو گے کب تلک بیٹھے یہان تم آہ غافل سے

رہنے نہ دیگا اُس بن یہ دل تو ایکدم بھی
کیون رو ٹھکر ہم اپنا کھو دین عبث بھرم بھی

کیونکر تری گلی سے وہ ناتوان جاوے
طاقت نہووے جسکو چلنے کی اک قدم بھی

کس بات مین ہو تسکین اُسکی وہ کیونکہ جیوے
شادی کے بدلے جسکو ہرگز ملے نہ غم بھی

اپنے تئین اُٹھائے بیٹھے ہین جو جہان سے
ہی اُنکے تئین برابر ہستی بھی اور عدم بھی

کہا تو قسم کہ پھر بھی آونگا گو نہ پھر آ
بخشے ہی دل کو تسکین جھوٹی تری قسم بھی

بلبل نے تو چمن مین نالے کیے ہزارون
اُس گل کے سامنے تو مارا نہ ہمنے دم بھی

اللہ رے حسن اُسکا اللہ رے اُسکی خوبی
ساری خدائی مین ہی بس ایک وہ صنم بھی

ق

ہو مہربان جسپر دو حکم قتل اُسکو
دنیا سے ہی نرالا کچھ آپ کا کرم بھی

یہ حال وہ نہین ہی جو ایک دن مین لکھیے
مشکل ہی اس بیان کا کرنا بہت رقم بھی

بس دل لکھون کہانتک احوال مختصر کو
ہاتھون سے میرے ابتو نالان ہی قلم بھی

تو عشق مین پھرے ہی دیوانہ جون حسن اب
اک دن اسی طرح سے پھرتے تھے خوار ہم بھی

ترے بغیر تو نخل امید بار ندے
جو تو نہووے چمن مین تو گل بہار ندے

نیا دے بادیہ گردیکا وہ مزا جبتک
خراش آبلۂ پا کو نوک خار ندے

بہار لالہ نہو گلشن گریبان مین
بجاے آب جو خون چشم اشکبار ندے

ذرا ٹھہر تو سہی دل ملیگا یار ترا
تو اپنے ہاتھ سے اپنا بھی اختیار ندے

خدنگ غمزہ کے لگنے کی دلکو ہو نہ خبر
اگر یہ نالۂ دل سینہ مین پکار ندے

کہا نہین مین تجھے کچھ سنیگا مجھسے بھی
مجھے تو گالیان غیرون مین بار بار ندے

حسن بساط مین دل ہی یہ تیری ای جانباز
تو من چلا ہی نہایت کہین یہ ہار ندے

ہزار حیف کچھ اپنی ہمین خبر نہوئی
تمام عمر تھکے پر مہم یہ سر نہوئی

شب فراق مین رو رو کے مر گئے آخر
یہ رات جیسی تھی ویسی رہی سحر نہوئی

ترے خدنگ نگہ کے مقابل ای ظالم
سواے سینہ کے میرے کوئی سپر نہوئی

نہ پہونچی عرش کے نزدیک آہ کو لیکن
صبا کی طرح زمین پر تو دربدر نہوئی

وہ کونسی گئی شب ہجر کی کہ جسمین حسن
سرشک خون سے بالین تمام تر نہوئی

جو ہی وہ تیری چشم کا بادہ پرست ہی
القصّہ اپنے حال مین ہر ایک مست ہی

ہین اپنے دل مین کیونکہ تجھے عیش راہ دون
یا نتو کسی کے درد و الم کی نشست ہی

دل سے کہ یا کسی کے نظر سے گرا کہین
کیون آہ میرے دیدۂ دل پر شکست ہی

بیٹھے ہین جبتلک تبھی تک دور ہی عدم
جلنے کو جب ہوے تو پھر اک دم کی جست ہی

اُٹھ جائین گر یہ بیچ سے اپنے نکات وہم
پھر ایک شکل دیکھنے مین نیست ہست ہی

اس ملک دل کا خانۂ مشکین رقم کی طرح
تحریک زلف ہی سے ترے بند و بست ہی

ہی اسکی در نشینی مین رتبہ ترا حسن
از بسکہ خاکساری مین تو سب سے پست ہی

نہ آہ حزین ہی نہ دلِ غمزدہ یان ہی
جلتا ہی یہ اک سوختہ اور اُسمین دھوان ہی

پھر دل کی خبر پوچھیو ناصح ذرا چپ رہ
کیا جانیئے اسوقت مرا دھیان کہان ہی

سوزش کو مری پوچھیے آہون سے کہ جون شمع
جو سوز مرے دل مین ہی سو منہ پہ عیان ہی

محشر پہ بھی امید نہین وصل کی ہمکو
تیری تو ملاقات نہ یان ہی نہ وہان ہی

ابرو و مژہ غمزون کو اُسکے کہون کیا کیا
جس طرح کہ صحبت مجھے اب انسے یہان ہی

سینہ ہی اِدھر سر ہی کلیجہ ہی ہمارا
برچھی ہی اُدھر تیغ ہی اور تیر و کمان ہی

کیا جانیئے کیا گذری حسن پر نہین معلوم
کچھ کل سے وہ خاموش ہی اور اشک فشان ہی

کیا جانیئے کہ شمع سے کیا صبح کہ گئی
اک آہ کھینچ کر جو وہ خاموش رہگئی

یا نتک تو ضعف تھا کہ جدھر کو نگہ گئی
مانند نقش پا کے وہین لگ کے رہگئی

تعمیر ہونے پائی نہ اس دل کے گھر کی آہ
بنتے ہی بنتے کچھ یہ عمارت تو ڈھگئی

لیجائے جیسے غنچۂ پژمردہ کو صبا
یون آہ لیکے لخت جگر تہ بتہ گئی

سینہ کے دل جگر کے دہکتے ہین ہائے داغ
کیا جانے آہ آج یہ کیا باد بہ گئی

رنج و بلا و جور و ستم داغ و درد و غم
کیا کیا نہ دل کے ہاتھوں مری جان سہ گئی

بیٹھے تھے تھک کے چرخ کے ہاتھوں سے ایک جا
افسوس اپنے ہاتھوں سے وہ بھی جگہ گئی

اتنو کچھ اِن دنون مین وہ رہتا ہی مہربان
شاید کہ دن پھرے وہ شب رو سیہ گئی

ناخن نہ پہونچا آبلۂ دل تلک حسن
ہم مر گئے یہ ہمسے نہ آخر گرہ گئی

نہ ہم مین اب توان ہی نہ اس دل مین تاب ہی
اور عشق اب تلک وہی گرمِ عتاب ہی

بیتابی دل کی دیکھے کہ جلنا جگر کا ہائے
عاشق کی زندگی بھی سراسر عذاب ہی

کل تک تو آس تھی ترے بیمار عشق کی
پر آج بیطرح کا اُسے اضطراب ہی

مین نے کہا کہ داغ مرے دل کے ٹک تو گن
تیوری چڑھا کے کہنے لگا بیحساب ہی

ہم سادہ لوحی اپنی سے یان منتظر ہین اور
مدت سے وان جواب کو خط کے جواب ہی

شیطان رقیب ڈریو پلٹنے سے اسکے تو
یہ آہ آتشین مری تیرِ شہاب ہی

ملنا ہمین سے ایک نقطہ ہی گنہ تمھین
اورون کے ساتھ پھرنا تو وراثھ ثواب ہی

اُلجھا ہی اُسکی زلف مین شانہ مگر کہین
جو اس طرح سے دل کو مرے پیچ و تاب ہی

کیا جی ہی ابر کا کہ جو یون روے متصل
شاید ترے حسن کا یہ چشم پر آب ہی

کوئی نہین کہ یار کی لادے خبر مجھے
ای سیل اشک تو ہی بہا دے اُدھر مجھے

یا صبح ہو چکے کہین یا مین ہی مر چکون
رو بیٹھون اس سحر ہی کو مین یا سحر مجھے

نہ دیر ہی کو سمجھون ہون نہ کعبہ یہ ترا
پھرتا ہی اشتیاق لئے گھر بگھر مجھے

منت تو سر پہ تیشہ کی فرہاد تب مین لون
جب سر پٹکنے کو ہو دیوار و در مجھے

ق

کیا جاؤن جاؤن کرتا ہی جانان تو بیٹھ جا
مین دیکھون تجھکو اور تو دیکھا اک نظر مجھے

پھر کوئی دم مین آہ خدا جانے یہ فلک
لیجاوے کس طرف کو تجھے اور کدھر مجھے

رونا کبھی جو آنکھوں بھی دیکھا نہ تھا حسن
سو اب فلک نے دل کا کیا نوحہ گر مجھے

کل جو تم ادھر سے گذرے ہم نظر کر رہ گئے
جی میں تھا کچھ کہیے لیکن آہ ڈر کر رہ گئے

جب نکچھ بس چل سکا اپنا تو ہم حسرت سے ہائے
دیکھکر منھ کو ترے اک آہ بھر کر رہ گئے

سر بہت پٹکا قفس میں اپنا ہم نے ہمصفیر
کوئی نہ پہونچا داد کو فریاد کر کر رہ گئے

نامہ بر کی یا کبوتر کی کہ دل کی رکھیے آس
اپنے تو یاں سے گئے جو واں وہ مر کر رہ گئے

کل کسی کا ذکر خیر آیا تھا مجلس میں حسن
اس دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دھر کر رہ گئے

نالوں سے کیا حسن کے تو اسقدر رکے ہی
اک آدھ دم کو پیارے جھگڑا ہی یہ چکے ہی

غمزہ نگہ کرشمہ کس کس کو کہیے ہمدم
جو شے ہی لوٹنے کو دل ہی یہ آن جھکے ہی

کس کسکی میں خبر لوں آتش سے غم کی یارب
ادھر تو دل جلے ہی ادھر جگر پھکے ہی

صبا سے یہ کہا رو رو کے کل گلشن میں بلبل نے
کہ میرے آہ و نالے پر نہ رکھا گوش ٹک گل نے

نکچھ شکوہ ہی دل ہی سے نکچھ جھگڑا ہی طالع سے
یہاں تک کام پہونچایا مرا تیرے تغافل نے

صبا کوچے سے تیرے ہو کے آئی ہی ادھر شاید
کہ عقدے غنچۂ دل کے لگے کچھ خود بخود کھلنے

کوئی رو کے تمھیں کس کس طرف ہم ہاے ششدر زمین
برنگ کعبتین اب تو لگے تم سب طرف ڈھلنے

پھنسایا ہم کو دل ہی نے غرض دام محبت میں
نہ تیرے جعد گیسو نے نہ تیرے زلف و کاکل نے

نے آئے ناز پر تجھکو نیاز و عجز ہی میرے
جفا و جور سکھلایا تجھے میرے تحمل نے

حسن یاں تک ہوا دیوانہ تیرے عشق میں آخر
کہ اس سے رفتہ رفتہ بات کرنی چھوڑدی گل نے

وصل کا عیش کہاں پر غم ہجران تو ہی
لب خندان تو نہیں دیدۂ گریان تو ہی

آرزو اور تو کچھ ہمکو نہین دنیا مین
ہان مگر ایک ترے ملنے کا ارمان تو ہی

حال کیا پوچھے ہی حیرتکدۂ دھر کا دیکھ
آئنہ یا نکا ہر اک دیدۂ حیران تو ہی

دام سے خط کے چھٹا دل تو نہین خاطر جمع
قید کرنے کو ابھی زلف پریشان تو ہی

الچلا دل کو جو وہ شوخ تو ہمدم نہ بُلا
آ بھی آویگا وہ ہم پاس ابھی جان تو ہی

گو نہو عیش کا اسباب میسر تو نہو
واسطے دل کے غم و درد کا سامان تو ہی

ایک ہی دم مین کیا سر کو جُدا خوب کیا
تیغ کا تیری یہ سر پر مرے احسان تو ہی

گو ہوے جیب کے ٹکڑے تو نہین غم ہمکو
چاک کرنے کو ہمارا ابھی دامان تو ہی

جو پڑے عشق کی آفت مین وہی جانے حسن
خلق کے کہنے مین یون عاشقی آسان تو ہی

آنکھون سے خون اپنے یہ کہتا نہین نجائے
پر ساتھ اُسکے لپٹا ہوا دل کہین نجائے

اتنی تو چاہیئے تجھے پاس شکستہ دل
جو آوے تیرے یان سو وہ اندوگہین نجائے

صبر و قرار و ہوش و خرد سب یہ جائین
پر داغ عشق سینہ سے ای ہمنشین نجائے

دیر و حرم مین جاکے جو چاہے پھر آسکے
پر آوے جو گلی مین تری وہ کہین نجائے

ہم گریہ ناک ہین یہ سدا سے ہی عیب پوش
آنکھون سے دور اپنے کہین آستین نجائے

ہی پارۂ عقیق جگر دیکھیو کہین
ای چشم تیرے ہاتھ سے ایسا نگین نجائے

نکلے نہ جان تن سے حسن کی تو تب تلک
جب تک تو اُسکے سر پہ دم واپسین نجائے

دل لگے اپنے یار سے ابکی
خط اُٹھایا بہار سے ابکی

لخت دل برگ گل کے طرز جھڑے
مژہ کی شاخسار سے ابکی

جس طرح آگے پھر گئے تھے کہین
پھر نہ پھریو قرار سے ابکی

دیکھین کیا کیا شگوفے پھولین گے
اس دل داغدار سے ابکی

گر وہ آوے تو اتنا کہیو حسن
مر گیا انتظار سے اب کی

کیا خاک صبر آوے اور کیا قرار ہووے
آنکھون سے دور جسکے تجھسا نگار ہووے

وہ کم نما کہین جو اس سے دوچار ہووے
اس بیقرار دل کو کیون ہی قرار ہووے

گھر سے کہین نکل اب یا دے جواب ہمکو
در پر ترے کہانتک اب کوئی خوار ہووے

لو ہو کے جائے حسرت آنکھون سے اُسکی ٹپکے
تیغ نگہ سے تیری جو دلفگار ہووے

ہون کشتۂ مژہ مین تربت پہ میری جانان
لازم ہی گل کی جا گہ گر کوئی خار ہووے

زخمون سے تو جگر کے یہ کچھ بہار دیکھی
جب دل کے داغ پھولین تب کیا بہار ہووے

کیونکر نہ رحم آوے اسکو حسن یہ ہمدم
جب دوست اُسکا ایسا زار و نزار ہووے

جان مین میری جان آئی تھی
کل صبا کسکے پاس لائی تھی

پھر دہک اُٹھی آگ دل کی ہائے
ہمنے رو رو ابھی بجھائی تھی

کل بگولون سے بھر گیا تھا دشت
کسکی وحشت نے خاک اُڑائی تھی

ہند مین اپنے سچ اگر کہیے
کفر ہوتا ہی پر خدائی تھی

شانہ اترا نہ تو ہی ہمکو بھی
کبھی اُس زلف تک رسائی تھی

شب سے دل آپ مین نہین ناصح
ایسی کیا بات اُسنے سُنائی تھی

اب وہ دل ہی نہین رہا جسمین
درد و اندوہ کی سمائی تھی

پوچھیو شمع سے کہ کیونکہ کٹی
رات جو میرے سر پہ آئی تھی

دل کو روؤن کہ یا جگر کو حسن
مجھکو دونون سے آشنائی تھی

گر واقعی مزاج مین تیرے غرور ہی
تو بولنا تو غیر سے بھی کیا ضرور ہی

نزدیک مرگ پہلی ہی منزل مین پہونچے ہم
اور راہ عشق کی تو ابھی ہمسے دور ہی

ہم درد کے بھرون کی تو رسم فغان نہین
خالی ہی نَے اسی لیے اُسمین یہ شور ہی

مدت سے دیکھتا ہون کہ آئینہ کی مثال
مین اُسکے سامنے ہون وہ میرے حضور ہی

رکھون کہان مین اپنے پریزاد کو حسن
شیشہ جو ایک دل کا مرے ہی سو چور ہی

یار گر اپنے پاس ہو جاوے
زندگی کی پھر آس ہو جاوے

قاصدا ایسی نہ بات کچھ کہیو
جس سے دل بدحواس ہوجاوے

مژدۂ وصل دے طبیب اول
پھر دوا دے کہ راس ہو جاوے

جسکے دل مین وہ گل بسے اُسکے
داغ مین گل کی باس ہو جاوے

مین تو اُس ڈر سے کچھ نہین کہتا
تو مبادا اُداس ہو جاوے

اب تو مرتا ہون ای نسیم اُسسے
کہہ کہ ٹک میرے پاس ہو جاوے

جسکو سمجھا ہون مین حسن اُمید
کہین وہ بھی نہ یاس ہو جاوے

شب فراق مین ای کاش دم نکل جاوے
کہ عمر عمر کا اس دل سے غم نکل جاوے

چمن مین گل تو نپٹ پھول پھول بیٹھے ہی
جو آوے یار ابھی تو بھرم نکل جاوے

ہو میرے عشق کا شہرا تو نام مجنون کا
جہان کے صفحہ سے پھر یک قلم نکل جاوے

مین ساتھ نامے کے جی اپنا بھی روانہ کیا
کہ نامہ بر سے بھی بڑھکر قدم نکل جاوے

حسن کے سینے سے یارب کہین یہ دل گم ہو
کہ اس بچارے کا درد والم نکل جاوے

شمع سان رات کیا سُنی ہمنے
جس سے رو رو کے صبح کی ہمنے

غم کے آغاز ہی مین مر گئے آہ
آخر کار کچھ نکی ہمنے

ایک دن بھی نہ چین پایا ہاے ۔ تیرے ہاتھون سے زندگی ہمنے
کر کے بسمل نہ تو نے پھر دیکھا ۔ بس اسی غم مین جان دی ہمنے
مین کہا جی مرا لیا کسنے ۔ ہنس کے کہنے لگا کہ جی ہمنے
ملک مین عشق کے جو آسودہ ۔ ایک دیکھی تو بیکسی ہمنے

زلف مشکین مین دل پھنسا کے حسن
اک بلا اپنے سر پہ لی ہمنے

مین کہا تھا کبھی سے یہ کچھ ہی ۔ جسکا عالم ابھی سے یہ کچھ ہی
جا سے شکوہ نہین سلوک اسکا ۔ دیکھتا ہون کبھی سے یہ کچھ ہی
جبسے دیکھا ہی تجھکو اب تو کیا ۔ حالت دل تب ہی سے یہ کچھ ہی
ہمنے جانا سخن کی شیرینی ۔ اسکی شکر لب ہی سے یہ کچھ ہی

دن کو تو خیر تھی حسن پہ کچھ
بیقراری شب ہی سے یہ کچھ ہی

عرق کو دیکھ منھ پر تیرے پیارے ۔ فلک کو پیٹھ دے بیٹھے ہین تارے
کبھی وہ دن بھی ہو ویگا کہ جسدن ۔ گلے سے پھر ملین گے ہم تمھارے
چمن مین کسنے دل خالی کیا ہی ۔ لہو سے جو بھرے ہین پھول سارے
نہین ہوتی میسر وصل کی رات ۔ چلے جاتے ہین یونہین دن ہمارے

رقیبون کو ملین گل اور ہمین داغ
حسن کیا بخت الٹے ہین ہمارے

گلون کو دیکھ کے تجھ بن تو اور داغ ہوے ۔ چمن مین آن کے ہم خوب باغ باغ ہوے
ترے سراغ نے ایسا ہی گم کیا ہمکو ۔ کہ اس جہان سے ہم آپ بے سراغ ہوے
یون تلک تو نہ پہونچے کسی کے ہم ای ولے ۔ اگر ہزار بنے جام سو ایاغ ہوے

بُرا کہا نہین ہمنے تو کچھ رقیبون کو — سبب بتاؤ تو کیون ہمسے بدماغ ہوے

دیئے جو عشق نے اُسکے حسن جگر پر داغ
تو دودمان سے اپنے سبھی چراغ ہوے

شمع کہتی تھی یہی شام سے بلتے بلتے — صبح تک جی نرہیگا مرا اب جلتے جلتے
میرے رخساروں سے لے تا بسرِ دامنِ خاک — جا دے پڑ پڑ گئے ہین اشک کے ڈھلتے ڈھلتے
دسترس پاؤن تلک اُسکے نہو ہاے ہمین — ہاتھ بھی گھس گئے افسوس سے ملتے ملتے
دانۂ اشک کے مانند نہ پھولے نہ پھلے — یون ہی ضایع ہوے ہم خاک مین رلتے رلتے

انتہا بادیۂ عشق کا پایا نہ حسن
ہمتو مر مر گئے اس راہ مین چلتے چلتے

کبھی جو اُس سے ملاقات مجھسے ہوویگی — تو مین یہ کہتا ہون کیا بات مجھسے ہوویگی
مجھے یہ غم ہے کہ آوے گا بعد میرے وہ شوخ — تو کیونکہ اُسکی مدارات مجھسے ہوویگی
پھرے تو غیرون مین اور مین جدا رہون مجھسے — یہ طرح جینے کی ہیہات مجھسے ہوویگی
مجھی کو رونے دے اے ابر اور تو نہ برس — جہان مین اب کی یہ برسات مجھسے ہوویگی

حسن تو عشق کے جھگڑے سے مت ہراسان ہو
جو ہوگی حرف و حکایات مجھسے ہوویگی

گر چمن مین تو اُٹھ کے چل بیٹھے — سرو گل باغ سے نکل بیٹھے
اُٹھ گئے آج جان دل کیدھر — آہ پھرتے تھے یہ تو کل بیٹھے
دیکھکر تیری تیغ کی ہیئت — وے جو رستم تھے سو بھی ٹل بیٹھے
ہے یہ خطرا کہ چرخ کجرفتار — اور ہی چال کچھ نہ چل بیٹھے
دے جگہ یارب ایسی کوئی جہان — بے خلل اُٹھے بے خلل بیٹھے
ناصحو سُنتا ہے تمہاری کون — ہانکتے ہو یہ کیسا زٹل بیٹھے

اس زمین ہی مین ای حسن ہمنے
رات کہہ لی یہ اور غزل بیٹھے

وے ہی منزل سے اپنی چل بیٹھے
اس سرا سے جواب نکل بیٹھے

دلِ گم گشتہ کی طرف سے ہم
کفِ افسوس اپنے مل بیٹھے

تیرے کوچہ سے اب کہان جاوین
بس یہین یار ہمتو تھل بیٹھے

وجد کا اپنے حال تو کہو کچھ
شیخ مجلس مین کیون اچھل بیٹھے

دلربا سامنے سے آتا ہی
ٹک حسن کو کہو سنبھل بیٹھے

کیون ان دنون حسن تو اتنا جھٹک گیا ہی
ظالم کہین ترا دل کیا پھر اٹک گیا ہی

ای نالۂ جرس ٹک لیجو خبر شتابی
ناقہ سے دور رہکر مجنون بھٹک گیا ہی

کہہ سرگذشت اپنی دیوار و در سے تیرے
رو رو کے آج کوئی سر کو پٹک گیا ہی

وحشت مژہ کھلی یون کیون رہگئی ہین یارب
کسکا تصور اسنے دامن جھٹک گیا ہی

شاید کہین حسن نے کھینچی ہی آہ شاید
کانٹا سا اک جگر مین اپنے کھٹک گیا ہی

ہمسے تو کسی کام کی بنیاد نہووے
جبتک کہ ادھر ہی سے کچھ امداد نہووے

ہمکو بھی نہین چین ترے غمزون سے دلبر
جبتک کہ نیا اک ستم ایجاد نہووے

ای آہ ذرا اٹھیو تو آہستہ کہ وہ جو
تھوڑا سا اثر ہی کہین برباد نہووے

دی تھی یہ دعا کسنے مرے دل کو الٰہی
اجڑے یہ گھر ایسا کہ پھر آباد نہووے

دیکھا نہ کسی وقت مین ہنستے ہوے اسکو
یہ بھی کوئی دل ہی جو کبھی شاد نہووے

بھولے سے بھی بھولو نہ کبھی غیرونکا تم نام
اور نام ہمارا ہی تمھین یاد نہووے

کیون دیکھو ہوا اسکا قد و رو بلبل و قمری
کیا سمجھے ہو تم یہ گل و شمشاد نہووے

مر جائین قفس مین یونہی ہم آہ تڑپکر
اتنی جو خبر لینے کو صیاد نہووے

دل جل کے جہان سرمہ ہوا قیس کا ابتک — اُس جا پہ جرس بھو نچے تو فریاد نہووے
میرے لئے قاتل بھی اگر ہووے تو ہووے — پر غیر کے حق مین تو وہ جلاد نہووے

وارستہ جو ہو قید سے ہستی کے تو بہتر
پر دام سے تیرے حسن آزاد نہووے

نہ ہم ہوش مین مے پرستی سے گذرے — ہوے جبکہ بیہوش ہستی سے گذرے
نہ ٹھہرا ذرا قافلہ اس سرا مین — لئے حسرتین یا نکی بستی سے گذرے
رہے ہے جسمین خطر اسد انیستی کا — بس ای زندگی ایسی ہستی سے گذرے
بکھیڑین کبھی زلف کو اُسکی ہم تو — اگر شانہ بھی پیشدستی سے گذرے
ہوا کچھ نہ خطرا ہمین مثل سایہ — اگرچہ بلندی و پستی سے گذرے

چلی اب جوانی کہو ٹک حسن سے
خدا کے لئے بت پرستی سے گذرے

کبھی کبھی جو مرے دل مین ہوش آتا ہی — تو پھر تری ہی محبت کا جوش آتا ہی
سراغ ناقۂ لیلیٰ بتا یئو ای خضر — کوئی جرس کی طرح پر خروش آتا ہی
بتان کے کوچہ مین لٹتا ہی دیکھتے ہین اُسے — جو کوئی آہ یہان دلفروش آتا ہی
مغان یہ دیکھونگا جوش و خروش میکا تری — کوئی گھڑی کو مرا بادہ نوش آتا ہی

حسن کو کیا ہوا یارب کہ اُسکے کوچہ سے
کچھ آج روتا ہوا پھر خموش آتا ہی

دل کی زمین سے کونسی بہتر زمین ہی — پر جان تو بھی ہو تو عجب سرزمین ہی
سر کو نہ پھینک اپنے فلک پر غرور سے — تو خاک سے بنا ہی ترا گھر زمین ہی
سوتا پھرا ہی کون یہ سرگشتہ ای فلک — جیدھر نظر پڑے ہی اُدھر تر زمین ہی
آئینہ کی طرح سے نظر ہی تو دیکھ لے — روشن دلون کی گھر کی منور زمین ہی

شاید نہا کے آج نچوڑی ہی تو نے زلف ۔ گھر کی تمام تیری معنبر زمین ہی
گیتی سے نے زیر چرخ رکھا ہی سبھون کو تھام ۔ اس کشتی جہان کی لنگر زمین ہی
لے دل سے چشم تک مرے دریا سا ہی بھرا ۔ دونون گھرون کی غرق سراسر زمین ہی
اول ہی ہی باعث خونریزی جہان ۔ زیور ہی زن ہی زور ہی یا زن زمین ہی
اس تنگنائی دہر سے جاؤن کدھر نکل ۔ اودھر ہی آسمان اور ایدھر زمین ہی
جز خون کوہکن نہ اُگے وانسے کوئی گل ۔ شیرین کی راہِ عشق کی پتھر زمین ہی

روندے ہو نقش پا کی طرح جسکو تم حسن
دیکھوگے کوئی دن یہی سر پر زمین ہی

تم پاس سے جو اپنے غیرون مین جا کے بیٹھے ۔ ہمکو یہ آئی غیرت ہم منھ چھپا کے بیٹھے
جب پاس میرے آئے تب منھ بنا کے بیٹھے ۔ اِک دن نہ پیار سے تم پہلو مین آ کے بیٹھے
ناصح وہی جو مجھکو کرتے تھے آ نصیحت ۔ کوچے مین تیرے دیکھا باتین بنا کے بیٹھے
جانیکا قصد تیرے جیدھر سنا اُدھر کو ۔ دوکاندار اپنے سودے لگا کے بیٹھے
آہون سے گو جلے دل یا جی رکے دھوئین سے ۔ اُس شوخ پر ہم اب تو دھونی رما کے بیٹھے
جون شمع داغ ہون مین ان شعلہ رو کے ہاتھون ۔ یانتک ہنسے کہ آخر مجھکو رُلا کے بیٹھے
دم اپنا روتے روتے کیونکر اُلٹ نجاوے ۔ مدت کے بعد آئے سو منھ پھرا کے بیٹھے
تم کہہ گئے تھے مجھکو تو بیٹھ مین یہ آیا ۔ مین اُٹھ گیا جہان سے تم خوب جا کے بیٹھے
ق
یہ کیا ہی گرمجوشی پیارے خلاف عادت ۔ گھٹنے سے آج میرا زانو دبا کے بیٹھے
کیا پیستے ہو مجھکو تمسے نہ یہ نبھے گی ۔ کیون مجھ غریب سے تم تکیا لگا کے بیٹھے

غمگین نہو حسن تو یہ ناز ہی تجھی پر
یون اور سے وہ آ کے کب منھ تھتھا کے بیٹھے

آپ کو اُسنے اب تراشا ہی ۔ قہر ہی ظلم ہی تماشا ہی

اسکو لیتے بغل مین ڈرتا ہون
نازکی مین وہ شیشہ باشا ہی

کیا کہون اپنے سیم تن کا حال
گاہ تولا ہی گاہ ماشا ہی

تیرے کوچہ سے اُٹھ نہین سکتا
کس وفا کشتہ کا یہ لاشا ہی

گر فرشتہ بھی ہو حسن تو وہان
گالی اور جھڑکی بے تحاشا ہی

استنے آنسو تو نہ تھے دیدۂ تر کے آگے
ابتو پانی ہی بھرا رہتا ہی گھر کے آگے

دمبدم مجھکو تصور ہی اُسی دلبر کا
رات دن پھرتا ہی میری وہ نظر کے آگے

ہین یہ ای جان مری دل سے مجھے اپنے عزیز
تیرے داغون کو مین رکھتا ہون جگر کے آگے

گرمی اپنی کو فراموش کرین مہروشان
سرد ہو جائین سب اُس رشک قمر کے آگے

باد تندی سے میان تیری مجھے حیرت ہی
کیونکہ رکھتا ہی طپانچون کو کمر کے آگے

تیرے دانتون سے مین تشبیہ ندون گوہر کو
یوتھہ کو قدر نہین سلک گہر کے آگے

زور سے کام نکلتا نہین بے زر کے دئیے
زر بھی حربہ ہی ترا ایک بشر کے آگے

زر اگر بر سر فولاد نہی نرم شود
زور کا زور دھرا رہتا ہی زر کے آگے

کسکو کہتا ہی میان یان سے سرک یان سے سرک
ق کوئی بیٹھا نہین آکر ترے در کے آگے

یہ تو مجلس ہی جہان بیٹھ گئے بیٹھ گئے
کیون جگہہ بدلے کوئی کاہیکو سر کے آگے

اب کہان جائے حسن ہاتھون سے تیرے ظالم
رکھ لیا تو نے اسے تیغ و سپر کے آگے

وہ طبیعت کی کجی اور وہ رکھائی نہ گئی
ہم بھلون سے بھی تری آہ برائی نہ گئی

اپنی سوگند جو دی اُستے تو کھائی نہ گئی
ایک بھی بات محبت کی چھپائی نہ گئی

وہ نظر باز ہین تاڑ گیا نظرون مین
روبرو اُسکے تو کچھ بات بنائی نہ گئی

ترے ابرو کا مین عاشق ہون کہون کیونکہ نہین
مجھسے اس بات پہ تلوار اُٹھائی نہ گئی

دل کے بٹھا نہ خوشی سے تو کبھو ایک بھی رات
آئے دن کی یہ تری مجھسے لڑائی نہ گئی

دل مین آنکھون نے تری صاف کیا عالم کو
تو بھی ظالم ترے دیدے کی صفائی نہ گئی

شیخ تو نیک و بدِ دخترِ رز کیا جانے
وہ بچاری تو ترے پاس نہ آئی نہ گئی

ناتوانی کا مین آنکھون کی تری قائل ہون
پشت پا سے نگہِ ناز اُٹھائی نہ گئی

اس طرح روٹھ گئی جان مری مجھسے کہ مین
مر گیا تو بھی وہ بیرحم منائی نہ گئی

ہنس کے پھر میان مین کرلی نہ بھلا ایدھر دیکھ
ایک بھی تجھسے تو تلوار لگائی نہ گئی

عشق کے آنیکا سبب میرے وہ کل پوچھ رہا
پر حسن مجھسے پہیلی یہ بتائی نہ گئی

رونے مین خون دل کے صورت ہزار دیکھی
برسات مین شفق کی کیا کیا بہار دیکھی

دل کو لگا کے تجھسے ایذا جفا مصیبت
جو کچھ نہ دیکھنی تھی سو ہمنے یار دیکھی

شہر بتان مین دل کو روتے پھرے ہین بیدل
دل ہی کی ہر طرف یان ہمنے پکار دیکھی

عاشق کو ڈوبتے ہی دریاے غم مین دیکھا
کشتی کسی کی اس سے ہمنے نہ پار دیکھی

اُسنے تو خس برابر احسان کچھ نہ مانا
پلکون سے ہمنے اُسکے دہلی بُہار دیکھی

در در ہمین پھرایا گھر گھر ہمین جھکایا
بس تیری ہمنے خوبی اے روزگار دیکھی

مد نظر رہی کسپر ظالم جو آئینہ سے
کنگھی یہ ہاتھ پھیرا ابرو سنوار دیکھی

کیا تھا کہ آج ناقہ بے ساربان پایا
مجنون کے ہاتھ ہمنے اُسکی مہار دیکھی

یانتک تو تھا حسن کو کل انتظار تیرا
آنکھون مین اُسکے ہمنے جانِ نزار دیکھی

رات غیرون کا بیانِ آہ و زاری کر گئے
آپ اچھی آکے میری غمگساری کر گئے

کچھ بگڑتے اور کچھ زلفین بناتے آن کر
رات مجھ بیمار کی تم اور بھاری کر گئے

غیر اپنے روبرو یون تمسے مل مل بیٹھتے
کیا کہین کل ہم بڑی خاطر تمھاری کر گئے

کاہلا سنکر مجھے آئے پہ چپ بیٹھے رہے
کہنے سننے کو ذرا بیمارداری کر گئے

سیکڑون بیدل ترے کوچے مین دل کے واسطے
اپنے جی سے تو نہایت خاکساری کر گئے

لیکے دامن منھ پہ اپنے اسکے کوچہ کی طرف
جب ہم آئے موسم ابر بہاری کر گئے

باد چلکر جس طرح منھ برس جاتا ہی کہین
آہ بھرتے آن نکلے اشکباری کر گئے

کیا کرینگے یاد اس دنیا مین آکر وے غریب
صرف غم مین اپنی جو اوقات ساری کر گئے

اب کہان آہون کی دستی اور کہان وہ فوج اشک
ہم بھی کوئی دن غمون کی فوجداری کر گئے

قیس کا مدت سے برہم ہوگیا تھا سلسلہ
اپنی ہم دیوانگی سے اسکو جاری کر گئے

غیر کو اودھر بٹھایا رات اور ادھر مجھے
دشمنی مین بارے اتنی دوستداری کر گئے

حال میرا اس سے جو پوچھا کسی نے تو کہا
وے ہی یہ جو آکے کل یان بیقراری کر گئے

ہنستے کٹے ہین بھلے چنگے ہین انکو کیا ہوا
سوچ بھولے آئے تھے گلا گذاری کر گئے

مجھسے چھپکر میرے ہمسایون مین آئے رات کو
گالیان دیدیکے ناحق میری خواری کر گئے

کل محلہ سے حسن کے دل طلب کرتے تھے جو
آج یان بھی آکے وے خانہ شماری کر گئے

تنہا نہ ایک نرگس ڈھل ڈھل کے دیکھتی ہی
تجھکو تو شمع بھی کچھ گھل گھل کے دیکھتی ہی

وله

بازی بگڑ گئی ہو تو اسکو سنوارئیے
دل کو قوی ہو دیجیے جی کو نہ ہارئیے

عاشق ہون جیسے رنگ سنہری کلی اسکے مین
لیجاتے ہین دھوان مری آہون کا نیارئیے

شبنم کی طرح سیر چمن بھی ضرور ہی
رو دھوکے ایک رات یہان بھی گذارئیے

مارا حسن بتون نے بنارس کے تیے آہ
جیسے لگے پچھنے یہ مشرد کٹارئیے

منھ کہان یہ کہ کہون جائیے اور سو رہئیے
خوب اگر نیند ہی تو آئیے اور سو رہئیے

تکیہ زانو کا مرے کیجیے بے خوف و خطر
آپ تشریف ادھر لائیے اور سو رہئیے

آج کی چاندنی وہ ہی کہ کسی شوخ کے ساتھ
کھول آغوش لپٹ جائیے اور سو رہیئے

یونتو ہرگز نہین آنے کی تمھین نیند مگر
مجھسے قصّہ مرا کھوائیے اور سو رہیئے

غم ہوا تھا مری راتون کا تمھین کس کس دن
مُنھ مرا آپ نہ کھلوائیے اور سو رہیئے

گر نہین ہم بھی کہین پائنتی اب جائین کہان
آپ اتنا ہمین فرمائیے اور سو رہیئے

تخت جاگے ہین شب ماہ مین جو یار ہی پاس
چاندنی تخت پہ بچھوائیے اور سو رہیئے

اُس دا کا ہون مین دیوانہ کہ انگڑائی لے
مجھسے کہتا ہی کہین جائیے اور سو رہیئے

ڈر خدا کا ہی نہین اور صنم کو لیکر
ایک جا ہم تجھے دکھلائیے اور سو رہیئے

طپش عشق کی گرمی سے چلے جاتے ہین
چھانون ٹھنڈی کہین ٹک پائیے اور سو رہیئے

یہ بلا فکر سے کچھ نیند ہوئی ہی کہ حسن
جی مین آتا ہی کہ کچھ کھائیے اور سو رہیئے

جلد حسن و جمال جاتا ہی
نہین رہتا یہ حال جاتا ہی

جب تلک دیکھتا نہین اُسکو
دل مین کیا کیا خیال جاتا ہی

کونسے وقت عرض حال کرون
وہ تو ہر وقت ٹال جاتا ہی

جسکا ہوتا ہی غم سے دل بھاری
وہ ترے در پہ ڈال جاتا ہی

سرسون آنکھون مین یون نہ پھولے اب
زرد اوڑھے دوشال جاتا ہی

صاف سمجھا نہین مجھے عاشق
بات کہتے سنبھال جاتا ہی

جان دیتا ہون جلد دیکھون تو
نامہ بر کیسی چال جاتا ہی

نکتہ چینون نے کچھ کہا تو کیا
کوئی اسمین کمال جاتا ہی

کچھ رہائی نظر نہین آتی
یون ہی اب کا بھی سال جاتا ہی

آہ مثل شب جوانی جلد
کیا یہ روزِ وصال جاتا ہی

دلبری وہ صنم کرے میری
کچھ بھلا احتمال جاتا ہی

یون خدا کی خدائی ہی معمور — پر کب اپنا خیال جاتا ہی

تو تو خوش ہو حسن کے جانے سے
تیرا رنج و ملال جاتا ہی

مین نے دشمن سے دوستداری کی — اپنے ہاتھون سے اپنی خواری کی
خاک درخاک ہو گئے آخر — یان تلک ہمنے خاکساری کی
غم کا دریا بھرا تھا کیا دل مین — جس سے چشمون نے نہر جاری کی
جس طرف دل گیا گئے ہم بھی — جان کی اپنی پاسداری کی
کچھ بھی اُسنے کیا نہ قول و قرار — ہمنے ہرچند بیقراری کی
اُسنے جانا نہ کان وُ کان بھی کچھ — ق — رات دن مین نے آہ وزاری کی

تسپہ حیرت ہی یہ کہ تو نے حسن
کس بھروسے یہ اشکباری کی

ہمسے گر محجوب ہو کر نازنین رہ جائین گے — ہم بھی اپنے منھ پہ دھر کر آستین رہجائین گے
بس نہوا اپنا تو پھر کیا کیجیے وقتِ وداع — آپ کو ہم تھام کر اپنے تئین رہجائین گے
دیر و کعبہ پر نہین کچھ منحصر اے دوستان — دل جہان ہو گا ہمارا ہم وہین رہجائین گے
ناتوانون کا نہ چھوڑو ساتھ راہِ عشق مین — ورنہ یہ فرقت زدہ واندوہگین رہجائین گے
یاد مین اُس زلف کی جاتے ہین اتو ہم چلے — شام جب سر پر پڑیگی تب کہین رہجائین گے
اپنی خاطر جمع ہی زلفِ پریشان سے تری — سب نکل جاوینگے آخر اک ہمین رہجائین گے
تیغ ابرو ہی سے کریونگے سازش یار لوگ — طاق پر تیرے دھرے سب بغض و کین رہجائین گے
پہلے اپنے بزم سے غیرون کو اُٹھوا دے شتاب — ورنہ میرے جاتے جاتے یہ لعین رہجائین گے
ہنستے جاتے ہو جدائی مین تمھین تو کھیل ہی — ہمکو رونا ہی کہ ہم تم بن غمین رہجائین گے
اب جو کچھ چاہین کہین پر ہم یہانسے جب گئے — پھر یہ سب افسوس کرتے نازنین رہجائین گے

رنگ ورو اڑجائینگے لالہ رخون کے ایک دن
ہان مگر اک داغ انکے دلنشین رہجائینگے

ق

یاد رکھ اسکو سفر سے ورنہ یہ جاتے ہی عمر
دل کے سب ارمان دل مین ہمنشین رہجائینگے

اور نہین تو یہ مقرر ہی کہ بسمل کی طرح
کرکے قاتل پر نگاہ واپسین رہجائینگے

دو جہان سے ہم کنارے ہوکے جاوینگے حسن
ہاتھ ملتے ہمپہ یہ دنیا و دین رہجائینگے

کئی دن تیرے چھپ رہنے مین اشک آنکھونسے بہا ہی
نکل خورشید رو گھر سے کہ عالم خوب تر سا ہی

نہین معلوم ہی کس عالم بالا پہ گھر تیرا
وگرنہ ای اثر نالہ تو میرا عرش فرسا ہی

خدا نا ترس کیا کافر ہی دل تیرا کہ کیا کہئے
نہ ایسا گبر ہی کوئی نہ ایسا کوئی ترسا ہی

نہین ملبوس بہتر کوئی اس عریان تنی سے بھی
یہی ہی اپنی محمودی یہی اپنا اور سا ہی

الگے کب پشم کو یہ عزت دنیا گدائی کی
کہ انکا بوریا مسند ہی اور قالین جرسا ہی

حسن صنعت سے بٹھلا اور بھی تو قافیہ لاکر
کہ تا اہل ہنر جانے کہ اسمین کچھ ہنر سا ہی

ترا ہر چند دل پتھر سے بھی کچھ سخت تر سا ہی
ولیکن سچ اگر پوچھے تو کب میرے جگر سا ہی

سوا ہی حسن ہی تیرا مہ تابان سے ای مہ رو
کہ ابرو ہی ہلال آسا تری اور منھ قمر سا ہی

گریبان چاک و رخاموش مجھکو دیکھ کہتا ہی
کرون کیا بات اس سے یہ تو کچھ دیوار و در سا ہی

مین اپنے دل کو جب دیکھون ہون تب روتے ہی پاتا ہون
یہ ہمسایہ بھی کچھ میری طرح سے نوحہ گر سا ہی

رقیب روسیہ کی کل جو تم تعریف کرتے تھے
مین اسکو آج جو دیکھا تو اک گیدی نفر سا ہی

تصدق ہوکے جاویگا کہان یہ صید دل میرا
قفس مین اسکو رہنے دے کہ یہ بے بال و پر سا ہی

نصیحت مجھکو بھی کرتا ہی ناصح کچھ سنا تمنے
بھلا مین کیا کہون اب اسکو یہ تو جانور سا ہی

وہ جو باریک بین ہین میرزا میان کو دیکھ کہتے ہین
نہین اتنی کمر اسکی کہ کہئے مو کمر سا ہی

سرایت جی یہ کرتا ہی شال اشک غم دیدہ
حسن تیرے سخن مین بھی مقرر کچھ اثر سا ہی

تمھین کچھ ایک نہ دنیا مین جفاکار ملے
جو ملے مجھکو سوا ایسے ہی وفادار ملے

ساتھ اپنے ہین اُسے خواب مین سوتے دیکھا
بارے مدت مین مجھے طالع بیدار ملے

جی تو ایسا ہی خفا تھا کہ نہ ملیے گا کبھی
پر ترے ہنس کے لپٹجانے مین ناچار ملے

ایسے ملنے سے تو کچھ اُنکے دل اپنا نہ ملا
یون تو ملنے کو ملے ہمسے پہ بیزار ملے

کچھ بلا تیرے سوا اپنا کہین جی نہ لگا
ورنہ دنیا مین بہت ہمکو طرحدار ملے

ق

کل تماشا تھا کہ مین جاتا تھا اُس شوخ کے ساتھ
مہربان ایک مجھے اور طرحدار ملے

وے اِسے دیکھ رُکے اور یہ اُنھین دیکھ رُکا
جیسے گھنسائے ہوئے ہون کہین دو یار ملے

نہ کہ مین ساتھ تھا جسکے وہ لگا کہنے کہ بس
مجھسے اب کام نرکھ جا ترے حقدار ملے

مین یہ سنکر جو گلے لگنے کو دوڑا تو وہ شوخ
ہنس کے پھر بولا کہ چل چل مری بیزار ملے

کہہ غزل اور حسن ایسی کوئی رتبہ کی
آفرین جو شعرا سے تجھے ہر بار ملے

نغمہ و عشق سے ہین سبحہ و زنار ملے
ایک آواز پہ دو ساز کے ہین تار ملے

مین تو آشفتۂ دل اور دل آشفتۂ زلف
خوب ہم دونون گرفتار گرفتار ملے

مصلحت ہی کہ تری چشم کو ہی دل سے حجاب
رنج ہوا اور جو بیمار سے بیمار ملے

دن توقع ہی توقع مین کہانتک گذرین
مرگئے ہجر مین بس اب تو کہین یار ملے

اپنی ہی وضع پہ لاوینگے خدا خیر کرے
یسطرح رہتے ہین اس شوخ سے عیار ملے

درد و رنج و الم و حسرت و داغ و غم و رشک
مجھکو کیا کیا نہ ترے عشق مین آزار ملے

ق

کیا بڑی عمر ہی دل مین ابھی گذرا تھا مرے
کہ مزا ہووے جو ایسے مین وہ دلدار ملے

بارے تو آن ہی پہونچا مرا جی شاد ہوا
مین نے اب جانا کہ ہین دونون کے اسرار ملے

موندلے جب تو ان آنکھون کو جہانسے تو حسن
دل کی آنکھون سے تجھے یار کا دیدار ملے

کیا ہنسے اب کوئی اور کیا رو سکے
دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

جس طرح جی چاہتا ہی اُس طرح
کون میرے درد دل کو کھو سکے

گھر مین جو چاہے سو کہلے پر اُسے
میرے مُنھ پر کوئی کچھ کہہ تو سکے

جو ہمیشہ ساتھ سویا ہو ترے
وہ اکیلا کس طرح اب سو سکے

کون اب داغ جگر کو ای حسن
بن مرے اشک ندامت دھو سکے

سب نقش اس فلک کے نگینے پہ آرہے
کارِ جہان تمام کمینے پہ آرہے

آگے جو دلبری تھی سو عاشق کشی ہی اب
جو کام مہر کے تھے سو کینے پہ آرہے

غصّے مین جوش مارا جو دریاے حسن نے
جلوے نزاکتون کے پسینے پہ آرہے

ڈرتا ہی دل کہ اسپہ ترقی نہو کہین
ملنے کے وقت اب تو مہینے پہ آرہے

تو کچھ نہ بولے اور مزا ہو کہ میرا ہاتھ
کاندھے سے تیرے مستی مین سینے پہ آرہے

دریاے دل کی موج سے خطرا ہی چشم کو
مت یہ کہین اُچھل کے سفینے پہ آرہے

پوٗلی تلے گذر گئی لاکھون کی عمر اب
گنبد مین کوئی کوسنے جینے پہ آرہے

جنکا دماغ عرش پہ تھا اب ہین پائمال
کوٹھے پہ جو کہ رہتے تھے زینے پہ آرہے

گنجِ نہان سے دل کے تو واقف ہوے نہ ہم
کیا فائدہ جو زر کے دفینے پہ آرہے

دو دن کے چاو چوز حسن کے وہ ہو چلے
پھر رفتہ رفتہ اپنے قرینے پہ آرہے

تو دل پر اُسکی تیغ سے بیداد ہو گئی
تن کے قفس سے جان تو آزاد ہو گئی

اک دو ہی آہین سُنکے خفا ہمسے ہو چلے
دلسوزی ایک عمر کی برباد ہو گئی

بارے ہزار شکر کہ آیا تو اس طرف
اُجڑی ہوئی یہ بستی پھر آباد ہو گئی

نالہ سُنا جو میرا تو بلبل کو جی ملا
ہمدرد وہ سمجھ کے مجھے شاد ہو گئی

دل خاک ہو رہا تھا زبس اہل بزم کا
تجھ بن شراب شیشہ مین سب گاد ہو گئی

کہتے تھے ہم کہ آگے نہ تھے شوخ بیوفا
تو نے کہا کہ تھے تو بس اسناد ہو گئی

کس کا حسن کہانکا تعشق کدھر کا دھیان
وہ دن گئے تپاک کے وہ یاد ہو گئی

بسکہ جون بدر زمانہ یہ گھٹاتا ہی مجھے
دن بدن اور ہی عالم نظر آتا ہی مجھے

حسن نیرنگیِ عالم کا عجب رنگ سے کچھ
عین نیرنگی مین سو رنگ دکھاتا ہی مجھے

اتنا معلوم تو ہوتا ہی کہ جاتا ہون کہین
کوئی ہی مجھمین کہ مجھسے لئے جاتا ہی مجھے

یاد مین کسکی کرون مجھکو کہان ہوش و حواس
اپنی ہی یاد سے یہ عشق بھلاتا ہی مجھے

طرفہ عالم ہی کہ ہر ایک سے وہ مایۂ ناز
آپ رہتا ہی الگ اور بھڑاتا ہی مجھے

چھوڑ کر مجھکو وہ تنہا کوئی جاتا ہی کہین
یہ بھی اک چھیڑ ہی اُسکو کہ کڑھاتا ہی مجھے

مجھکو کیون کھینچے لئے جاے ہی تقصیر مری
عمر ٹک رہ تو سہی کون بلاتا ہی مجھے

مجھ مین اور دل مین سدا ہی سبق عشق کا درس
مین سناتا ہون اُسے اور وہ سناتا ہی مجھے

میرے ناخونون میں مین تجھسے کئی چار ابرو
اپنی کیا تیغ سے ہر دم تو ڈراتا ہی مجھے

طائر رنگِ حنا ہون تو لگون تیرے ہاتھ
چٹکیون مین تو عبث یار اُڑاتا ہی مجھے

تجھکو منظور جفا مجھکو ہی مطلوب وفا
نہ یہ بھاتا ہی تجھے اور نہ وہ بھاتا ہی مجھے

جو مری یہ جو ہی اُسی بات کا ہی تجھکو ذوق
آہ تو دیدہ و دانستہ کھجاتا ہی مجھے

پھر پھر آئینہ مین مُنھ دیکھنے لگتا ہی حسن
ایکدم آپ مین وہ شوخ جو پاتا ہی مجھے

نگہ سے چشم سے ناز و ادا سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

کسی کی بیوفائی سے مجھے کیا
مین اپنے کام رکھتا ہون وفا سے

بہت مانگیں دعائیں ہاتھ اٹھا کر
نہ نکلا کام کچھ آخر دعا سے

مجھے ڈر ہی کہین رسوا نہو تو
جو مین رسوا ہوا تیری بلا سے

حسن دیتا ہی تو کیون جی بتون پر
ملا دینگے تجھے کیا یہ خدا سے

دیگر

بوالہوس ہو اُسے اِسے چاہیے
جو تجھے چاہے سو کسے چاہیے

کر دے اکدم مین اُسکو کچھ کا کچھ
یار تیرا حسن جسے چاہیے

چشم تر رات مجھکو یاد آئی
اپنی اوقات مجھکو یاد آئی

نالۂ دل پر آہ کی مین سنے
بات پر بات مجھکو یاد آئی

ابھی بھولی تھی دخت رز تو یہ
پھر وہ بدذات مجھکو یاد آئی

زلف مین دیکھ خال کو اُسکے
شب کی وہ گھات مجھکو یاد آئی

دیکھ لالہ کا رنگ اُسکی کفک
آج ہیہات مجھکو یاد آئی

جی پہ جسکے ستم کہین دیکھا
دل کی اوقات مجھکو یاد آئی

دیکھ روتے حسن کو شدت سے
پر کی برسات مجھکو یاد آئی

دل ہی نہ جان دینے پر اپنی دلیر ہی
اس زندگی سے اپنا بھی جی ابتو سیر ہی

تیرے تو جلد آنے مین ہرگز نہین قصور
تو کیا کرے یہ میرے نصیبون کی دیر ہی

مجھکو سواد خط نہین اور عشق ہی دو حرف
جسکا نہ پیش ہی نہ زبر ہی نہ زیر ہی

ممکن نہین کہ پھیر سلے تیری بات کا
پایا ہی کسنے اسکو یہ دریا کا پھیر ہی

گھر مین رقیب کیون نہ جتاوے سپہ گری
اپنی گلی مین کہتے ہین کتا بھی شیر ہی

مت استخوان سوختہ پر میرے روئیو
آتش چھپی ہی اسمین یہ جو نکا ڈھیر ہی

جس طرح گرد ماہ کے ہالہ ہو جلوہ گر
یون تن پہ خوشنما ترے دامن کا گھیر ہی

کس کس کے غم کو سنیے حسن اب وہ دل نہین
اپنی ہی سرگذشت سے جی اپنا سیر ہی

جس طرح کوئی شجر پر سے ثمر لے اُترے
اشک مژگان سے مرے لخت جگر لے اُترے

پوچھ مت حالت بخت سیہ و چشم سفید
ہم نصیبون سے عجب شام و سحر لے اُترے

کون سوتے نظر آیا تمھین کوٹھے پہ کہو
یک بیک چونک کے کیون تیغ و سپر لے اُترے

چڑھ سکے مُنھ نہ مرے چاک جگر کے ہرگز
نار و سوزن کو مسیحا بھی اگر لے اُترے

یون تو پیتا نہین دل ہاتھ سے ساقی کے شراب
جام اسکے لئے اب حور مگر لے اُترے

مُنھ چڑھین ہم کسی محبوب کے اب کیونکہ بھلا
اپنی قسمت سے تو ہم زور نہ زر لے اُترے

دل تو اشکون ہی مین تھا پر نہین معلوم حسن
اس مسافر کو یہ بہکا کے کدھر لے اُترے

نہ فقہ نہ منطق نہ حکمت کا رسالہ ہی
اس فن محبت کا نسخا ہی نرالا ہی

خطرا ہی مجھے اب تو چپ رہنے سے بھی اپنے
کیا ہی کہ نہ سوزش ہی وہ آہ نہ نالا ہی

دل ہی نہ کھلے اپنا تو کیجیے کیا ورنہ
سبزا ہی گلستان ہی گلزار ہی لالا ہی

کیونکر نہ ثمر لاوے شاخ ثمرہ بخت دل
سو خون جگر سے مین اس تیر کو پالا ہی

ہی دل مین وہ لیکن دکھلائی نہین دیتا
باہر تو اندھیرا ہی اور گھر مین اُجالا ہی

تعجیل نکر اے دل آنے تو لگا ہی وہ
ملجائیگا بوسہ بھی کیا مُنھ کا نوالا ہی

کیفیت میخانہ بس دیکھلی اب کیا ہی
ساقی ہی نہ صہبا ہی شیشہ ہی نہ پیالا ہی

یہ چال اگر ہی تو رہنے کا نہین اب دل
بیطرح سے اسنے تو کچھ پاؤن نکالا ہی

تو ہوتا تو کیا ہوتا کل نام ترا لیتے
گلشن مین حسن کو مین گرنے سے سنبھالا ہی

یان سے پیغام جو لیکر گئے معقول گئے
اُسکی باتون مین لگے ایسے کہ سب بھول گئے

تو تو معشوق ہی تجھکو تو بہت عاشق ہین
غم اُنھون کا ہی جو وہ جان سے نزول گئے

بیکلی اپنی کا اظہار تو کرتا نہین مین
گلرخان دیکھلے تم مجھکو عبث بھول گئے

کیونکہ کھٹکا نہ رہے سبکو اُدھر جانیکا
آہ کیا کیا نہ اسی خاک مین مقبول گئے

اپنی نیکی و بدی چھوڑ گئے دنیا مین
گرچہ دونون نہ رہے قاتل و مقتول گئے

زلف مین اُسکی بہت رہ کے نہ اترائیو دل
مجھسے کتنے ہی مری جان یہان بھول گئے

پہلی باتون کا محبت کی حسن ذکر نکر
بس وہ دستور گئے اور وہ معمول گئے

محبت مین تری جب مجھکو عالم نے ملامت کی
دل و جان نے تب آپس مین مبارک و سلامت کی

قیامت جسکو کہتے ہین یہ اک مدت کا تھا مصرع
یہ میرے مصرع موزون نے اس قد کی قیامت کی

کیا قمری نے نالہ او کھینچی آہ بلبل نے
چلی کچھ بات جب گلشن مین میرے سرو قامت کی

جب اپنا کام تیرے عشق مین تدبیر سے گذرا
چلی آنکھون سے میری سیل باشکِ ندامت کی

سخن کا یہ بزرگون کی تتبع بسکہ کرتا ہے
نکلتی ہی حسن کی بات مین اک بو قدامت کی

وہ نہین ہم جو ڈر ہی جاوینگے
دل مین جو ہی سو کر ہی جاوینگے

تجھسے جسدم جدا ہوئے ای جان
پھر یہ سُنیو کہ مر ہی جاوینگے

دید پھر پھر جہان کی کر لین
آخرش تو گذر ہی جاوینگے

جی تو لگتا نہین جہان دل ہی
ہم بھی اب تو اُدھر ہی جاوینگے

بیخبر جس طرح سے آئے ہین
اُس طرح بیخبر ہی جاوینگے

تجھکو غیرون سے کام ہی تو رہ
ہم بھی اب اپنے گھر ہی جاوینگے

دل کو لکھ پڑھ کے دیجیو تو حسن
ورنہ دلبر مُکر ہی جاوینگے

نو جوانی کی دید کر لیجے
اپنے موسم کی عید کر لیجے

کون کہتا ہی کون سنتا ہی
اپنی گفت و شنید کر لیجے

ایکبے بچھڑے ملو گے پھر کہ نہین / کچھ تو وعدہ وعید کر لیجے
اپنے گیسو دراز کے مجھکو / سلسلہ مین مُرید کر لیجے
ہی مثل ایک ناہ صد آسان / یاس ہی کو امید کر لیجے
یان عدم مین کہان ہی عشق بتان / اسکو یان سے خرید کر لیجے
وصل تب ہو اُدھر جب ایدھر سے / پہلے قطع و بُرید کر لیجے
قتل کیا بیکسی کا مشکل ہی / چاہیے جب شہید کر لیجے
اُسکی اُلفت مین روتے رو کے حسن / یہ سیہ مو سپید کر لیجے

دل جنھون نے کہین لگائے تھے / کیا اُنھون نے مزے اُٹھائے تھے
مثل آئینہ کیا عدم سے ہم / تیرا مُنھ دیکھنے کو آئے تھے
اب جہان خار و خس پڑے ہین کبھی / ہمنے یان آشیان بنائے تھے
ہو کے مشتاق تیری جھڑکی کے / آپ اپنا پیام لائے تھے
تیرے خط نے بھی ایک عالم کو / ہند کے سے سمین دکھائے تھے
ق
جسکا جی تھا اُسے دیا پھر کیا / کچھ ہم اپنی گرہ سے لائے تھے
اپنا سمجھے تھے آپ کو سو غلط / خوب دیکھا تو ہم پرائے تھے
لیکے رخصت حسن کئی دم کی / سیر کو یان کی ہم بھی آئے تھے

کیون رنگ سرخ تیرا اب زرد ہو گیا ہی / تو ہی مگر ہمارا ہمدرد ہو گیا ہی
وے دن گئے کہ دل مین ہتا تھا درد اپنے / اب دل نہین سراپا اک درد ہو گیا ہی
اتنا تو فرق مجھمین اور دل مین ہی کہ تجھ بن / مین خاک ہو گیا ہون وہ گرد ہو گیا ہی
ہی چاک چاک سینہ کیونکر چھپے تو دل مین / یہ تو مکان سارا بے پردہ ہو گیا ہی

کس طرح شیخ چھیڑے اب دخت رز کو آکر اُس طرف سے بچارا نامرد ہو گیا ہی

یان کیا نہ تھا جو وان کی رکھے حسن توقع
دونون جہان سے اپنا دل سرد ہو گیا ہی

دیکھنے بیٹھا جو وہ مہ اپنے گھر کی چاندنی جبتلک بیٹھا رہا تب تک نہ سر کی چاندنی
نور باقی ہی نہ آنکھون مین نہ دل مین روشنی تیرے بن کیا جا کے دیکھین بحر و بر کی چاندنی
ایک شب تو پھر بھی آجا آنکھین بس ہوگئین سفید کب تلک دیکھا کرین اُجڑے نگر کی چاندنی
ململ کے کپڑون مین یون ہی جلوہ گر اُسکا بدن دھوپ جیسے شام کی ہو اور سحر کی چاندنی
شعلۂ دل کا تصرف ہی کسی عاشق کی یہ ورنہ کب بھاتی تھی تجھکو بام و در کی چاندنی
تھی مین شب کی وہ تیرے چاند سے مکھڑے تلک اب کہان کی روشنی پیارے کدھر کی چاندنی
سیج پھولون کی بچھی ہو ماہرو بیٹھا ہو پاس دیکھنا تب لطف دیوے یکدگر کی چاندنی
یاد آتا ہی کسی موسم کا اس جا لوٹنا جب نظر پڑتی ہی مجھکو تیرے گھر کی چاندنی

سیکڑون عالم دکھاتی ہی حسن دلبر کے ساتھ
ٹھنڈی ٹھنڈی باد اور پچھلے پہر کی چاندنی

صید کو دل کے جال رکھوائیے بارے تمنے بھی بال رکھوائیے
اُسکے پتون نے کج ادائی کی مہ کے سر پر ہلال رکھوائیے
ہر طرف ہوگئے تھے وصل مین غم ہجر نے پھر بحال رکھوائیے
لعل و گوہر کا گنج ہی یہ دل مین یہان اپنے مال رکھوائیے
نذر کو تیری ہمنے آنکھون مین گوہر بیمثال رکھوائیے
رشک سے شب کا دل ہوا پرزے اُسنے جب منھ پہ خال رکھوائیے

کھینچ مت تیر آہ دل سے حسن
اُسنی ہی دیکھ بھال رکھوائیے

نہ خیالِ دل نہ فکرِ جان ہی — رات دن اُسی کا دھیان ہی

تو ملے تنہا تو ہین تجھسے کہون — دل مین جو جو کچھ مرے ارمان ہی

آج بارے وہ ملا ہمسے صنم — اپنے اُس اللہ کا احسان ہی

حسن کیا ہی ادر کیا ہی عشق یہ — عقل اپنی اس جگہ حیران ہی

بے ادائی ہی ترے جانے مین او رہ — تیرے آنے مین سراپا آن ہی

یون تو رونے کو سبھی روتے ہین پر — میرے ہی رونے پہ کچھ طوفان ہی

اُسکی اس ظاہر پہ تو مت جائیو — ہی تو وہ انسان پر شیطان ہی

مین سمجھتا ہون حسن اُس شوخ کو
ایک یکتا ہی وہ کیا نادان ہی

بس ہی اتنا ہی تیرا پیار مجھے — او حسن کہکے تو پکار مجھے

عندلیب بہار خوبان ہون — نہین درکار لالہ زار مجھے

لئے جاتی ہی ہوش سے ہر دم — تیری یہ چشم پر خمار مجھے

گل ہزارون کو آہ جسنے دیے — دل دیا اُسنے داغدار مجھے

بیقراری پر اپنی مرتا ہون — کیون ہی آتا نہین قرار مجھے

سوچتا کچھ تو آج دل مین گیا — دیکھ روتے وہ زار زار مجھے

سخت دشمن ہے یہ کہ تجھسے جدا — لیے پھرتا ہی روزگار مجھے

عین گلشن مین ہون پہ چون تصویر — نظر آتی نہین بہار مجھے

رونے اور جلنے ہی کو ڈھالا ہی — یدِ قدرت نے شمع وار مجھے

عشق بازی مین دل نہ ہار حسن
کاش اُسکے عوض تو ہار مجھے

ہوتا گران تبون ہین وفادار ایک بھی — کرتا مین دلدہی مین نہ تکرار ایک بھی

گو خوبان ہین سب پہ تغافل تو ہی غضب
کافی ہی جی کے لینے کو آزار ایک بھی

ہوتا اگر تو عہد مین یوسف کے ای عزیز
کرتا نہ منھ اُدھر کو خریدار ایک بھی

ہی کلیہ کہ حسن کو ہرگز نہین وفا
دیکھا مین باوفا نہ طرحدار ایک بھی

سو سو خیال دل مین گذرتے ہین روز و شب
وعدہ اگر کرے ہی وہ دلدار ایک بھی

آئے تھے دام مین تو کئی پر سب اُڑ گئے
میرے سوا رہا نہ گرفتار ایک بھی

تقصیروار مین ہی ترا ہون خدا کرے
ایسا نہو سے کوئی گنہگار ایک بھی

سو باتین آپ جھوٹی بنا دے تو کچھ نہین
مانے نہ سچ ہماری وہ عیار ایک بھی

گر لاکھ بات مجھکو کہے وہ تو ہمنشین
دیجو نہ تو جواب خبردار ایک بھی

کیا جانیے کہ کسکی مرادین بر آئیان
خواہش ہوئی نہ اپنی تو زنہار ایک بھی

جیتے ہی جی تلک نہین دلسوزیان حسن
لایا چراغ گور پر اب یار ایک بھی

غزل دیگر

مطلع

جو چاہے آپ کو تو اُسے کیا نہ چاہیے
انصاف کر تو چاہیے یہ یا نچاہیے

ہنستے ہنستے کوئی طرح ہو جائے
جس مین کچھ تاؤ بیچ تو کھائے

تیرے قدمون سے وہ لگے ظالم
جو کوئی اپنے سر سے ہاتھ اُٹھائے

میرا جلنا ہی گر مراد تری
تو صنم اپنے تو خدا سے پائے

روگ جی کا ہوا یہ دل نہوا
کب تلک کوئی رنج اسکا اُٹھائے

دل کو پامال کر رکھا ہی مرے
کیون نہ جوتی دکھا کے تو اترائے

کیا کرون تیرا پانون ہی درمیان
ورنہ پاپوش تیری مجھ تک آئے

جی سے کہتا ہی تو یہ ہی جو تی
کیا ہو گر تیرے دشمنون پر جائے

باغ مین جا کے ای حسن تنہا
کیا کوئی ہو نہال کیا پھل پائے

سیر لالے کی یارب یون ہی
جس طرح سے جلے کو کوئی جلائے

تو کسی سے اگر ملا نکرے — اسقدر دل مرا کڑھا نکرے
گر الگ سب سے تو رہا نکرے — ایک سے ایک پھر ملا نکرے
کیون نہ دیکھے تجھے کوئی ای ماہ — کیا کرے اپنا سو جھنا نکرے
آئینہ مین تو دیکھ اپنا منہ — تجھسے کیونکر کوئی صفا نکرے
بس جو میرا ہو یہ منادی دون — بیوفا سے کوئی وفا نکرے
کیون مین اس طرح رات دن رووُن — تو کسی سے اگر ہنسا نکرے
نقش پا اپنے تو مٹاتا چل — تا کوئی اسپہ ٹوٹکا نکرے
اپنی اس ہستی و عدم مین رہ — کیا کرے کوئی اور کیا نکرے
دید تک دل تبون کی ہی مختار — پر کہین اور جو چلا نکرے
عشق مین خوبیان سہی ہین پر — روز و شب دل اگر جلا نکرے
حق ادا کا تری ادا ہو تب — بے ادائی کی جب ادا نکرے
منہ کو باندھے رہے کوئی کب تک — کیا کرے کچھ اگر کہا نکرے
ق
کچھ تمھاری تو بات ایسی نہین — کوئی قسمت کا بھی گلا نکرے
مین کہا دل مین درد ہی میرے — ہنس کے کہنے لگا خدا نکرے
پھر جو کچھ جی مین آگئی تو کہا — مجھکو پیٹے اگر دوا نکرے
کل کسی نے کہا حسن سے تو — آشنائی کرے وفا نکرے

ہنس کے کہنے لگا کہ ایسے سے
آشنائی مری بلا نکرے

مین یہ کہتا نہین کوئی بت دلخواہ سے ملے — دل مین جو بستا ہی بہرے مرے اللہ سے ملے
ماہ عید و مہ ذی الحج سے نہین مجھکو حصول — وہ مہینہ نظر آجائے کہ وہ ماہ ملے
مدعا ظاہری و باطنی اپنا ہی یہی — چشم بیدار ملے اور دل آگاہ ملے

ہمتو بدخواہ تھے اب ذکر ہمارا ہی عبث
بارے یہ اور جو ہین یہ تو ہوا خواہ ملے

ای خوشا روز کہ ہو گرد مرے خیل بتان
وے کہین یانسے نکل ہین کہون گر راہ ملے

تو مری چاہ سے بیزار ہی جتنا ای شوخ
اُتنی ہی چاہ ہی مجھکو کہ تری چاہ ملے

اتفاق اپنی یہ قسمت کا ہی سبحان اللہ
تھی خبر کسکو کہ یون مجھسے وہ ناگاہ ملے

ہجر کی شب جو ہمیشہ ہو سوا ایسی ہو دراز
وصل کی رات کبھی ہوئے تو کوتاہ ملے

چاہیے ہمسے ملے آپ ہی تو ای مہ حسن
کاہ سے برق ملے برق سے یا کاہ ملے

مین یہ کہتا نہین مجھکو نہ ملے آہ و فغان
ٹک اثر دار ملے مجھکو اگر آہ ملے

اپنی قسمت کی بھی اب مین نے قسم کھائی ہی
یار کیا کیا نہ مجھے دنیا مین حسن واہ ملے

ق

کیا چھیڑ کے پوچھے ہی کہ گھر تیرا یہین ہی
کہنے کو تو گھر یان ہی یہ جی اپنا دہین ہی

شب چوری سے مین نے یہ کہا جاؤن ٹک اُس پاس
دیکھون تو کہ ملنے کا بھی کچھ داؤن کہین ہی

آہٹ سے مری چونک کے پوچھا کہ یہ ہی کون
چپکے سے کہا مین کہ جسے نیند نہین ہی

ابرو مین دیا زلف مین بھولا ہون حسن مین
پڑتا ہی نہ مجھے دھیان کہ دل میرا کہین ہی

وہ دلبری کا اُسکی جو کچھ حال ہی سو ہی
اور اپنی دلدہی کا جو احوال ہی سو ہی

مت پوچھ اُسکی زلف کی اُلجھیڑ کا بیان
یہ میری جان کے لیے جنجال ہی سو ہی

نیکی بدی کا کوئی کسی کے نہین شریک
جو اپنا اپنا نامۂ اعمال ہی سو ہی

بس جانے کوئی ہو یا کہ ہو پامال اُسکو کیا
اس گردش فلک کی جو کچھ چال ہی سو ہی

وے ہی علم ہین آہون کے ویسی ہی فوج اشک
اب تک غم و الم کا جو اقبال ہی سو ہی

ایسا تو وہ نہین جو مرا چارہ ساز ہو
پھر فائدہ کہے سے جو کچھ حال ہی سو ہی

شکوہ مجھے تو سوزن مژگان سے کچھ نہین
دل خار خار آہ سے غربال ہی سو ہی

نقشِ قدم کی طرح حسن اُسکی راہ مین
اپنا یہ دل سدا سے جو پامال ہی سو ہی

صورت نہ ہمنے دیکھی حرم کی نہ دیر کی
بیٹھے ہی بیٹھے دل مین دو عالم کی سیر کی

مرنا مجھے قبول ہی اُسکے فراق مین
ملنا نہین قبول وساطت سے غیر کی

ثابت جو عشق مین ہین نہین اُنکو خوف مرگ
حالت سُنی تو ہو ویگی تمنے نصیر کی

خانہ خراب ہو تری اس دوستی کا یار
دی جسنے دل مین سب کے جگہ میرے بیر کی

بیطرح ابکی بگڑی ہی اُس بت سے ای حسن
باقی نکچھ رہی تھی خدا ہی نے خیر کی

مین کس طرح کہون انسان سے خطا کہ نہووے
کریم تو ہی یہ بندا ہی از کجا کہ نہووے

گر اُسکے بزم مین جاتا ہی دل تو آتا ہون مین بھی
ولے رقیب کو تو پہلے دیکھ آ کہ نہووے

رکھے ہی لطف عجب نو خطون کے عشق مین رونا
اُٹھے نہ خط کبھی یاران سے سبزہ تاکہ نہووے

نہین یہ ہونے کی ہرگز کہ مین نہون ترے ہمرہ
اگرچہ ہی یہی تیرا تو مدعا کہ نہووے

یہ کیا خیال مین گذرے ہی جسپہ روز ہی غصہ
سنین تو ہم بھی وہ کیا بات ہی بتا کہ نہووے

زبان کاٹیے اُسکی یہ کون کہتا ہی تمسے
مثال شمع مرے سر پہ اب جفا کہ نہووے

چراغ سانپ کے آگے کہین سنا بھی ہی جلتے
تو روز ہجر کو زلفِ سیہ دکھا کہ نہووے

جگر کے زخم سے ہرگز اُٹھائی جاے نہ لذت
نمک جراحت دلپر ہمارے تاکہ نہووے

حسن سرشک ندامت سے روز حشر خجالت
تو اپنے نامۂ اعمال کو دکھا کہ نہووے

کہنے کی ہین یہ باتین کس بن نہین گذرتی
پر ایک جان تو ہی جس بن نہین گذرتی

کچھ ہو نہووے ہو تیرا خیال ہردم
اس بن نہین گذرتی اس بن نہین گذرتی

کس دل سے کوئی خفا ہو تجھسے — کس طرح بھلا برا ہو تجھسے
بیگانہ ہو سب سے پھر وہ آخر — جو کوئی کہ آشنا ہو تجھسے
عہد و کرم و وفا تو معلوم — کرتو — ہان سکیئے جو کچھ جفا ہو تجھسے
ہو کیون نہ جہان سے اُسکا دل سرد — جسکا کہ جگر جلا ہو تجھسے
اس ہمزہ گی مین تو جو آجائے — کیا کیا نہ ابھی مزا ہو تجھسے

ملجائے حسن کہین ترا یار
تا غم یہ ترا جدا ہو تجھسے

دیکھ دروازے سے مجھکو وہ پری رو ہٹ گئی — دیکھتے ہی اُسکے میری جان بس چٹ پٹ گئی
تم ادھر دھوتے رہے منہ ہم اُدھر روتے رہے — روتے دھوتے دو گھڑی بارے مزے سے کٹ گئی
گرد کلفت بسکہ چھائی دل سے تا آنکھون تلک — نہر تھی جاری جو آنکھون کی مرے سو پٹ گئی
جی ادا نے زلف نے دل ہوش غمزون نے لیا — جنس ہستی اپنی سب غارت مین آکر بٹ گئی
پڑتے ہی پردے مین دل کو خاک کر ڈالا مرے — اِس ادا سے وہ پری منہ پر لیئے گھونگھٹ گئی
زلف گرچھدری ہوئی تیری تو مت کھا پیچ و تاب — کیا ہوا از بس اُٹھائے بوجھ دل کے لٹ گئی

کل جو میرا خوش نگہ گذرا چمن سے ای حسن
موند لی بادام نے آنکھ اور نرگس کٹ گئی

تیری مدد سے تیرا ادراک ہو سکے ہی — ورنہ اِس آدمی سے کیا خاک ہو سکے ہی
تو ہی سمجھ سمجھکر کر دے معاف ہمکو — تیرا حساب ہمسے کب پاک ہو سکے ہی
خطرا نہین کسی کا جو چاہے کر سکے ہی — تجھسا کوئی جہان مین بیباک ہو سکے ہی
رونے کو میرے جلدی ٹک دیکھ کھول آنکھین — ابتک ہی چشم میری نمناک ہو سکے ہی
لاکھون کا دل جلایا لاکھون کا جی کھپایا — تجھسے کوئی زیادہ سفاک ہو سکے ہی
وہ جلد دستیون کے جاتے رہے نہ مانے — اب ہاتھ سے گریبان کب چاک ہو سکے ہی

جو کچھ شراب مین ہین کیفیتین نشے کی / تجھمین مزا یہ کوئی تریاک ہو سکے ہی

اُس ماہرو کو باہم کردے حسن سے اِک شب / گردش سے تیری اتنا افلاک ہو سکے ہی

صنم پاس ہی اور شب ماہ ہی / یہ شب ہی کہ اللہ ہی اللہ ہی
ترے ناز کیونکر اُٹھاؤن نہ مین / مری دوستی پر تو گمراہ ہی
تجھے ہوش اتنا نہین بیخبر / مرے حال سے کب تو آگاہ ہی
ترا نام لیتے نکلتی ہی آہ / مری آہ کے دل مین کیا آہ ہی
کہان برق عشق و کہان کوہ صبر / بگولے کے آگے پرِ کاہ ہی
مین کیونکر کہون تجھکو فرصت نہین / ق / پہ یہ بات کب تیرے دلخواہ ہی
نہ آنے کے سو عذر ہین میری جان / اور آنے کو پوچھو تو سو راہ ہی
مین اِک روز پوچھا جو اُس شوخ سے / ق / کہ کیون کچھ تجھے بھی مری چاہ ہی
تو ہنسکر لگا کہنے کیا خوب کیون / تو میرا کہان کا ہوا خواہ ہی
یہ سُنکر جو مین چپ رہا تو کہا / اب ے دل کا مالک تو اللہ ہی

حسن وصل اور ہجر مین یار کے / کبھی آہ ہی اور کبھی واہ ہی

آپ مین ابکی اگر ہم آئینگے / تو ترے کوچے ہی کو پھر جائینگے
روز کہتے ہو کہ تو مرتا نہین / خوب یہ کہنا بھی ہم دکھلائینگے
ہین قفس مین پر عبث باندھے ہی تو / اس قفس سے ہم کہان اُڑ جائینگے
یون تو جی تجھ بن بہلنے کا نہین / تیری ہی باتون سے کچھ بہلائینگے
دوستون سے اِس دلِ دشمن کا حال / کوئی مت کہنا کہ وہ غم کھائینگے
فصل گل تک تو بھلا صیاد ہم / دام سے تیرے نکلنے پائینگے

قید کرتے ہین مجھے ناصح عبث — ابکی مین نکلا تو پھر پچتاینگے
دل سے اُسکے دل ہی کریگا بیان — ہمتو کہتے حالِ دل شرماینگے

ہر گھڑی مت ذکر کر اُسکا حسن
اور سُن سُنکر بہت للچاینگے

ابرو سے اور مژہ سے عالم کی جان لی ہی — پہلے پہل یہ اُسنے تیر و کمان لی ہی
عاشق کے طور مجھسے مجنون نے ہین اُڑائے — معشوق کی تجھی سے لیلیٰ نے آن لی ہی
بسمل کی طرح ابتک ہین رقص مین ہزارون — مطرب پسر نے ایسی شب ایک تان لی ہی
مجھسے خفا ہوا ہی یا ہی خلل ہوا کا — اِکلائی اپنے مُنھ پر کیون تونے تان لی ہی
احسانمند ہون مین اپنے سخن شنو کا — جو بات مین کہی ہی سو اُسنے مان لی ہی
تو اب کہے ہی مجھسے مین تیری جان لونگا — مین نے یہ چال تیری پہلے ہی جان لی ہی
گونگے کی ہی مٹھائی جانے ہی وہ یہ لذت — جسنے کسی صنم کی مُنھ مین زبان لی ہی
قدمون پر اُسکے جاکر گر ہی پڑونگا ابکی — گو سر رہے کہ جاوے مین نے یہ ٹھان لی ہی
کیونکر نشہ نہ ہووے دونا لبون کے خط سے — اس می مین اور تونے سبزی بھی چھان لی ہی
کس شعلہ خو سے تونے سیکھی ہی یہ شرارت — کس مہروش سے گرمی یہ مہربان لی ہی
ہرچند گل نہین ہی پر گل کے ڈھنگ ہین سب — خوبو یہ کس سے تونے ای بدگمان لی ہی

ہی ایک تو خفا ہی جی سے حسن بچارا
تو نے کِھجا کِھجا کر اور اُسکی جان لی ہی

ہر ایک دل و جان سے کے مرغوب نظر آئے — مین خوب تمھین دیکھا تم خوب نظر آئے
یہ طرز و ادا ہی تو اسنے نہ وفا ہوگی — خوبان کے خوش آیندہ اسلوب نظر آئے
دیوانگی اپنی سے طے کر گئے منزل کو — سالک ہم اسی رہ کے مجذوب نظر آئے
گذرا ہی چمن سے کیا پھر آج کوئی گلرو — جو گل نظر آئے سو محجوب نظر آئے

جی پہلے ہی جا پہونچا کیا پر زون سے اب دل کے　تم اشک عبث لیکر مکتوب نظر آئے
ہی دل مین ہمین کیا کیا امید تر حم کی　دیکھا تو غضب ہم کچھ مغضوب نظر آئے
جب آنکھ اُٹھا دیکھا اُس چشم ستمگر کو　سب تیر مژہ دل مین سر ڈوب نظر آئے
عالم کا یہ مجمع بھی چھڑیونکا تھا اِک میلا　جو دم سکے لیے کیا کیا محبوب نظر آئے
دیکھا تو نکچھ دیکھا بھر خاک ہی وان ہمنے　جون نقش قدم طالب مطلوب نظر آئے

کوچے مین حسن اُسکے تا مردمک دیدہ
دیتے ہوئے پلکون سے جاروب نظر آئے

چرخ کی جس سے دوستی تو نے　کی غرض اُس سے دشمنی تو نے
آپ سے مل گیا گلے ہنس کر　یہ تو بس میرے جی سے لی تو نے
ذوقِ تنہائی مین خلل ڈالا　آ کے مجھ پاس اِک گھڑی تو نے
آفرین دل پہ تھا ترا ہی جگر　جو پڑی تجھپہ سو سہی تو نے
جو دکھائین خرابیان مجھکو　سو مری جان زندگی تو نے
جی نکل جائیگا لیا ابکی　ہجر کا نام جس گھڑی تو نے

زندگی کا بہت مزا پایا
ای حسن کر کے عاشقی تو نے

جو دن کو شور و افغان ہی تو شب کو آہ و زاری ہی　غرض مین کیا کہون دل کو نہایت بیقراری ہی
کوئی گر اور سا ہووے تو گھبرا کر نکل جاوے　مرا جی جانتا ہی جو کہ حالت مجھپہ طاری ہی
مری تعریف تم کرتے ہو اپنی قدردانی سے　اجی صاحب مین کس قابل ہون یہ خوبی تمہاری ہی
تمھین ہمسے ہمین تمسے بھلا اب لسکو کیا کہیے　وہ کچھ قسمت تمہاری ہی یہ کچھ قسمت ہماری ہی
بھلا تو سیکڑون باتین بنائے مین سنون چپکے　کہا جاتا نہین کچھ یان کہ یہ بے اختیاری ہی
جو وہ پوچھے مرے احوال کو قاصد تو یہ کہنا　دعا کرتا ہی تمکو اور تمھاری یادگاری ہی

حسن اُس سرگران کے زلف کے غم مین قدم مت رکھ
سبک ای ناتوان مت ہو کہ یہ زنجیر بھاری ہی

کہتا نہین کہ مجھسے ہر اک خوبرو سے ملے
کوئی ملے کہ یا نہ ملے ایک تو ملے

تھی آرزو تو یہ کہ ملے آرزو سے دل
یہ آرزو نہ تھی کہ فقط آرزو سے ملے

تجھسا تو زود رنج مین دیکھا نہ ایک بھی
یون تو جہان مین مجھکو بہت تندخو سے ملے

منھ پھیر بڑبڑاتے ہو کیا دیکھو اس طرف
گالی کا تب مزا ہی کہ جب دو بدو سے ملے

ہوتے ہی اُسکے سامنے بس دل تو مل گیا
ظاہر ہین گو کسی کے نہ ہم روبرو سے ملے

یون روٹھتے تو روٹھے پر اب جی ہی بیقرار
یارب کہین شتابی سے وہ جنگجو سے ملے

ڈھونڈھوں ہون دل کو مین تو بھلا تو بھی دھیان مین
رکھیو حسن جو تجھکو کہین اُسکی بو سے ملے

مزے نہ دیکھے کبھی ہمنے زندگانی کے
یونہین گذر گئے افسوس دن جوانی کے

سنا نہ ایک بھی شب اُسنے حالِ دل میرا
نصیب جاگے نہ افسوس اس کہانی کے

ہمین غضب سے تو اپنے تو مت ڈرایا کر
ہم آشنا ہین فقط تیری مہربانی کے

رہی بھی مد نظر پرورش تو غیرون کی
سدا سے کشتہ ہین ہم تیرے قدردانی کے

ثبات ہستی کو ٹک بھی ہوا نہ اپنی حسن
مثال برق گئے روز شادمانی کے

گر بخت اپنی جاگین تو اک کام کیجیے
سائے مین اُسکے زلف کے آرام کیجیے

مکھڑے کو دیکھ دیکھ ترے کیجیے سحر
گیسو کو دیکھ دیکھ ترے شام کیجیے

بوسہ عقیق لب کا ترے کیجیے غرض
دو دن کی زندگانی ہی کچھ نام کیجیے

ہی نیکنامی اپنی تو نزدیک عین یہ
گر آپ کو ترے لیے بدنام کیجیے

اس ابتداے عشق مین ہوا تھا کی چاہ
آغاز اپنا صورتِ انجام کیجیے

ب مین نے بیقراری پر اپنے لیا قرار — بس آپ خیر شوق سے آرام کیجیے
رہتا ہی ان بتونکو یہی دھیان رات دن — کسکو لپیٹ لیجے کسے رام کیجیے
بولے ٹھٹھولی بات لطیفہ جگت ہی سب — جو کام پختہ ہو اُسے کیون خام کیجیے
تھوڑا ہی اپنے مُنہ سے قبولیگا آپ وہ — اب دیر کیا ہی وصل کا پیغام کیجیے

الجھائیے دل اپنا کہین جان بوجھکر
رشتے کو دوستی کے حسن دام کیجیے

نظرون مین اُسنے مجھسے اشارات آج کی — کیا تھا یہ خوب کچھ نہ کھلی بات آج کی
مین نے تو بھر نظر تجھے دیکھا نہین ابھی — رکھیو حساب مین نہ ملاقات آج کی
اک بات تلخ سنکے کیا زہر عشق سب — تو نے ہماری خوب مدارات آج کی
یہ گفتگو کبھی بھی نہ آئی تھی درمیان — جو کچھ کہ تو نے حرف و حکایات آج کی
دل مین یہی تھی میرے کہ دور شراب ہو — مین سچ کہون یہ تو نے کرامات آج کی
بلبل کے ناؤن پر بھی نہ آیا بھلا ہوا — صیاد تیری خالی گئی گھات آج کی
عیش شب وصال کو ہی صبح ہجر بھی — ٹھہری ہی یار کل پہ ملاقات آج کی
بھولے سے نام لیکے مرا ہٹ پٹا گیا — پیاری لگی یہ مجھکو تری بات آج کی
مجھپہ یہی قلق جو رہیگا تو یار بن — کس طرح شب یہ گذریگی ہیہات آج کی
اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا خیر رات ہی — قسمت مین دیکھنی تھی یہ آفات آج کی

لیکن مجھے تو پھر وہین کل دیکھیو حسن
گر خیر و عافیت سے کٹی رات آج کی

عالم ہی تب کچھ اور تھے اور ڈھنگ اور ہی — روز و شب جوانی کے تھے رنگ اور ہی
لطف و غضب کا عشق کے کچھ ماجرا نہ پوچھ — ہر اسمین صلح اور ہی اور جنگ اور ہی
غیرون کے ہاتھ تجھسے یہ جی کیونکہ صاف ہو — اس دل کے آئینہ پہ تو ہی زنگ اور ہی

سبزی سے تیرے خط کی طراوت ہی چشم کو
عالم مجھے دکھاتی ہی یہ ہنگ اور ہی

اس سنگ سے تو شیشۂ دل کو نہین ضرر
جس سے یہ ٹوٹتا ہی وہ ہی سنگ اور ہی

بدنامیون سے یان کی تو خاطر نشان ہی یہ
آتا ہی جس سے ننگ وہ ہی ننگ اور ہی

وہ جو سرودِ عشق کے ماہر ہین ای حسن
ہی وان رباب اور ہی اور چنگ اور ہی

اس ڈر سے مین نے زلف کی اُسکی نبات کی
جاتی ہی دور دور تک آواز رات کی

دیکھا جب آنکھ کھول کے مثل حباب تب
معلوم کائنات ہوئی کائنات کی

اُس بلبلِ چمن کی ہوئی عاقبت بخیر
سائے مین جسنے آن کے گل کے وفات کی

مین ہون صفات ہی کے تحیر مین ہمنشین
کیا بات مجھسے پوچھے ہی تو اُسکے ذات کی

دل اپنا اُسکو دیجیے یا جی کو کھوئیے
اسکے سوا طرح نہین کوئی نجات کی

بولا اگر تو قند مکرر ہوے وہ لب
اور چپ رہا تو یہ بھی ہی صورت نبات کی

واقف ہو کیون نہ شعلۂ آتش سے دل کے وہ
رہتی ہی باغبان کو خبر پھول پات کی

شہ چال ہو رہا ہون صنم تیرے عشق مین
تو نے دکھا کے رخ مری بازی ہی مات کی

زلف عرق فشان تری جانبخش کیون نہو
ترکیب اُسنے پائی ہی آبِ حیات کی

اس سر سے غیر سر نہین واقف کوئی غرض
لذت بیان مین آتی نہین تیری لات کی

چون زندگی و مرگ ہین آپس مین ضد حسن
چشم و لب اُسکی ضد ہی حیات و ممات کی

وہ عشق کی گرمی نہین دو چار برس سے
دل سرد ہوا اپنا ہوا اور ہوس سے

صیاد کی خاطر ہی نہین اتنا ہون لاغر
چاہون تو نکل بھاگون ابھی چاک قفس سے

سچ مچ تجھے خاطر ہی اگر میری تو جانان
خلطا نہ کیا کر تو ہر اک ناکس و کس سے

دل ساتھ دوانونکا تو مت چھوڑ جنون مین
کوئی بھی بگاڑے ہی کہین اپنی اُلس سے

حلقہ سے تری زلف کے جاؤنگا کدھر مین
ڈالے ہین مرے پانؤن مین الفت کے تو رستے

جنت سے یہین نکلا تھا تری دید کی خاطر
گندم سے مجھے کام نہ کچھ کام عدس سے

کیا جانیے مجھکو لیے جاتا ہی اُدھر کون
جاتا نہین کوچے مین ترے اپنے تو بس سے

جب وجد مین آتا ہی تو کرتا ہی یہ فریاد
تعلیم مگر لی ہی مرے دل نے جرس سے

ہر مور و مگس کو نہین اس مصری سے رشتہ
شیرینی لب تیری مبرا ہی مگس سے

گو جل کے ہوا راکھ یہ جون آتش خاموش
پھینکا نہ کبھی آہ کو مین دوشِ نفس سے

مت پنجۂ مژگان کو رکھو اس فندق پا پر
ڈرتا ہون حسن آگ بھڑک اُٹھے نہ خس سے

اُسکی جب بات کان پڑتی ہی
دل مین مردے کے جان پڑتی ہی

بندہ عاجز ہی رہ ہی دیتا ہی
آدمی پر جب آن پڑتی ہی

جانتا ہی وہی مصیبت عشق
جسپر ای مہربان پڑتی ہی

کسکے ابرو کا عکس ہی یہ جو
آسمان پر کمان پڑتی ہی

غمزہ و ناز دلبران سے ہمیش
دل پہ تیغ و سنان پڑتی ہی

دیکھنے دیکھتے نظر اُسکی
اس طرف بھی ندان پڑتی ہی

آج مطرب پسر گلے مین ترے
اور ہی ڈھب کی تان پڑتی ہی

جسکو دل اپنا چاہتا ہی حسن
بات کب اُسکی دھیان پڑتی ہی

غفلت سے یہ چونکنے بھی نہ پائے کہ مر گئے
دیکھا بھی تمنے کچھ کہ یہ دن کیا گذر گئے

ایسے غضب کے آینکا مشتاق کون تھا
دل کو جلا کے اور مری خاک کر گئے

جوشش بہار عشق پہ کیجو ذرا نظر
داغون سے دل جگر کے چمن سارے بھر گئے

خوش وہ کہ تیرے سایۂ دیوار کے تلے
دنیا مین با دکھانیکو اکدم ٹھہر گئے

دیکھا کیے ہم آنکھون سے اور کچھ نہ بس چلا ۔۔۔ اشکون مین ٹکڑے ہو ہو کے دل اور جگر گئے
ناز و ادا و غمزہ کو اُس بت کے دیکھکر ۔۔۔ جتنے صنم خدائی مین تھے سب سنور گئے
ق ہمدرد کل جو ایک ملا ہمکو راہ مین ۔۔۔ باتون مین ہم کہین سے کہین بیخبر گئے
پھر ہوش مین جو آن کے دیکھا تو واہ وا ۔۔۔ جانا کدھر کو تھا ہمین اور ہم کدھر گئے
بارے وہان سے دل کو پھرے ہم پکارتے ۔۔۔ دلنے بھی دی صدا تو ذرا راہ پر گئے
در پر جو تیرے آئے تو دیکھا نہ تجھکو حیف ۔۔۔ جیسے ہم آئے ویسے ہی پھر اپنے گھر گئے

کچھ بھی ملا نہ پھل ہمین کاغذ برائی حسن
مقراض سے زبان کے بہت گل کتر گئے

کہہ بیٹھ نہ دل جی ترا جس بت سے لگا ہی ۔۔۔ اللہ کی چوری نہین تو بندہ کا کیا ہی
بارے وہ صنم مجھسے ملا خود بخود آکر ۔۔۔ سچ ہی کہ نہین جسکا کوئی اُسکا خدا ہی
آئینہ مین صورت مجھے دکھلاتا ہی اپنی ۔۔۔ یعنی کہ ترے اور مرے بیچ صفا ہی
جی کھویا جو تونے تو دل آرام تو پایا ۔۔۔ اس جینے سے گر پوچھو تو مرنا ہی بھلا ہی
کیا جانیے کیدھر کو گیا ناقہ لیلیٰ ۔۔۔ نہ شور جرس کا ہی نہ آواز درا ہی
ق اگلے ہی مزے لوٹ گئے باغ جہان کے ۔۔۔ اب حال مین گر پوچھو تو کیا خاک رہا ہی
اور اب بھی جنھین ہی اُنھین ہی اپنے تئین کیا ۔۔۔ اپنے تو نصیبون مین قفس ہی سو ملا ہی
نہ آہ سے نہ آتش ہجران سے نہ غم سے ۔۔۔ میرا تو بہت دل تری باتون سے جلا ہی
بیزاری سے تو دیکھے ہی ہر چند ولیکن ۔۔۔ اس بیمزہ گی مین بھی مری جان مزا ہی
کہتا ہی مرے دل کے تئین پانون سے ملکر ۔۔۔ اب بھی ترے دل مین کوئی ارمان رہا ہی
اب جان کے درپے ہین مرے اتنے ستمگر ۔۔۔ غمزہ ہی کرشمہ ہی اشارا ہی ادا ہی
کیون جیسے مرے جی ترا ملتا نہین ظالم ۔۔۔ تجھکو بھی ہی معلوم کہ جی مین ترے کیا ہی
ق کچھ تمنے سُنا اُس ستم ایجاد کا احوال ۔۔۔ یارو عجب اک طور ہی اور طرفہ مزا ہی

آپ ہی مجھے کہتا ہی کہ چل دور پرے جا
جاتا ہون تو کہتا ہی تجھے خبط ہوا ہی

پھر اپنا سا مُنھ لیکے جو رہجاتا ہون تو وہ
کہتا ہی کہ غصہ ترا اسوقت بجا ہی

دل تیرا بہت مین نے جلایا ہی ادھر آ
ہان ہان مری خاطر یہ ترا حال ہوا ہی

کہتا ہی جو کوئی تو حسن سے نہین ملتا
کرتا ہی بہانا کہ وہ روٹھا ہی لڑا ہی

مومن و کافر پہ کیا سب کو ندا ے خیز ہی
ابلق ایام کو یان رات دن مہمیز ہی

آئیو دامن سنبھالے ای خیالِ یار تو
دل سے یان آنکھون تلک خونِ جگر لبریز ہی

اُس طرف جتنی جفا ہی اِس طرف اُتنی وفا
لگا لیان ہین صاف وان و یان نری انگیز ہی

ابتو چل فرہاد تک شیرین ذرا خسرو کو چھوڑ
وہ تو اب آخر ہی آخر تو ہی اور پرویز ہی

جسنے دیکھا گورے منھ پہ تیرے ابرو کو کہا
یا الیمانی ہی یا تلوار یا انگریز ہی

کوہ و صحرا کیا ہی سونا قیس اور فرہاد بن
لیلی و شیرین کا خالی محمل و شبدیز ہی

بیضۂ نوروز و قندیلِ محرم ہی فلک
شادی و غم کے قلم سے اسپہ رنگ آمیز ہی

کسکی زلفونکا تصور ہی دلِ سوزان مین جو
لخلخہ کی طرح دودِ آہ عنبر بیز ہی

پاے بند زلف تیرے اہل ایمان کیون نہون
عروۃ الوثقیٰ کی آیۃ اُنکو دستاویز ہی

خنجر مژگان کے مُنھ چڑھیو نہ ای دل ان دنون
سنگ شرمی سے زبان اُسکی نہایت تیز ہی

دِل ترا کس سرو کا قمری ہوا ہی ای حسن
آہ ہی موزون تری اور نالہ وحشت خیز ہی

یار کا دھیان ہم نہ چھوڑینگے
اپنی یہ آن ہم نہ چھوڑینگے

جبتلک دم مین ہی ہمارے دم
تجھکو ای جان ہم نہ چھوڑینگے

تیرے ہاتھون سے ای جنون ثابت
یہ گریبان ہم نہ چھوڑینگے

ہی بڑا کفر ترک عشق بتان
اپنا ایمان ہم نہ چھوڑینگے

ہم

بعد مجنون کے شور سے خالی
یہ بیابان ہم نہ چھوڑینگے

دل مین اور ہم مین ہی یہ قول و قرار
اُسکو ہر آن ہم نہ چھوڑینگے

دل نہ چھوڑیگا تیرا دامن اور
دل کا دامان ہم نہ چھوڑینگے

بن لیئے بوسہ آج تو تجھکو
مان مت مان ہم نہ چھوڑینگے

ہی حسن وان یہی جو بے قرنی
کب تلک شان ہم نہ چھوڑینگے

جان و دل ہین اُداس سے میرے
اُٹھ گیا کون پاس سے میرے

کوئی بھی اب امید باقی ہی
پوچھیو داغ یاس سے میرے

سبکی عرضی سے خوش ہو تم پر ایک
ہو خفا التماس سے میرے

شاید اُٹھنے کا قصد تمنے کیا
اُڑ چلے کچھ حواس سے میرے

عیش مجھ تک تو پہونچے تب جو ٹلے
فوج غم آس پاس سے میرے

دور ہی دور پھرتے ہین کچھ بخت
اتبو امید و یاس سے میرے

کیا مین ٹھہراؤن اُسکو دل مین حسن
ہی وہ باہر قیاس سے میرے

آج دل بیقرار ہی کیا ہی
درد ہی انتظار ہی کیا ہی

جس سے جلتا ہی دل جگر وہ آہ
شعلہ ہی یا شرار ہی کیا ہی

یہ جو کھٹکے ہی دل مین کانٹا سا
مژہ ہی نوک خار ہی کیا ہی

چشم بد دور تیری آنکھون مین
نشہ ہی یا خمار ہی کیا ہی

میرے ہی نام سے خدا جانے
ننگ ہی اسکو عار ہی کیا ہی

جسنے مارا ہی دام دلپہ مرے
خط ہی یا زلف یار ہی کیا ہی

کیون گریبان تیرا آج حسن
اس طرح تار تار ہی کیا ہی

دریا مین ڈوب جائیے کہ یا چاہ مین پڑے
ای عشق پر نکوئی تری راہ مین پڑے

مت پوچھ جورِ غم سے دلِ ناتوانکا حال
بجلی تو دیکھی ہوگی کبھی کاہ مین پڑے

اِکدم بھی دیکھ سکتا نہین ہمکو اُسکے پاس
خاک اس فلک کے دیدۂ بدخواہ مین پڑے

جو دوستی کے نام سے رکھتا ہو دشمنی
دیوانہ ہو جو اُسکی کوئی چاہ مین پڑے

آ جا کہین شتاب کہ مانندِ نقشِ پا
تکتے ہین راہ تیری سرِ راہ مین پڑے

جلوے دو چند ہووین شبِ ماہ کے ابھی
اُس ماہرو کا عکس اگر ماہ مین پڑے

سُلگے ہی نیم سوختہ جیسے دھوئین کے ساتھ
جلتے ہین یون ہم اپنی حسن آہ مین پڑے

یون غیر کچھ کہین تو بلا کو بُری لگے
تو کچھ نکہہ کہ ہم غربا کو بُری لگے

تنگی کرے نہ حوصلہ اپنا کہین بسر اب
اتنی جفا نکر کہ وفا کو بُری لگے

تجھ بن یہ زیست اپنی ہمین یون ہی جس طرح
قیدِ حیات اہلِ فنا کو بُری لگے

ہون خاک تیرے کوچے کی ہم اور اپنی گرد
تیری گلی سے آہ صبا کو بُری لگے

ہمتو سہین گے وہ بھی پہ لازم نہین تجھے
اُس ناز کی جفا جو ادا کو بُری لگے

ہی بیحیائی حد سے جو گرمی زیادہ ہو
شوخی بہت تو مرد وفا کو بُری لگے

جون آئینہ دل اپنا کدورت سے صاف رکھ
گردِ ملال اہلِ صفا کو بُری لگے

ہر دم جواب صاف مروت سے ہی بعید
وہ بات تو نکر کہ حیا کو بُری لگے

اُس بُت بندگی سے نہ آزاد ہو حسن
یہ بات بھی کہین نہ خدا کو بُری لگے

ہمتو ہین تجھ زلف ہی سے سربسر باندھے ہوے
صید بستہ پر پھرے ہی کیون کمر باندھے ہوے

جون سلیمانی یہ کسکا اب خیالِ زلف و رخ
ساتھ پھرتا ہی مجھے شام و سحر باندھے ہوے

جان و دل کا قتل ہی منظور یا ہی مخلصی
لیچلے ہو اِن اسیرون کو کدھر باندھے ہوے

دام الفت سے نہ نکلے ہم کبھی سائے کی طرح
تم گئے جیدھر گئے ہم بھی اُدھر باندھے ہوے

خون دل کسکا ہی یہ جون طائر رنگ حنا
نازسے آتا ہی تیرے ہاتھ پر باندھے ہوے

خانہ زنجیر کے مانند تیری قید مین
عشق آتے ہین چلے اب گھر کے گھر باندھے ہوے

تا نہو برباد نکہت کی طرح یہ تنگدل
غنچہ سان رکھتے ہین مٹھی ہی مین زر باندھے ہوے

اور ہر دام قفس سے چھٹ سکے ہین ہمنشین
اک نہین چھٹتے تو الفت کے مگر باندھے ہوے

اور بھی دل روبرو ہین تیری ٹک تیر نگاہ
پھیکیوا اپنی نشانی پر نظر باندھے ہوے

قتل ہی کسکا تجھے منظور اى خونی نگاہ
ہر گھڑی پھرتا ہی کیون تیغ و سپر باندھے ہوے

کس روش مین آہ پہونچون اُڑکے گلشن تک حسن
مجھکو تو صیاد نے چھوڑا ہی پر باندھے ہوے

بیکلی مجھکو نہین ہر گلبدن کے واسطے
جان بلب ہون اپنے اُس غنچہ دہن کے واسطے

دل تری خاطر ہی اور تو دل کی خاطر اس طرح
خون جون گل کے لیے اور گل چمن کے واسطے

قول دھر دیتا ہی اور اُودھر مکر جاتا ہی وہ
کیجیے کیا فکر اُس پیمان شکن کے واسطے

شمع تب ٹھنڈی ہوئی جب خاکساری سے پتنگ
توتیا جلکر ہوا چشم لگن کے واسطے

عالم وحشت مین جو دست جنون سے بچ رہے
چاک پھر یارب وہ جامہ ہو کفن کے واسطے

کچھ سُنا تھا حق مین اپنے ایکدن تجھسے سخن
سیکڑون سنتا ہون باتین اُس سخن کے واسطے

شربت دیدار شیرین یون ملے خسرو کو ہاے
زہر کا پیالہ پیے یون کوہکن کے واسطے

عیش و عشرت کس طرح ہو دوستان مجھکو نصیب
مین تو پیدا ہوا رنج و محن کے واسطے

بیجگہ عاشق ہوا ہی کیا کرین کچھ بس نہین
جی تو کڑھتا ہی بہت اپنا حسن کے واسطے

نہ ملا وہ نفاق کے مارے
کیا کرین ہم وفاق کے مارے

جبتک آوے ہی آوے تو ہمتو
مر چکے اشتیاق کے مارے

مت خفا ہو کہ آن نکلے ہین
ہم بھی یان اتفاق کے مارے

ملگئے خاک مین ہزار دن ہی
چرخ کہنہ رواق کے مارے

ہو چکا حشر بھی حسن لیکن
نہ جیے ہم فراق کے مارے

تیر پر تیر لگے تو بھی نہ پیکان نکلے
یارب اس گھر مین جو آوے نہ وہ مہمان نکلے

نیک و بد مین جو نہین جنگ عدم مین تو بھلا
کیون نہ گل و خار بہم دست و گریبان نکلے

دست چالاک جنون سینہ کو بھی کر دے چاک
تا کہین پہلو سے میرے دل نالان نکلے

کونسی رات وہ ہووے کہ جو آوے شب وصل
کونسا روز وہ ہو جو شب ہجران نکلے

گلشن دل مین بھی تھی اپنی کچھ الٹی تاثیر
تخم امید جو بوئے گل حرمان نکلے

کر نظر رخ کو ترے کفر سے نکلے کافر
زلف کو دیکھ تری دین سے مسلمان نکلے

جتنا کہتے ہین نکلتا ہی حسن گھر سے ترے
غصے ہو ہو یہی کہتا ہی ابھی ہان نکلے

آہون سے مرے گھر مین ہوا گرم رہیگی
مین جاؤنگا تو بھی مری جا گرم رہیگی

بھرتے ہی رہینگے نفس سرد ہزارون
جبتک کہ تری آن و ادا گرم رہیگی

جلنا مرے تب دل کا لگیگا یہ ٹھکانے
صحبت تری جب مجھسے سدا گرم رہیگی

چوٹی مین دل سوختہ کو گوندھو کے پیارے
مت پھیک قفا پر کہ قفا گرم رہیگی

بلبل نہ مجھے دیجیو تو نالے کی تکلیف
ورنہ اثر اسکے سے صبا گرم رہیگی

جبتک نہین تو دختر رز ہی کو رکھونگا
کچھ تو یہ بغل میری بھلا گرم رہیگی

عشاق کو ترغیب محبت ہی کریگا
جبتک ہی حسن بزم وفا گرم رہیگی

جس شخص کی ہو زیست فقط نام سے تیرے
اس شخص کا کیا حال ہو پیغام سے تیرے

کالی ہی کہ ہی سحر کوئی یا کہ ہی افسون
جی شاد ہوا جاتا ہی دشنام سے تیرے

ہی اپنی خوشی اُسمین کہ تو جس مین خوشی ہو
آرام ہی اپنے تئین آرام سے تیرے

آہستہ قدم رکھیو تو ای ناقۂ لیلی
مجنون کا بندھا آتا ہی دل گام سے تیرے

جب کوچے مین جا بیٹھتے ہین تیرے تو اپنی
آنکھین لگی رہتی ہین در و بام سے تیرے

ہی اپنے ہمین کام سے کام ای بتِ خودکام
ہم کام نہین رکھتے ہین کچھ کام سے تیرے

کیا ہجر کی رات آئی کہ مانند چراغان
پھر جلنے لگے داغ حسن شام سے تیرے

جان مین جان تبھی قیس کے بس آتی ہی
ناقۂ لیلی کی جب بانگ جرس آتی ہی

ساتھ دیکھون ہون کسی کے جو کسی دلبر کو
مین بھی جی رکھتا ہون مجھکو بھی ہوس آتی ہی

قیس و فرہاد کے رونے کی جب آجاتی ہی لہر
کوہ و صحرا پہ گھٹا جا کے برس آتی ہی

زندگی ہی تو خزان کے بھی گذر جائینگے دن
فصل گل جیتون کو پھر اگلے برس آتی ہی

جب قفس مین تھے تو تھی یاد چمن ہمکو حسن
اب چمن مین ہین تو پھر یادِ قفس آتی ہی

دلبر سے ہم اپنے جب ملین گے
اس گم شدہ دل سے تب ملین گے

یہ کسکو خبر ہی ابکی بچھڑے
کیا جانیے اُس سے کب ملین گے

جان و دل و ہوش و صبر و طاقت
اِک ملنے سے اُسکے سب ملین گے

دنیا ہی سنبھل کے دل لگانا
یان لوگ عجب عجب ملین گے

ظاہر مین تو ڈھب نہین ہی کوئی
ہم یار سے کس سبب ملین گے

ہو گا کبھی وہ بھی دور جو ہم
دلدار سے روز و شب ملین گے

آرام حسن تب ہی تو ہوگا
اُس لب سے جب اپنے لب ملین گے

خاتمۃ الطبع از نتیجۂ طبع محمد منیر منیر مصحح مطبع ہذا

ظاہر ہی کہ اُردو کی دنیاے شاعری مین اسکی ابتدا پر نظر ڈالتے ہوے ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگیا ہی اور زبان اُردو نے صفائی کا پہلو اختیار کرتے کرتے گویا بالکل نیا جامہ پہن لیا ہی جسکا تعلق محض زبانی تغیرات سے ہی یہ امر محتاج برہان نہین کہ ہر زمانے مین جو محاورات یا الفاظ رائج و زبانزد ہونگے وہی مطبوع اور مستند سمجھے جائین گے۔ اسی بنا بر سچی شاعرانہ تخییل کے جوہر شناس اور اصلی نکات شاعری کے رمز فہم اس تغیر و تبدل کو عرضیات مین شمار کرکے کلام پر کلام کی حیثیت سے نظر ڈالتے ہین چنانچہ یہ امر مسلم ہی کہ زبان اُردو کے شعراء متقدمین حُسن کے دلکش اثرات اور عشق کے مؤثر جذبات جس سادگی سے نہایت دلفریب پیرایہ مین ادا کر گئے ہین وہ آجکل کے شعرا کو نصیب نہین اور یہی بات تھی جسنے میر تقی میر کو خداے سخن کا لقب دیا ورنہ میر کی زبان اور آجکل کی زبان مین زمین و آسمان کا فرق ہی۔ جن حضرات متقدمین نے اُردو شاعری کو معراج کمال پر پہونچایا ہی اور زبان اُردو کے باغ مین اپنی لگاتار جان فشانیون سے آبشاری کرکے گلکاریان کی ہین اُنہین سے ایک جلیل القدر مسلم الثبوت اُستاد فن ماہر رموز سخن جناب میر غلام حسن صاحب حسن مصنف دیوان ہذا ہین جنکے نام کی شہرت محتاج بیان نہین آپ کی مثنوی بدر منیر لاجواب ہونے مین اپنی آپ ہی نظیر تسلیم ہو چکی ہی۔ آپ کا دیوان آجتک پردۂ خفا مین تھا صرف دو چار شعر بعض بعض تذکرون مین نظر آجاتے تھے۔ اور ناظرین کو آپ کے کلام کا مشتاق بناتے تھے۔ یہ عالی جناب معلی القاب قدردان اہل علم و کمال ولی نعمی راے بہادر منشی پراگ نراین صاحب کی علم دوستی و فیض گستری کا صدقہ ہی کہ ایسے ایسے گوہر بے بہا جلوہ افروز تماشا ہین بفضلہ تعالی یہ محبوب ہوش ربا و شاہد رعنا نگار بادا ہزاران ہزار بماہ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ء مطابق ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۰ ہجری بار اول مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بہ سرپرستی عالی جناب راے بہادر منشی پراگ نراین صاحب بالقابہ زیور طبع سے آراستہ ہوکر نور افزاے نگاہ شوق ہوا فقط

نام کتاب	قیمت
دیوان شاہ تراب - کلام مشہور عارف باللہ کاکوروی -	۱۱ر۳ ۹
کلیات نظیر اکبرآبادی -	۶ر۶ ۹
زندگانی بےنظیر یعنی سوانح عمری میاں نظیر جس میں نظیر اکبرآبادی کے حالات و خیالات سے انگریزی اصول تذکرہ نویسی پر تفصیلاً بحث کیگئی ہے مولفہ جناب مولوی سید محمد عبدالغفور صاحب شہباز پروفیسر اورنگ آباد کالج -	عہر ب
کلیات واسطی - از سید فضل رسول خان متعلقہ ارسند بلیہ -	۱۵ر
دیوان وقار مصنفہ راجہ کشن کمار صاحب متخلص بہ وقار رئیس مشہور بلاری ضلع مرادآباد	۱۰ر
بہارستان اشعار مصنفہ راے کشن کمار صاحب متخلص بہ وقار -	۳ر
کلیات نظیر اکبرآبادی - مصنفہ و مرتبہ منشی عبدالغفور صاحب شہباز -	عاہ ر ب
کلیات صفدر - مولفہ نواب صفدر علی خان صاحب	عہر ب
کلیات وہبی - کلام سخنور کامل منشی شیو پرشاد دو قسم کاغذ -	

نام کتاب	قیمت
(۱) کاغذ سفید چکنا -	۹ر
(۲) کاغذ سفید رسمی -	۷ر
دیوان غافل - از منور خان غافل	۴ر
دیوان ذوق - دہلوی استاد معروف -	۳ر۳ ۹
دیوان فدا - جلد ثانی -	۷ر
انتخاب داغ - مولفہ جناب داغ دہلوی -	عہ
گلزار داغ - "	عہ
آفتاب داغ - "	۱۲ر
فریاد داغ - "	۳ر ب
دیوان رند مشہور از نواب سید محمد خان رند	۶ر۹ ۹
دیوان غالب - از مرزا اسداللہ خان غالب دہلوی -	۳ر۶ ۹
دیوان مرغوب جہان - کلام سید تجمل حسین خان -	۸ر
دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب امیر احمد مینائی مرحوم -	۱۱ر
دیوان خواجہ میر درد - دہلوی استاد مشہور	۲ر
دیوان بہار عرب - کلام مولوی محمد نذیر متخلص بہ حافظ -	ار۶ ۹

نام کتاب	قیمت
بہارستان سخن۔ ناسخ و آتش و آباد ہنیون اُستادون کا کلام ہموزن وہمردیف مولفہ مولوی مہدی حسن خان۔	۷ر۳ا
دیوان لطف۔ از حافظ لطف علیخان بریلوی	۲ر
دیوان نیاز۔ کلام حضرت شاہ نیاز احمد دہلوی	۳ر
شرح یوسفی دیوان حافظ۔ از مولوی یوسف علی شاہ چشتی نظامی۔	۴ر
دیوان نعت سروری۔ از مفتی غلام سرور صاحب لاہوری۔	۴ر۳ا
دیوان جرار۔ از مرزا حسین۔	۳ر۹ا
دیوان عاشق۔ از پنڈت کنہیا لال۔	۲ر
دیوان ضامن۔ از سید ضامن علی شاہ	۲ر۳ا
مظہر عشق۔ معروف بہ دیوان قلق۔ مصنفہ خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی۔	۱ر۳ا
دیوان شائستہ ناسخ۔ ہم قافیہ و ہم بحر بمقابلہ غزلیات ناسخ لکھنوی از منشی ہرچند راے۔	۸ر
دیوان حمد ایزدی۔ کلام مفتی غلام سرور صاحب لاہوری۔	۳ر

نام کتاب	قیمت
دیوان چمنستان جوش۔ کلام نواب احمد حسن خان جوش تخلص	۷ر
دیوان بختاور۔ از منشی بختاور سنگھ۔	۵ر۲ا
مجمع الاشعار۔ چیدہ چیدہ اُستادون کا کلام یکجائی اُردو و فارسی۔	۴ر۲ا
چمن بے نظیر۔ شعراے نامی فارسی و اُردو کا کلام چیدہ۔	۱۱ر۲ا
دیوان گویا۔ کلام فقیر محمد خان بہادر رسالدار متخلص بہ گویا۔ کاغذ سفید و خاکی۔	۳ر۹ا
ایضاً حسب مراتب بالا۔	[illegible]
گلدستۂ امانت۔ از مصنف اِندر سبھا۔	۱ر
دیوان حیرت۔ مصنفہ حکیم حافظ عبدالرحمن خان	۷ر
توشۂ آخرت۔ چیدہ قصائد و غزلیات حمد و نعت مصنفہ مولوی سید مظفر علی صاحب	۸ر
دیوان سخن دہلوی۔ جلی قلم۔ نہایت بلیغ و فصیح از فخرالدین حسین متخلص بہ سخن دو قسم کاغذ۔	
(۱) کاغذ سفید گندہ۔	عہر ب
(۲) کاغذ سفید رسمی۔	۹ر ب

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

10 NOV 1972

۸۹۱، ۴۳۱۴

میر غلام حسین

دیوان میر حسن

صفحات ۴۴۴ [illegible]

۱۵ سطر فی صفحہ [illegible] ۱۵۰۱۱۰۲

۸ شعر فی صفحہ [illegible] ۴۴۴

۱۳۱۳

[illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

[illegible]